شاہراہِ علم

جامعہ کا پیغام طلبائے مدارسِ اسلامیہ کے نام

زیر سرپرستی : حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلہ العالی

جامعہ نمبر

رجب، شعبان، رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ

مدیر ابو حمزہ

نائب مدیر
ابو عبدالفتاح

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا ضلع نندوربار

وَ قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ)

شاہراہِ علم

(جامعہ کا پیغام طلبائے مدارس اسلامیہ کے نام)

زیر سرپرستی

حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلہ العالی

مدیر: ابوحمزہ نائب مدیر: ابوعبدالفتاح

جلد	:	۴
شمارہ نمبر	:	۳۸،۳۹،۴۰
ماہ	:	رجب المرجب، شعبان المعظم، رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ
زرِتعاون	:	سالانہ ۵۰/روپئے۔خارج از جامعہ ۱۰۰/روپیہ

ترسیل زر کا پتہ

”دفترِ شاہراہ علم“

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، ضلع نندوربار، مہاراشٹر، ۴۲۵۴۱۵

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	اداریہ	۴
	جامعہ اکل کوا - خدمات وتعارف کے آئینے میں	
۲	دینی مدارس کا آغاز	۱۲
۳	دینی مدارس کی ضرورت	۱۷
۴	دینی مدارس اور معاشرہ	۱۸
۵	جامعہ کا قیام اور اس کا پس منظر	۲۳
۶	جامعہ کے محرک وبانی	۲۴
۷	جامعہ کے سب سے پہلے سرپرست	۲۶
۸	جامعہ کے دوسرے سرپرست	۲۸
۹	جامعہ کے موجودہ سرپرست	۲۹
۱۰	جامعہ کی دو عظیم شخصیتیں	۳۳
۱۱	جامعہ کے شعبہ جات	۳۵
۱۲	جامعہ اور اس کی عصری درسگاہیں	۶۹
۱۳	جامعہ علماء اور مشائخ کی نظر میں	۷۹
۱۴	جامعہ اور اس کی عمارتیں	۸۶
۱۵	جامعہ کی (اقامتی) شاخیں	۱۰۶
۱۶	جامعہ ایک نظر میں	۱۰۸
۱۷	اساتذہ کی تصنیفی خدمات	۱۱۲
	جامعہ کی خدمات پر اصحابِ قلم کی نگارشات	
۱۸	جامعہ کی ترقی قدم بہ قدم	۱۱۳
۱۹	مبشرات	۱۱۸
۲۰	جامعہ اور اس کی چند امتیازی خصوصیات	۱۲۱
۲۱	جامعہ کا نظامِ تعلیم وتربیت	۱۲۵
۲۲	جامعہ کی زبانِ ترجمان	۱۳۰

۲۳	جامعہ کی دینی تعلیمی تحریک	۱۳۳
۲۴	جامعہ اکل کوا - چند تعارفی جھلکیاں	۱۳۵
۲۵	جامعہ اور فضلاء جامعہ کی خدمات	۱۳۸
۲۶	مولانا غلام وستانوی - ”ایک مردم ساز شخصیت“	۱۴۱
۲۷	جامعہ اور رئیس جامعہ	۱۴۴
۲۸	صوبہ مہاراشٹر کی علمی شخصیت - مولانا سلیمان شمسیؒ	۱۴۸
۲۹	نئے فضلاء کی خدمت میں	۱۵۰
۳۰	فضلائے کرام کی خدمت میں چند گذارشات	۱۵۷
۳۱	تاریخ ساز شخصیت	۱۶۰
۳۲	صبح وشام کے خاص اذکار	۱۷۳
۳۳	دعا	۱۸۲
۳۴	نیکیوں کا موسمِ بہار	۱۸۵
۳۵	امام ابوحنیفہؒ اور ان کی فقہ	۱۸۸
۳۶	رویت ہلال کے ثبوت کی تفصیلات	۱۲۹
۳۷	ترانہ جامعہ	۲۰۶
۳۸	نصیحت از حضرت شیخ یونس صاحب مدظلہ	۲۰۸

اداریہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''جامعہ'' کا ''پیغام'' امت مسلمہ کے نام

بہ قلم: ابوعبدالفتاح

اللہ تعالی کا دین قیامت تک باقی رہنے والا ہے، اللہ تعالی کسی تدبیر کا محتاج نہیں ہر گز نہیں، لیکن خداوند قدوس نے اس دنیا کو دار الاسباب بنا کر تمام چیزوں کو تدبیر وسبب کی دسترس میں رکھ کر نظام عالم کی آبیاری فرمائی ہے، اور اپنے مختلف انواع بندوں ہی کے ذریعہ ظاہری نگاہوں میں تمام افعال وکردار اور ترقی اور تنزلی وزوال کو وجود میں لاتا رہتا ہے اور ساری چیزیں اپنے علم وقدرت میں رکھتا ہے۔

خداوند قدوس کی ایک صفت ''علم'' ہے، جیسے خدائے ذوالجلال باقی ہے، ایسے ہی اس کی تمام صفات بالعموم اور صفت علم بالخصوص باقی رہے گی، عبادت وبندگی خدا کی صفت نہیں یہ بندے کی صفت ہے، بندے کے فانی ہونے کی طرح خود ہی بندے کے وجود کے ختم ہونے کے بعد چلی جاتی ہے، اب دنیا میں دیکھتے ہی ہیں کہ کتنے لوگ تھے بڑے بڑے عابد وزاہد، بڑے بڑے زہد وتقویٰ کے امام لیکن ان کے اس دنیا کے رنگ وبو سے آنکھیں موند لینے کے بعد نہ ان کا تقویٰ رہا نہ عبادت، یہ سب چیزیں انہیں کے ساتھ رخصت ہوئیں، لیکن علم چوں کہ خدا کی صفت ہے، خداوند قدوس باقی ہے، حیّ وقیوم ہے، ہمیشہ سے زندہ وتابندہ ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا تو اس کی صفت علم بھی دنیا میں باقی ہے۔

یہ جامعات، یہ مدارس، یہ مراکز دینیہ وعلمیہ عرصوں سے چلتے آرہے ہیں، اس لیے کہ خدا کی صفت علم کے علم بردار ہیں، ان کے مقامات تو بدل سکتے ہیں کہ کبھی مرکزیت سمرقند وبخارا کو رہی ہو اور علم ودانش کے پھول وہاں کھل رہے ہوں اور کبھی عراق بغداد علم کا مرکز رہے ہو، اور کبھی مصر وشام کے علماء کی چہار دانگ عالم میں دھوم مچی ہو تو کبھی برصغیر ہندوستان کی سرزمین علم کی مرکزیت کے لیے منتخب ہوگئی ہو، اور جگہ جگہ مدارس کا جال اللہ نے کسی

بندے کو اس کا ذریعہ بنا کر بچھوا دیا ہو، لیکن علم چوں کہ صفت ربانی ہے اس لیے اس کو فنا نہیں، بقا ہے، اس کو جاودانی ہے اللہ تعالیٰ نے ہندوستان کی سرزمین کو اپنی صفت علم کا مرکز بنا کر دیوبند میں دار العلوم دیوبند کو منتخب کیا تو پوری بساط عالم پر فضاء کے دار العلوم چھا گئے اور وہ امریکہ جو علم دین اور اسلاف کی قربانیوں کو ذرا بھی پسند نہیں کرتا وہاں کی سب سے پہلی اور قدیم مسجد میں اس وقت بھی ایک فاضل دار العلوم علم کا چراغ جلائے ہوئے ہے۔

دار العلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارن پور، ندوۃ العلماء لکھنؤ اپنے اپنے رنگ کے اداروں نے علم کی شمعیں ہندوستان میں روشن کیں اور صفتِ خداوندی کے بقاء کے لیے اپنی مرکزیت کو عام و تام کیا۔

تقریباً ۳۰ ؍سال بیشتر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے نام بالکل ایک نامعلوم جگہ اور وادئ غیر ذی زرع میں ''ست پڑا'' (پہاڑ) کے دامن میں اللہ نے بظاہر اسباب سے محروم ایک ''غلام محمد'' نامی اپنے بندے کو کھڑا کیا اور ۲۷؍۲۸ ؍سال بعد معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین ''اکل کوا'' کو ابھی علم و دانش اور عمل و روح کی بنیاد کے لیے منتخب فرمایا ہے۔

ملک میں جگہ جگہ اس ادرہ کی بے شمار شاخیں علم کا دیا جلائے اس بات کا پکا ثبوت فراہم کر رہی ہیں کہ خدا نے ''اکل کوا'' کی سرزمین کو ایک مرکزیت عطا کی ہے، جو مہاراشٹرا کے ایک گمنام ضلع ''نندوربار'' میں واقع آدی باسیوں کا علاقہ کہلاتا ہے، جہاں کی تہذیب کا حال ابھی لوگوں نے دیکھ کر بتلایا ہے کہ خواتین کو لباس زیب تن کرنا کیا، ننگے رہنے کی عار سمجھنا بھی معلوم نہ تھا۔ ۲۷؍۲۸ ؍سال کے عرصے میں مسلم قوانین تو اسلامی رنگ و لباس میں مسلمان مساجد کو آباد کرنے میں اور غیر مسلم کم از کم اسلام کی اسلام کی مدح سرائی میں رطب اللسان ضرور نظر آتے ہیں۔

مہاراشٹر کے دور افتادہ علاقے اسلام و تہذیب اسلام سے اس قدر دور تھے کہ اسلامی جوڑا معاشرتی اعتبار سے بانجھ ہو چکا تھا، لوگ دیہات اور کھیڑے میں رہتے تھے، اپنی بیویوں کو کئی کئی طلاق مغلظہ دینے کے باوجود بیوی کو اپنے ساتھ رکھ کر زندگی گذارتے تھے، ان خواتین کے بچے بچہ مزدوری کے مرض لاعلاج میں مبتلاء تھے، لیکن جب جامعہ اکل کوا سے صفت علم خداوندی کی شمعیں جلیں اور مہاراشٹرا کے دور دراز علاقوں میں علم کی روشنی یا کم از کم اس کا چرچا چلا تو یہ انہیں مطابقہ ماؤں کے نامراد بچے جامعہ اکل کوا کی گود میں پلنے کے لیے

آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ کی چہار دیواری علم و دانش کی تشنگی بجھانے والوں کے لیے تنگ تر نظر آنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خوشحال بندوں کے قلوب موڑ کر جامعہ کی طرف ایسا مکمل کر دیا کہ تاریخ حیران رہ گئی کہ ایک اکیلا ہی شخص جانب منزل چلا تھا کہ کارواں ہی کارواں اس وادی غیر ذی زرع میں کیسے بنتا چلا گیا، اور نصف صدی سے کم بل کہ بہت کم عرصے میں مہاراشٹر کے مراٹھواڑہ، خاندیش، ودربھ، اور کوکن کے علاقے علما، حفاظ، دین دار، نمازی اور کم سے کم کرتا پائجامہ اسلامی انداز سے پہننے والوں سے کھچا کھچ بھر گیے۔

اس جامعہ کو اپنے خون جگر سے سینچنے والا مہتمم آج سے ۲۰؍سال قبل اساتذہ کی میٹنگوں میں کہتا رہتا تھا: "بھائی اساتذہ کرام! یہ طلبہ اللہ کی امانت ہیں، نہ ان کو پڑھنا ہے، نہ ان کے والدین کو پڑھانا، میری محنت سے رقم نہیں بچوں کا چندہ کر کے لایا ہوں، آپ کو انہیں پڑھانا ہے، اب آپ جانیں کیسے پڑھائیں گے" یہ موجودہ رئیس جامعہ مولانا غلام محمد وستانوی کے وہ کلمات ہیں جسے راقم سطور کے کان سے دوسروں کو بھی بارہا اساتذہ کی میٹنگوں میں سننے کو ملا ہے، اللہ گواہ ہے، ۲۷/۲۸؍سال کے بعد جامعہ اور اس کے مہتمم اور اس کے اساتذہ مبارک باد ہیں، کہ حضرت رئیس جامعہ کی باتوں کو دل کے کان سے سن کر اپنی حسن تدبیر، جہد مسلسل اور اخلاص و عمل کی بے پناہ پونجیوں کے ذریعہ رئیس جامعہ کے خواب کو شرمندہ تعبیر ہونے کا موقع فراہم کیا۔

اب آپ مہاراشٹر کے دور افتادہ علاقوں میں گھوم جائے تو جگہ جگہ علم کی شمعیں جلانے والے فاضل "جامعہ اشاعت العلوم" آپ کو ملیں گے اور ایک حد خواب شرمندہ تعبیر ہوتا ہوا نظر آئے گا جو بانی جامعہ نے تاسیسِ جامعہ کے روز اوّل ہی دیکھا اور اللہ تعالیٰ علم و عمل کے بقا کے لیے اکل کوا کی سرزمین کو مرکزیت کے لیے منتخب کیا تھا۔

یہی چراغ جلتے جلتے مہاراشٹر کی سرزمین سے آگے بڑھ کر ہندوستان کے تمام صوبوں میں پھر بیرون ہند کے مختلف ملکوں میں اپنی روشنی کے درپے جلانے لگا اور صحیح عقیدہ، صحیح عمل اسلاف کی قربانیاں، بزرگوں کی نیم شبی اور علمی و عملی رسوخ کی ایک بار پھر ہوا چلی، اللہ تعالیٰ اس عمل خیر کی آبیاری فرماتا رہے۔

دوسری طرف مہاراشٹر کی سرزمین میں بالخصوص اور پورے عالم میں بالعموم الحاد وزندقہ کا سیلاب یہودیوں اور مستشرقین کے طرف سے اس تیزی سے امنڈ آرہا ہے کہ اس کی پیش بندی ایک دردمند دل ایک جاں نسل مسلمان کے فرائض منصبی میں داخل ہے۔ یہ الحاد

وزندقہ لارڈ میکالے کے تیار کردہ نصاب تعلیم اور نظام کی پھیلائی ہوئی وہ نحوست ہے جو اسلام کے جیالوں کی گھروں ہزار شعور رکھنے کے باوجود مرکب اور کس طرح لاشعوری میں در آئی کہ ہزار حساس دلانے کے باوجود بھی عصری تعلیم گاہوں میں اپنے بھائیوں کو احساس نہیں ہوتا۔

لارڈ کر میکالے کے نصاب تعلیم کے پروردہ جگہ جگہ، ہر موڑ پر اسلام پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں، کبھی تو ان کو اسلاف وعلماء کی عزت وعظمت نہیں بھاتی تو زبانی بدگمانی کے مسموم تیر چلا کر پوری اسلامی معاشرت کو گندا کرتے ہیں، تو کبھی بدعت وخرافات کے آئینے میں اسلام کے صفاف سرچشمے کو گدلا کرتے ہیں، کبھی شعیت اور قادیانیت کے لبادے میں اسلام کے صاف اور سچے اصولوں پر اعتراضات کی بوچھاڑ لگا دیتے ہیں۔

عصری تعلیم گاہیں اسی لارڈ میکالے کے نصاب تعلیم کو سینے سے لگا کر ایسے ایسے زہریلے افراد معاشرے کو فراہم کر رہی ہیں جو ظاہر کے اعتبار سے زرق وبرق لباس میں تہذیب وتمدن کا خوش کن نعرہ لگاتے ملیں گے لیکن ان کا باطن اسلام اور مسلمان دشمنی سے اس قدر کالا اور گندا ہوگا کہ اگر اس گندگی کو سات سمندر میں ملا دیا جائے تو پورے سمندروں کا پانی کالا سیاہ ہو جائے۔

اب اس الحاد وزندقہ، بدعقیدگی اور آوارگی کے سیلاب کو تیزی سے امت مسلمہ کے گھروں میں تباہی مچانے کے لیے راستہ فراغ کر دینا عقل مندی ہے یا کمر بستہ ہو کر سیلاب پر بند لگا کر امت کے ان گناہوں کو آخرت میں آتش دوزخ کی جھلسانے دینے والی گرمی سے بچانے عقل وخرد کا تقاضا ہے؟

ظاہر ہے کہ اس الحاد وزندقہ، بدعقیدگی اور بے راہ روی سے بڑھتے ہوئے سیلاب پر قدغن لگا کر اس کو آگے نہ بڑھنے دینا ہی عقل وشعور اور دانش مندی کا فیصلہ ہے تا کہ امت اسلامیہ کے فرزندوں کی معصیت کے حملوں کا وار کم سے کم کیا جا سکے۔ بدعقیدگی کی گندگیوں کو دھل کر صاف وشفاف عقیدے ان کے ذہنوں میں راسخ کیے جا سکیں۔

جامعہ اکل کو اپنے دینی وعملی درس گاہوں کو جب ایک حد تک ملک کے کونے کونے اور چپے چپے میں پھیلا کر ایک حد تک اطمینان کر لیا جس کا تو اس نے عصری درس گاہوں کے ذریعہ گمراہی اور بے راہ روی پر قدغن لگانے کے لیے اس پر خطر راہ پر کانٹوں بھری وادی میں چل کر امت کے نوجوانوں کو خدا بے گانگی سے بچا کر خدا آشنائی کی شراب الست سے مخمور ومدہوش کرنے کے لیے اپنی جان کی بازی لگا ہی دی۔

اللہ کا نام لے کر، بڑی احتیاط وحزم کی پونجی کے ساتھ جب اس وادی پرخار میں قدم رکھا تو پتہ چلا کہ یہاں تو اصلاح کے لیے عمر خضر درکار ہے، پھر امت کی بے دینی بے راہ روی بدعقیدگی، بدتہذیبی اور بے چارگی دیکھی نہیں گئی تو عزم حسین اور حوصلہ نوح کی پونجی کی ساتھ زندگی کا سفر آگے بڑھایا، تو الحمدللہ ایک حدتک کامیابی ملی جسے حضرت حکیم الامت کی زبانی کہہ سکتے ہیں کہ امت کے جیالے، لارڈ میکالے کی تعلیمی سرگرمیوں سے تیار ہونے والے گناہ کو گناہ ہی سمجھ کر کرتے رہیں یہ بھی خدا کا بڑا احسان ہے اگر آج کا مسلم خاندان عصری تعلیم گاہوں سے فارغ التحصیل ہو اور گناہوں کو گناہ سمجھ کر کرے تو ضرور ایک دن اللہ کی توفیق وخشیت سے اس گناہ کی نحوست سے اس کو چھٹکارا مل کر رہے گا کیوں کہ اس کہ نصاب تعلیم نے عصری درس گاہوں اس انداز کا رخ دیا ہے کہ اسلام کے منع کردہ احکام کو غلط ہی نہ سمجھو بل کہ اسے صحیح اور عمدہ سمجھ کر کرو، جنسی بے راہ روی کی تعلیم اور sex کو نصاب تعلیم کا جز بنا دو تا کہ اس غلط کو لوگ صحیح سمجھ کر کریں۔

جامعہ نے عصری درس گاہوں کی خارداردی میں قدم رکھ کر اس حدتک ضرور کامیابی حاصل کی ہے کہ امت کے جیالے گناہ کو گناہ سمجھ لے رہے ہیں، بدعقیدگی دور کرنے کی لیے باقاعدہ بنفسہ پندرہ روز میں عقیدہ کے عنوان سے لکچرز بھی ہوتے ہیں، کبھی کسی بڑے عالم دین کو بلا کر "فذکر فان الذکری تنفع المومنین" کی آیت کے پیش نظر الحادوزندقیہ اور بے دینی کو کم کرنے اور ختم کرنے کی نصیحت کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جامعہ سے اس وادی میں کام لیا ہے، پردہ کا اہتمام نمازوں کا اہتمام ، بزرگوں کی عظمت دلوں پر بٹھائے، امت میں اسلام کی قدر وقیمت کی صحیح حقیقت کے لیے محنت یہ سب کام کر کے جامعہ صرف گناہو کے سیلاب بند لگا کر گناہوں کے کم کرنے کی کوشش میں مصروف عمل ہے، اللہ تعالیٰ کو نیتوں بہتر جانتے ہیں۔

اسی لیے عصری کالجز کے حلیہ میں دینی تعلیم کی طرف بڑھتا رجحان نوع بہ نوع سوالات کے حل کی کوشش، توحید ورسالت اور یوم آخرت کے تئیں جدید ذہنیت کی ظرف سے پیدا کردہ شکوک وشبہات کو یقین واذہان میں بدل ڈلنے کے لیے سوالات، پھر دین کی سچی تصویر کو ذہنوں میں بٹھا کر تبلیغی جماعتوں میں نکلنا، خود بھی حفظ قرآن کی دولت بہرہ مندی اور آئندہ اپنی نسلوں کو علم دین سکھانے کا جذبہ اپنے اندر موجزن رکھنا، جامعہ اکل کوا کو آئے عصری کالج کے طلبہ کی امتیازی صفت ہے۔

اگر یہ باتیں دین میں، اور دینی تعلیم کا کلیدی عنصر تو شاید نہیں یقیناً دینی ماحول میں عصری درسگاہ میں طلبہ کا وجود ایک بڑی پیش خدمت کے سوا اور کیا ہے۔

دوسری طرف مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کا ملفوظ، سید مناظر حسن گیلانیؒ کا قول ہے کہ "مسلمان تعلیمی ادارہ خود قائم کریں اور بچوں کو ابتداء ہی سے اپنے ماحول فراہم کیا جائے، یہ مسلمانوں کی موت اور زندگی کا مسئلہ ہے" "مسلمانوں کے اپنے ذاتی کالج اور ہوسٹل ہونے چاہیئے۔ (پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت)

یہ باتیں اسی مقصد حیات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آدمی جہاں اپنی زندگی کو نجات و آخرت کے لیے تیار کر رہے ہیں اپنے متعلقین اور احباب و اتقاء کی جماعت کو بھی آتش دوزخ میں گرنے سے بچانے کی فکر میں صبح و شام تک لگا رہے کہ فرمان خداوندی "یـا ایھـا الـذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا" اسی مقصد زیست کو بتلا رہا ہے۔

غرض یہ کہ علم کی مرکزیت جہاں فیصلہ خداوندی سے ھندوستان کی سرزمین کو حاصل ہوتی ہے جو اس کی بقاء کا راز ہے وہیں مہاراشٹر اکل کوا کی سرزمین بھی بنجر ہوتے ہوتے علمی تشنگی کو بجھانے کی لیے اور گناہوں کے سیلاب کی روک تھام کے لیے جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کی شکل میں خدائی تاکید سے مرکزیت حاصل کرتی ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے نہ بخشندہ

لہٰذا جامعہ کا پیغام امت مسلمہ کے نام یہی ہے توحید و رسالت اور آخرت کے عقیدہ کی سچی تصویر کی جیتی جاگتی شکل اپنے اندر سمونے کے ساتھ عمل صالح کی تازہ دم واپسی فکر کریں جہد مسلسل کے ساتھ اسی ادھیڑبن میں پرام وہیں کہ اپنی آخرت سنور جائے اور دوسروں کے لیے اخروی اعتبار سے ہیں کسی کے کچھ کام آجائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صحیح عقیدہ و عمل کی توفیق بخشے حسن اخلاص عمل کے ساتھ دینی ترقی کی راہ پر چلتے رہنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین یارب العلمین!

عرضِ مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد

جامعہ اکل کوا ایک تاریخی ادارے کی حیثیت رکھتا ہے، جامعہ نے اپنے ۲۷/سالہ دور میں بہت سے علمی، دینی، معاشرتی، سماجی خدمات انجام دیئے ہیں، اس لیے ضروری ہوا کہ اس کی مختصر تاریخ وخدمات (بشکل جامعہ نمبر) مرتّب ہو، احقر نے مولانا حذیفہ صاحب دستانوی سلمہٗ کی تحریک وتعاون پر جامعہ کی یہ مختصر تاریخ وخدمات پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔

نظام الدین قاسمی
متوطن قاسمی محلہ راجو پٹی، سیتامڑھی
استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم
اکل کوا، نندوربار
۱۴/اگست ۲۰۰۷ء

جامعہ اکل کوا
تاریخ وخدمات کے آئینے میں

مرتب
نظام الدین قاسمی
استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم

دینی مدارس کا آغاز

دینی مدارس کا آغاز کیسے ہوا، اس پر سیر حاصل بحث حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ نے اپنی کتاب (خیرون القرون کی درسگاہیں) میں کیا ہے، اسی کا کچھ حصہ بطور اقتباس پیش کیا جاتا ہے، قاضی صاحب لکھتے ہیں، ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے کوئی مرکزی درسگاہ نہیں تھی، جہاں رہ کر سکون واطمینان سے باقاعدہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھتے، رات دن افکار وحوادث کا ہجوم رہتا تھا، اس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات ہی متحرک درسگاہ تھی، نیز صحابۂ کرام میں چند حضرات چھپ چھپا کر قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت خبابؓ وغیرہ معلم تھے، اس دور کے ایسے مقامات اور حلقات کو درسگاہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، جہاں حالات کی نزاکت اور ضررت کے مطابق کسی نہ کسی انداز میں قرآن پڑھا پڑھایا جاتا تھا، اس سلسلہ میں سب سے پہلی درس گاہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مسجد ہے، جس میں وہ نماز اور قرآن پڑھا کرتے تھے، یہ ایک کھلی ہوئی جگہ تھی، صحیح بخاری میں ہے: **ثم بدالابی بکر فابتنی مسجدالفناء داره و برز فکان یصلی فیه و یقرأ القرآن** (صحیح بخاری کتاب الکفالۃ) پھر ابوبکر نے اپنے مکان کے باہر صحن میں ایک مسجد بنائی، اور اس میں نماز اور قرآن پڑھتے تھے۔

دوسری درس گاہ بیت فاطمہ بنت خطاب ہے، فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن ہے، اپنے شوہر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ابتدائی دور میں مسلمان ہوگئی تھیں، اور زوجین اپنے گھر میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے، سیرت حلبیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بہنوئی کی یہاں دو مسلمانوں کے کھانے کا انتظام کیا تھا، ایک خباب بن ارت اور دوسرے کا نام مجھے یاد نہیں ہے، خباب بن ارت میرے بہن بہنوئی کے یہاں آتے جاتے تھے۔ (سیرت حلبیہ: ج۱/ص۳۰۱) بیت فاطمہ بنت خطاب کو قرآن کی تعلیم

کا مرکز اور درس گاہ کہا جاسکتا ہے، جس میں کم از کم دو طالب علم ایک معلم تھے۔

تیسری درس گاہ دارارقم، حضرت ارقم بن ابوارقمؓ سابقون اولون اسلام لانے والوں میں سے ہیں مکہ مکرمہ میں ان کا مکان کوہ صفا کے اوپر واقع تھا، اس جگہ کو اسلامی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے، اس کا شمار وہاں کے متبرک مقامات میں ہے، اس کو دارالاسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ۵؁ نبوت میں ضعفائے اسلام نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، اور مکہ میں رہ جانے والے حضرات سخت حالات کا مقابلہ کررہے تھے یہاں تک کہ سنہ ۶ نبوت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام نے دارارقم میں پناہ لی اور یہیں سے دعوت اسلام کا فریضہ ادا کرتے رہے، اسی میں دین اور قرآن کی تعلیم وتعلم کا شغل بھی جاری رہا امام ابوالولید ازرقیؒ اپنی کتاب اخبار مکہ میں لکھتے ہیں: ''**یجتمع هو و اصحابه عند الارقم بن ابی الارقم و یقرء هم القرآن و یعلمهم فیه**'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ دارارقم میں جمع ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو قرآن پڑھاتے اور دین کی تعلیم دیتے تھے۔ (اخبار مکہ: ج۲ص/۲۱۰)

ہجرت عامہ سے دو سال پہلے مدینہ منورہ میں بھی، مسجد بنی زریق، مسجد قبا، اور نقیع الخصمات اور دیگر مساجد ومقامات میں قرآن، تفقہ فی الدین اور شرائع اسلام کی تعلیم شروع ہوچکی تھی۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر مسجد نبوی میں مرکزی درسگاہ کا اجراء ہوا مجلس نبوی میں ہر طبقہ کے افراد شریک ہوتے تھے، انصار، مہاجرین، مقامی، بیرونی، اعیان واشراف، رؤسا، قبائل، عالم، جاہل، بدوی، عربی، عجمی، بوڑھے، جوان، بچے، سب ایک ساتھ بیٹھتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب کے احوال، وظروف، ذہن ومزاج، افتاد طبع اور زبان لب ولہجہ کی رعایت فرماتے ہوئے تعلیم دیتے تھے، درسگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ان طلبہ میں اصحاب صفہ کو نمایاں حیثیت حاصل تھی، وہ رات و دن حاضر باش رہتے تھے، تعلیم وتعلم ذکرواذکار، تلاوت قرآن اور باہمی مذاکرہ ومراجعہ کے علاوہ ان کو اور کوئی مصروفیت نہیں تھی، اصحاب صفہ کی تعداد عام حالات میں ساٹھ (۶۰) ستر (۷۰) کے لگ بھگ ہوا کرتی تھی، کمی زیادتی بھی ہوتی، علماء نے ان کی مجموعی تعداد چار سو ۴۰۰ تک بیان کی ہے۔

عہدِ صحابہ وتابعین میں اسلامی فتوحات ہوئیں، عالم اسلام کا رقبہ وسیع ہوا، اور جزیرۃ العرب کے علاوہ دیگر ممالک میں تعلیم وتعلم کی سرگرمی جاری ہوئی، شام بصرہ، کوفہ، مصر، بغداد، ایران، متحدہ ہندوستان میں ادارے کھولے گئے، اور اس میں قرآن وحدیث، تفسیر و فقہ کی تعلیم دی جانے لگی۔

ہندوستان میں باضابطہ منظم طریقہ سے ۱۸۶۶ء میں مدرسہ کا آغاز ہوا، ہمارے اکابرین نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد اس وقت ڈالی جب کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے جرم میں سینکڑوں علماء تختۂ دار پر چڑھائے گئے، ہزاروں علماء، صلحاء اور مشائخ مجرموں کی طرح پابہ زنجیر کر کے کالے پانی بھیج دیئے گئے درس گاہیں ویران اور خانقاہیں سونی ہوگئیں، علمی فضائیں خاموش ہوگئیں کچھ علماء ہجرت کرنے پر اور کچھ روپوش ہونے پر مجبور ہوگئے، الغرض مسلمانوں کے لیے دینی ومذہبی، سماجی، معاشرتی، سیاسی، اور تعلیمی ہر لائن سے دنیا تاریک ہوگئی، ان ہی مایوس کن حالات سے نبرد آزما ہونے کے لیے ہمارے اکابرین نے ٹھیک ۹ر سال بعد ۱۸۶۶ء میں دیوبند میں ایک عربی مدرسہ کی بنیاد ڈالی جو بعد میں چل کر دارالعلوم دیوبند کے نام سے مشہور ہوا، اس کے ۶رماہ بعد مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور قائم ہوا، پھر مرادآباد، بلندشہر، گلاوٹھی اور ملک کے دوسرے حصوں میں بڑی تعداد میں مدرسے قائم ہوگئے، ان مدارس کے فضلاء نے جگہ بہ جگہ مدارس کے جال پھیلا دیئے انھیں فضلاء میں ایک فاضل مظاہر حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلہ العالی ہیں، جنھوں نے ۱۹۷۹ء میں اکل کوا مہاراشٹر میں جامعہ اشاعت العلوم قائم فرمایا، جس کے فیض سے آج مہاراشٹر ہی نہیں، بلکہ پورا ہندوستان روشن ہے۔

دینی مدارس کی اہمیت : مدارس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی تحریر فرماتے ہیں: اس میں ذرا شبہ نہیں کہ اس وقت دین کے مدارس کا وجود مسلمانوں کے لیے ایسی بڑی نعمت ہے کہ اس سے فوق (زائد کا تصور نہیں) متصور نہیں، دنیا میں اگر اسلام کے بقاء کی کوئی صورت ہے تو یہ مدارس ہیں کیوں کہ اسلام نام ہے، خاص عقائد واعمال کا جس میں دیانات، معاملات ومعاشرات اور اخلاق سب داخل ہیں اور ظاہر ہے کہ عمل موقوف ہے علم پر اور علوم دینیہ کا بقاء ہر چند کہ فی نفسہ مدارس پر موقوف نہیں مگر حالات وقت

کے اعتبار سے ضرور مدارس پر موقوف ہے۔ (حقوق العلم، ص ۸۴)

دوسری جگہ آپ لکھتے ہیں جیسے جیسے آزادی اور الحاد و بے دینی پھیلتی جارہی ہے اسی طرح میرے خیال میں مدارس دینیہ کی اہمیت بڑھتی جاتی ہے۔ (حکیم الامت، ص ۱۰۱)

ایک جگہ اور تحریر فرماتے ہیں یہ شبہ نہ ہو کہ جب انبیا علیہم السلام نے مدرسہ نہیں بنایا تو بیکار ہیں، یہ بیکار نہیں ہیں یہ نماز کے لیے بمنزلہ وضو کے ہیں کہ جس طریقے سے نماز کے لیے وضو ضروری ہے، اسی طرح تبلیغ واشاعت کے لیے مدارس کا وجود ضروری ہے۔

(التبلیغ، ص ۲۲۳ ج ۲۰)

دینی مدارس علامہ اقبال کی نظر میں: انگریزی تعلیم کی نشوونما پانے اور کالج و یونیورسٹی کی فضا میں پلنے بڑھنے والے مفکر پاکستان، شاعر مشرق علامہ اقبال کا حکیم شجاع کے نام خط کا یہ اقتباس پڑھئے اور دیکھئے کہ اس مرد قلندر کی نگاہ کتنی دور اور حقیقت شناس تھی، وہ دینی مدارس کی اہمیت کے متعلق لکھتے ہیں۔

ان مکتبوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہیں مدارس میں پڑھنے دو، اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں، اگر ہندوستانی مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمراء کے نشانات کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا، ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعے کے سوا مسلمانوں کے آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔

(دینی مدارس، ص ۶۹)

حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ مدارس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، مدرسہ کیا ہے؟ مدرسہ سب سے بڑی کارگاہ ہے جہاں آدم گری اور مردم سازی کا کام ہوتا ہے، جہاں دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے ہیں۔ مدرسہ سب سے بڑا کارخانہ ہے جہاں آدم گری اور مردم سازی کا کام ہوتا ہے، جہاں دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے ہیں۔ مدرسہ عالم اسلام کا بجلی گھر (پاور ہاؤس) ہے جہاں سے اسلامی آبادی بلکہ

انسانی آبادی میں بجلی تقسیم ہوتی ہے، مدرسہ وہ کارخانہ ہے، جہاں قلب ونگاہ اور ذہن ودماغ ڈھلتے ہیں، مدرسہ وہ مقام ہے جہاں سے پوری کائنات کا احتساب ہوتا ہے، اور پوری انسانی زندگی کی نگرانی کی جاتی ہے، جہاں کا فرمان پورے عالم میں نافذ ہے، عالم کا فرمان اس پر نافذ نہیں، مدرسہ کا تعلق کسی تقویم، کسی تمدن، کسی عہد، کسی کلچر، زبان وادب سے نہیں کہ اس کی قدامت کا شبہ اور اس کے زوال کا خطرہ ہو، اس کا تعلق براہ راست نبوت محمدی سے ہے، جو عالمگیر بھی ہے، اور زندہ جاوید بھی ہے، اس کا تعلق اس انسانیت سے ہے جو ہر دم جواں ہے، اس زندگی سے ہے جو ہمہ وقت رواں اور دواں ہے، مدرسہ درحقیقت قدیم وجدید کی بحثوں سے بالاتر ہے، وہ تو ایسی جگہ ہے جہاں نبوت محمدی کی ابدیت اور زندگی کا نمو اور حرکت دونوں پائے جاتے ہیں۔ (پاجا سراغ زندگی، ص۹۰)

مدرسہ کی اہمیت ایک انگریز کی نظر میں: ایک انگریز جان پومر نے ۱۸۷۵ء میں دارالعلوم دیوبند کے قیام کے مقصد اس کے فکر وعمل اور مشاغل کے بارے میں دارلعلوم دیوبند دیکھنے کے بعد ایک رپورٹ تیار کی تھی اس کا مختصراً اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتا ہے، میری تحقیقات کے نتائج یہ ہیں کہ یہاں (دارالعلوم دیوبند) کے لوگ تعلیم یافتہ، نیک چلن اور نہایت سلیم الطبع ہیں اور کوئی ضروری فن ایسا نہیں جو یہاں پڑھایا نہ جاتا ہو، جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپے صرف کر کے ہوتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپے میں کر رہا ہے مسلمانوں کے لیے اس سے بہتر کوئی تعلیم گاہ نہیں ہوسکتی! اور میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی غیر مسلمان بھی یہاں تعلیم پائے تو نفع سے خالی نہیں، انگلستان میں اندھوں کا اسکول سنا تھا، مگر یہاں آنکھوں سے دیکھا دو اندھے تحریر اقلیدس کی شکلیں کفِ دست پر اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ باید وشاید! مجھے افسوس ہے کہ آج سر ولیم میور موجود نہیں ہیں، ورنہ بکمالِ ذوق وشوق اس مدرسہ کو دیکھتے اور طلبہ کو انعام دیتے۔ (ایک انگریز جان پومر کی مشاہداتی رپورٹ)۔

دینی مدارس کا فیض: دینی مدارس ایک بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں، عام لوگوں میں نماز روزہ کا جو چرچا ہے، مساجد میں جو رونق ہے، دیہات اور قصبات میں جس قدر لوگ اسلام سے آشنا ہیں، سب انہیں مدارس کا فیض ہے۔ (مولانا شبلی نعمانیؒ) (دینی مدارس، ص۵۱)

دینی مدارس کی ضرورت

اس دور میں مدارس کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے حضرت مولانا اشرف تھانویؒ اپنے ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں۔

وہاں تو مدارس کی اس لیے ضرورت نہ تھی کہ علوم کا محفوظ رہنا عادۃً ان پر موقوف نہ تھا، علوم سماع (سننے) سے محفوظ تھے اور رات دن ان کی تبلیغ واشاعت ہی سے کام تھا/مگر اب نہ تو سلف کا سا تقویٰ رہا، نہ حافظہ رہا، اگر ایسے ہی رہنے دیا جاتا تو یہ اطمینان نہ تھا کہ سنے ہوئے مسائل یاد رہیں گے دوسرے تقوی کی کمی سے دیانت بھی روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اس حالت میں یہ بھی اعتماد نہ تھا کہ جو نقل کرتا ہے یہ ٹھیک بھی ہے یا اپنی طرف سے کچھ کمی بیشی کر رہا ہے جب یہ آثار ظاہر ہونے لگے تو سلف صالحین کو توجہ ہوئی کہ دین ضبط کرنا چاہیے چناں چہ حدیثوں سے احکام استنباط کر کے مدون کر دئے کہ احکام سمجھنے میں گڑ بڑ نہ ہو، تو تبلیغ و اشاعت کے لیے علم صحیح کی ضرورت تھی اور اس کے محفوظ رہنے کے لیے کتابوں کے لکھنے کی ضرورت ہوئی۔ پھر یہ ضرورت ہوئی کہ ایک باقاعدہ جماعت ہو، جن کا کام صرف اس طریق سے دین کی حفاظت ہو اس کے لیے پڑھانے والوں کی ضرورت ہوئی اور اس کی ایک تو یہ صورت تھی کہ جہاں موقع مل گیا کسی سے پوچھ لیا راستہ میں کسی سے ایک سطر کسی سے دو سطر حل کرلیں تو اس طرح باقاعدہ تحصیل نہیں ہوسکتی، اس لیے مستقل جماعت کی ضرورت ہوئی کہ وہ ہر وقت اس کے لیے تیار رہیں جو ان سے پوچھنے آئے اسے قاعدہ سے بتائیں، پھر اس جماعت کے لیے سامانِ فراغ کی ضرورت ہوئی، کہ کھانے پینے رہنے سہنے کا ان کے لیے کافی انتظام ہو اس طرح مدارس کی ضرورت پیدا ہوگئی۔ (التبلیغ ص:۲۳، ۲۴/ ج:۲)

مدارس اسلامیہ علامہ سید سلیمان ندویؒ کی نظر میں

ہم کو یہ صاف کہنا ہے کہ عربی مدرسوں کی جتنی ضرورت آج ہے کل جب ہندوستان کی دوسری شکل ہوگی، اس سے بڑھ کر ان کی ضرورت ہوگی، وہ ہندوستان میں اسلام کی بنیاد اور مرکز ہوں گے۔ لوگ آج کی طرح کل بھی عہدوں اور ملازمتوں کے پھیر اور ارباب اقتدار کی چاپلوسی میں لگے ہوں گے اور دیوانے ملا آج کی طرح کل بھی ہوشیار ہوں گے اور رہیں گے۔

اس لیے یہ مدرسے جہاں بھی ہوں جیسے بھی ہوں ان کو سنبھالنا اور چلانا مسلمانوں کا سب سے بڑا فریضہ ہے، ان عربی مدرسوں کا اگر کوئی دوسرا فائدہ نہیں تو یہی کیا کم ہے کہ یہ غریب طبقوں میں مفت تعلیم کا ذریعہ ہیں اور ان سے فائدہ اٹھا کر ہمارا طبقہ کچھ اور اونچا ہوتا ہے اور اس کی اگلی نسل کچھ اور اونچی ہوتی ہے اور یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ (مولانا سید سلیمان ندویؒ)

دینی مدارس اور معاشرہ

ابن الحسن عباس اپنی کتاب دینی مدارس میں رقمطراز ہیں:

قرآن وحدیث کی تعلیمات کے بغیر کسی اسلامی معاشرے کی بقاء اور اس کے قیام کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اسلامی تعلیمات ہی پر کسی اسلامی معاشرے کی بنیاد اور داغ بیل ڈالی جاسکتی ہے قرآن وحدیث اسلامی تعلیمات کا منبع ہیں اور دینی مدارس کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہے کہ اسلامی تعلیمات کے ماہرین قرآن وحدیث پر گہری نگاہ رکھنے والے علماء اور علوم اسلامیہ میں دسترس رکھنے والے رجال کار پیدا کئے جائیں جو آگے مسلمان معاشرے کا اسلام سے ناطہ جوڑنے، مسلمانوں میں اسلام کی بنیادی اور ضروری تعلیم عام کرنے اور اسلامی تہذیب وتمدن کی ابدی صداقت کو اُجاگر کرنے کا فریضہ انجام دیں اور بلاشبہ یہ مدارس اپنے اس بلند مقصد میں سو فیصد نہ سہی، تاہم ایک بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج برصغیر پاک وہند میں اسلام کی جو روشنی نمایاں نظر آتی ہے درحقیقت وہ انہیں مدارس کا

فیض واثر ہے۔

خستہ حال تعمیر میں قائم چھوٹے سے مدرسے سے لے کر عظیم الشان تعمیر کی بڑی درس گاہ تک میں قرآن وحدیث کی تعلیم کا نظر نواز منظر بچوں کے قرآن پڑھنے اور طلبہ کے حدیث وفقہ سیکھنے کی صورت میں آپ کو یکساں نظر آئے گا۔(دینی مدارس:ص۱۹)

جامعہ کا جائے وقوع: جامعہ اکل کوا صوبہ مہاراشٹر کے علاقہ خاندیس ضلع نندوربار میں واقع ہے،صوبہ مہاراشٹر کے کئی حصے ہیں،خاندیس، برار، مراٹھوارہ،کوکن وغیرہ۔

خاندیش کا محل وقوع: اس کے حدود اربعہ کچھ اس طرح ہیں : شمال میں ست پڑا پہاڑ،جس کی حد نربدا ندی تک جاتی ہے،جنوب میں اس کی حد اجنتا اور چاندور تک، مشرق میں برار تک، اور مغرب میں ناسک تک ہے، اسی کے درمیان کا لمبا چوڑا میدان علاقہ خاندیس ہے، جو عرض میں کم اور طول میں زیادہ ہے، یہاں کی آب وہوا گرم اور خشک ہے، یہاں کی کالی مٹی حد درجہ زرخیز ہے، خاندیس کی مٹی کیلوں کی پیدوار کے لیے خاص طور پر موزوں ہے۔

خاندیش کی وجہ تسمیہ: جب خاندیش پر فاروقی سلطنت کی حکومت تھی اس وقت یہاں کا دوسرا سلطان ''ملک ناصر فاروقی'' تھا جس نے گجرات کے بادشاہ احمد شاہ اول سے اپنے زمانے میں اپنی حکومت کے تحفظ کے لیے مدد طلب کی تھی، چناں چہ اس نے خوش ہو کر ملک ناصر فاروقی کو ''خان'' کا لقب عطا کیا، جس سے یہ علاقہ خاندیس کہا جانے لگا۔

علاقہ خاندیش پر دوسو انتیس (۲۲۹) سال تک فاروقی سلاطین کی حکومت رہی، ان کا پہلا خودمختار سلطان ملک فاروقی تھا، ان سلاطین کا نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے فاروقی سلاطین کے سوا دوسو سالہ دورے حکومت کو تاریخ کا زریں باب کہا جاسکتا ہے۔ یہ علم دوست اور علم پرور سلاطین تھے،صوبہ کی جملہ ترقیات کے ساتھ ہی انہوں نے علم وادب کی قیمتی متاع کو کبھی فراموش نہیں کیا۔اور ہمیشہ اس کو گراں قدر بنانے کے لیے کوشاں رہے، خاندیش کے حکمراں دور دراز سے علماء، شعراء، ادباء کو اپنے یہاں بلا کر اعلی منصب پر مسند نشیں کرتے ،علوم وفنون کے ترویج واشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ان

سلاطین نے حکومت کے خزانے سے بڑے بڑے مدارس قائم کیے جہاں دور دراز سے تشنگان علم اپنی علمی سیرابی کے لیے آیا کرتے تھے۔ خاندیس پر فاروقی سلاطین کا دور حکومت اگرچہ زیادہ نہیں رہا، لیکن جتنا کچھ رہا وہ بڑا ہی تابناک رہا۔ فاروقی سلطنت کا آفتاب دوسو انتیس برس تک چمکنے کے بعد ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا، فاروقی سلاطین کے بعد ایک عرصہ تک خاندیش مختلف سیاسی سرگرمیوں کا اور لوٹ مار کا گہوارہ بنا رہا، جس سے یہاں کی رونق ختم ہوگئی، مراٹھوں نے بڑی لوٹ مار مچائی، اس کے بعد مغلوں کی حکومت قائم ہوگئی، مغلوں کے دور حکومت میں عوام نے چین کا سانس لیا، بے چینی ختم ہوئی، انتظام و انصرام تعلیم و تدریس اور علوم و فنون میں بہت ترقی ہوئی، اسی خاندیش کا ایک ضلع نندربار ہے (جس کے تعلقہ اکلکوا میں جامعہ قائم ہے) یہ بہت ہی پرانا شہر ہے یہاں ریلوے اسٹیشن ہے، نندا گولی نے اس کو بسایا تھا، اس لیے اس کا نام نندا گڑھ اور نندی گڑھ ہوا، پھر نندر آباد کہا جانے لگا، اور دھیرے دھیرے نندربار ہوگیا، اولیائے کرام کی کثرت کے باعث اس کو کچھ لوگوں نے ''دارالابرار'' کے نام سے بھی یاد کیا ہے۔

۱۳۴۳ء میں مشہور سیاح ابن بطوطہ نذر آباد سے گزرا تھا، اور اس کا تذکرہ اس نے اپنے سفرنامہ میں کیا ہے، جس سے لوگوں کے رہن سہن، رسم و رواج، طرز و معاشرت، صنعت و حرفت پر روشنی پڑتی ہے ساتھ ہی اس کی قدامت کا اندازہ ہوتا ہے، یہ شہر مختلف ادوار میں مختلف سلاطین کے زیر نگیں رہا، اس پر انگریزوں کا باقاعدہ قبضہ ۱۸۱۸ء میں ہوا۔

اکل کوا تاریخ کے تناظر میں: اکل کوا کی تاریخ اجمالی ہو یا تفصیلی کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی ہے، البتہ عمر رسیدہ اور معتبر لوگوں سے جو حالات سینہ بسینہ منتقل ہوتے چلے آرہے ہیں، اسی کو بنیاد بنا کر کچھ باتیں لکھی جاتی ہیں۔

یہ بستی ٹھیک اس زمانے میں آباد ہوئی جب سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہو رہا تھا اور انگریزوں کا تسلط آہستہ آہستہ دوسری تمام ریاستوں پر ہوتا جا رہا تھا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بستی تقریباً دوسو برس پرانی ہے۔ بعض معتبر اور ثقہ لوگوں نے اس کے آباد ہونے کا سن ۱۸۰۱ء بتایا ہے، اس وقت یہاں سات چھوٹے چھوٹے اسٹیٹ تھے، جو انتظامی سہولیات کے لیے بنائے گئے تھے، وہ ساتوں اسٹیٹ اس طرح ہیں: کاٹھی، گنٹھا، ساگ بارہ، رائے سنگ

پور، جڑوان، نالا ہسنک پور۔ اکل کوا کا علاقہ کاٹھی اسٹیٹ میں تھا جس کا راجہ گمان سنگھ تھا۔ اِس وقت "اکل کوا" صوبہ مہاراشٹر کے ضلع نندربار کا تعلقہ ہے، یہ تعلقہ مہاراشٹر اور گجرات کے سرحد پر واقع ہے، یہاں کوئی ریلوے لائن نہیں ہے، یہاں کا مقامی ریلوے اسٹیشن نندربار ہے، جو اس کے ضلع کا صدر مقام بھی ہے، یہاں سے نندربار کا فاصلہ ایک راستہ (کوکرمنڈا) سے پینتالیس کیلومیٹر، اور دوسرے راستہ (پرکاشہ) سے کوئی ساٹھ کیلومیٹر ہے، ۴۵ کیلومیٹر کا جو راستہ ہے، اس کا زیادہ تر حصہ گجرات ہو کر گزرتا ہے، اکل کوا سے ٹھیک پچھم کی طرف گجرات کا مشہور شہر انکلیشور، اور شمال مغرب میں سورت ہے یہاں انکلشور کی دوری ۱۲۲؍ کلومیٹر ہے جب کہ سورت تقریباً ۱۷۵؍ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، ان شہروں کے لیے ڈائرکٹ بس سروس ہے۔ خاص طور پر انکلیشور کے لیے رات و دن کے اکثر اوقات میں بسیں ملتی رہتی ہیں۔ اکل کوا پنچایت کی آبادی ۱۶ ہزار ہے جس میں ۱۰ ہزار غیر مسلم اور ۶ ہزار مسلم ہیں۔

اکل کوا کی وجہ تسمیہ: اکل کوا کو، اکل کوا اس لیے کہتے ہیں کہ یہاں آکل کا ایک درخت تھا جو سایہ دار تھا، اس کے پاس ہی ایک کنواں تھا، آنے جانے والے وہاں سایہ حاصل کرتے، پانی پیتے، پھر آگے کا سفر طے کرتے، وہیں پر چند مکانات تھے، وہیں سے یہ آبادی شروع ہوئی، یہی دونوں الفاظ اس کے نام کا سبب بن گئے، اور لوگ آکل کنواں کہنے لگے، کثرت استعمال کی وجہ سے آکل کنواں اکل کوا کہا جانے لگا، بتایا جاتا ہے کہ آکل کے درخت میں پھل بھی لگتے ہیں جو بہت کڑوے ہوتے ہیں، اس کے کھانے سے منہ پھٹ جاتا ہے۔

اکل کوا میں مشہور برادریاں: یہاں کی چار برادریاں مشہور ہیں: (۱) مکرانی (۲) انصاری (۳) میمن (۴) کھٹکی مکرانی: یہاں کے مسلمانوں میں ۷۵؍ فیصد مکرانی ہیں جن کی نسل بڑھنے اور پھیلنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ مکران جو ایران میں واقع ہے، وہاں شہسوار نامی ایک شخص تھے جو غالباً فوج میں ملازم تھے، طبعاً بہت بہادر اور خوددار تھے، ساتھ ہی دین و دیانت کے خلاف کوئی کام برداشت نہیں کرتے تھے، انہوں نے حکومت وقت کے خلاف بغاوت کردی، جس کی پاداش میں حکومت نے ان کو ملک بدر کردیا، چناں چہ

وہاں سے نکل کر روالپنڈی اور راج پپلا (گجرات) ہوتے ہوئے یہاں پہنچے، یہاں بھی کاٹھی اسٹیٹ کے خلاف بغاوت کی لیکن کامیابی نہیں ملی، انہوں نے چار شادیاں کیں، اس سے جو اولاد ہوئی وہ مکرانی کہلاتے ہیں، انہیں کے نام پر محلّہ مکرانی پھلی رکھا گیا، مکرانی پھلی مسجد کے قریب ہی بائیں جانب ان کی قبر ہے۔

انصاری: کاٹھی کے راجہ گمان سنگھ نے دھولیہ سے انصاری برادری کے لوگوں کو بلا کر اکل کوا میں بسایا، اس وقت وہ بیس گھروں پر مشتمل تھے، یہ لوگ نسلاً "نواب بارہ بنکی" یوپی کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد ہزاروں مسلمانوں کی طرح یہ لوگ بھی پہلے مالیگاؤں آئے، اور پھر دھولیہ منتقل ہو کر بود و باش اختیار کر لی۔

کھٹکی: مسلمانوں کی یہ برادری مویشیوں اور ذبیحہ کے جانوروں کی خرید و فرخت کرتی ہے۔ ان لوگوں نے ۱۸۱۸ء میں آ کر سکونت اختیار کی۔

میمن: ہندوستان بھر میں یہ برادری مشہور ہے اور بالعموم دینی اور فلاحی کاموں میں پیش پیش رہتی ہے۔ یہ لوگ ۱۹۴۰ء میں گجرات سے آ کر آباد ہوئے ان کی تعداد بہت ہی کم ہے۔

مساجد: اکل کوا میں اس وقت چار مسجدیں ہیں، سب سے پرانی مسجد مکرانی پھلی کی ہے جس کی پہلی تعمیر کا علم نہیں البتہ دوسری تعمیر ۱۹۲۷ء کی ہے، جس کے بانی جناب دوست محمد اسماعیل ہیں۔ دوسری مسجد اکل کوا کی ہے، اس کی بھی پہلی تعمیر کا پتہ نہیں ہے، البتہ دوسری تعمیر ۱۹۳۵ء کی ہے، اس کے بانی عبد الجبار انصاری ہیں۔ تیسری تعمیر جامعہ اکل کوا کے تعاون سے ۱۹۸۱ء میں ہوئی۔ تیسری مسجد جامعہ کے تعاون اور حضرت مولانا یعقوب صاحب خانپوریؒ کی نگرانی میں بنی ہے، وہ ٹاور والی مسجد (مسجد قریش) ہے۔ چوتھی مسجد منشی محلہ (بس اسٹینڈ) کی ہے، جو ۲۰۰۱ء میں بنی ہے، یہ بھی جامعہ کے تعاون اور حضرت مولانا یعقوب صاحب خانپوریؒ کی نگرانی میں بنی ہے۔ یہ سب گاؤں کی مسجدیں ہیں، جامعہ کے حدود میں تین مسجدیں الگ ہیں: (۱) مسجد میمنی (۲) مسجد دار القرآن (۳) السلام مسجد۔ (تلخیص ذرہ سے آفتاب)

جامعہ کا قیام اور اس کا پس منظر

بانی جامعہ حضرت مولانا غلام محمد وستانوی ۱۹۷۳ء کے اواخر میں بغرض تدریس گھر سے دارالعلوم کنتھاریہ بھروچ تشریف لے گئے اور وہیں درس وتدریس میں مشغول ہوگئے اسی قیام کے زمانے میں بعض احباب کی درخواست پر اکل کوا کا تبلیغی دورہ کیا، آپ نے بہ چشم خود یہاں کے لوگوں کے حالات دیکھے، بدعات وخرافات اور رسم ورواج سے لوگوں کی حالت کا اندازہ لگایا، حرام وناجائز امور کی کثرت اور دین سے لوگوں کی بے پرواہی اور جہالت اور نہ جانے ایسی کتنی باتیں سنیں اور دیکھیں، جن سے آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور دل میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہوگئی، اسی وقت آپ نے ارادہ کرلیا کہ کیوں نہ یہاں ایک دینی مدرسہ قائم کرکے ان بدعات وخرافات کی بیخ کنی کی جائے، اور اسلام کی صحیح اور سچی تعلیمات کو عوام وخواص میں عام کیا جائے۔ نیز ملت کے نوجوانوں کو عصری علوم وفنون میں ماہر کرکے اعلی مناصب اور صنعت وحرفت سے جوڑا جائے، آپ نے واپسی پر اپنے بڑے بھائی جناب حافظ محمد اسحاق صاحب مدظلہ، (نائب رئیس الجامعہ) سے مدرسہ قائم کرنے کا خیال ظاہر فرمایا موصوف نے آپ کے خیال کی تائید کی، اس کے بعد اکابرین سے مشورہ کیا، سبھوں نے آپ کی ہمت افزائی کی، پھر دونوں بھائی جمعہ کے دن اکل کوا تشریف لائے، آپ نے جمعہ میں بیان کیا، اور لوگوں کے درمیان مدرسہ کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیا سبھی حضرات نے آپ کی باتوں سے اتفاق کیا، اور سب سے پہلے جناب الحاج یعقوب صاحب مکرانی نے، اور دوسرے نمبر پر جناب الحاج سلیمان صاحب مکرانی نے مدرسہ کے لیے ایک لمبی چوڑی زمین وقف کردی، آپ نے ان حضرات کا شکریہ ادا کیا، اس طرح ۱۹۷۹ء میں جامعہ کی بنیاد پڑگئی، عارضی طور پر ابتداء مکرانی پھلی مسجد سے کی گئی، اور جب موقوفہ زمین پر عمارت بن گئی تو جامعہ وہاں سے یہاں منتقل ہوگیا۔

ابتداء میں آپ کا قیام کنتھاریہ ہی میں رہا، اس دوران آپ کے برادمحترم حضرت

حافظ محمد اسحاق صاحب (نائب مہتمم) اور حضرت مولانا یعقوب صاحب خانپوریؒ (سابق ناظم مکاتب و ناظم تعمیرات) نظامت سنبھالتے رہے لیکن جب آپ نے دیکھا کہ، یہاں رہتے ہوئے مکمل نظم وضبط دشوار ہوگا تو پھر استعفیٰ دے کر مستقل اکل کوا تشریف لے آئے، جب سے تادم تحریر رئیس الجامعہ کے عہدے پر فائز ہیں، اور اس مختصر مدت میں جامعہ نے آپ کے اخلاق وللہیت اور غیر معمولی محنت کی برکت سے وہ ترقی کی جس کی نظیر مدارس کی دنیا میں ملنا مشکل ہے۔

جامعہ کے محرک وبانی

حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلہٗ العالی آپ جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا کے بانی، دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، جامعہ عربیہ ہتھورہ باندہ کی مجلس شوریٰ کے رکن، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے مرید خاص، اور حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ کے اجل خلفاء میں ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۰ء کو سورت کے مشہور ومعروف قصبہ کوساڑی میں ہوئی، آپ کے والد ماجد کا نام محمد اسماعیل دادا کا نام محمد ابراہیم، اور پردادا کا نام محمد ہے، آپ کا خاندان رندیرا کہلاتا ہے، آپ کے خاندان کا تعلق ہمیشہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی سے بہت گہرا رہا ہے، اور اب بھی آپ کے احباب ومتعلقین سے اچھے روابط ہیں، آپ کے آباء واجداد نے ۱۹۵۲ء یا ۱۹۵۳ء میں کوساڑی سے منتقل ہوکر وستان میں بودوباش اختیار کرلی تھی، جس کی وجہ سے آپ وستانوی سے مشہور ہوگئے وستان ضلع سورت (گجرات) ہی کا ایک چھوٹا سا گاؤں سے جو قصبہ کوساڑی سے متصل ہے، جہاں صرف پانچ چھ گھر کی آبادی ہے۔

تعلیم وتربیت: آپ نے قرآن مجید اپنے وطن کوساڑی ہی میں رہ کر پڑھا، اس کے بعد ننہال ہتھورن (سورت) تشریف لے گئے، جہاں ابتدائی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد مدرسہ قوۃ الاسلام گھلاں (سورت) اور مدرسہ شمس العلوم بڑودہ میں بھی رہ کر ابتدائی کتابیں

مختلف اساتذۂ کرام سے پڑھیں۔۱۹۶۴ء میں گجرات کے مشہور ومعروف مدرسہ فلاح دارین ترکیسر میں داخل ہوئے، اور مسلسل آٹھ سال رہ کر ۱۹۷۲ء کے اوائل میں سندِ فراغت حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا مفتی احمد صاحب بیماتؒ، حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی مدظلہٗ، حضرت مولانا شیر علی افغانی مدظلہٗ، اور حضرت مولانا ذوالفقار علی مدظلہٗ جیسے نامور علماء شامل ہیں۔ فلاح دارین سے فراغت کے مزید علمی پیاس بجھانے کے لیے ۱۹۷۲ء کے اواخر میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور تشریف لے گئے اور وہاں حضرت مولانا شیخ محمد یونس صاحب جونپوری مدظلہ سے بخاری شریف، اور دیگر اساتذۂ دورۂ حدیث سے دورۂ حدیث کی کتابیں پڑھیں، اور ۱۹۷۳ء میں فراغت حاصل کی۔

راہ سلوک: ۱۹۷۰ء میں جب کہ آپ فلاح دارین ترکیسر میں ہدایہ وغیرہ پڑھ رہے تھے، تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے اصلاحی تعلق قائم فرمایا، حضرت شیخ الحدیث کی بڑی عنایتیں اور توجہ آپ کے ساتھ رہیں، ۱۹۸۲ء میں جب حضرت شیخ الحدیث کا انتقال ہو گیا تو آپ نے حضرت مولانا قاری صدیق صاحب باندویؒ سے رجوع فرمایا، اور آپ ہی سے اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔ آپ کی مجلس ذکر فجر کی نماز کے بعد مسجد میمنی میں منعقد ہوتی ہے، دورۂ حدیث کے طلبہ اور اساتذہ شریک ہوتے ہیں، تفصیل کے لیے دیکھئے راقم الحروف کی کتاب ''مولانا وستانوی کی پُرسوز مجلس ذکر''۔

درس وتدریس: فراغت کے بعد قصبہ بوڈھان (ضلع سورت) میں دس دن آپ نے پڑھایا، اس کے بعد ۱۹۷۳ء کے اواخر میں دار العلوم کنتھاریہ بھروچ تشریف لے گئے اور وہاں فارسی سے لے کر متوسطات تک مختلف کتابیں پڑھائیں۔ (تذکرۂ اکابر ص: ۲۴۵)

آپ کے عظیم الشان کارنامے

آپ ۱۹۷۹ء میں جامعہ کے فعال ومتحرک سربراہ کی حیثیت سے ابھرے، اور ستالیس (۴۷) سال کی مختصر مدت میں وہ علمی، دینی سیاسی، سماجی، مذھبی کارنامہ انجام دیا جس کا تصور وگمان نہیں کیا جاسکتا، اور جس کو دنیا کبھی فراموش نہیں کرسکتی، انہیں کارناموں سے

متاثر ہوکر لجنۃ الخیریہ (کویت) نے آپ کو چند سال پہلے گولڈ میڈل اور سلور میڈل سے نوازا، اسی طرح کم مدت میں اتنے بڑے خدمات کو دیکھتے ہوئے مولانا علی میاں فاؤنڈیشن اورنگ آباد نے آپ کو "علی میاں" ایوارڈ سے سرفراز فرمایا۔

آپ نے علوم دینیہ ہو، یا علوم عصریہ دونوں کو اپنا میدان عمل بنایا ہے، اسی کے تحت جگہ جگہ مدارس وکالجز قائم کرنا، مساجد ومکاتب کا جال بچھانا، تصحیح قرآن کیلیے جگہ جگہ مسابقات منعقد کرانا، فلاحی وسماجی خدمات سے لوگوں کو راحت پہنچانا یہ سب آپ کے بنیادی مقاصد میں شامل ہیں۔

جامعہ کے سب سے پہلے سرپرست

حضرت رئیس الجامعہ کو جب مدرسہ قائم کرنے کا خیال آیا تو بزرگوں میں سب سے پہلے آپ نے حضرت مولانا قاری صدیق احمد باندویؒ سے اس کا ذکر کیا، حضرت باندویؒ نے بڑی ہمت افزائی فرمائی اور سنگ بنیاد کے موقع پر تشریف لاکر مدرسے کا سنگ بنیاد بھی رکھا، اور آپ ہی اس کے سرپرست بنائے گئے، آپ ہی کی دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ آج جامعہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے، مختصراً آپ کے حالات لکھے جاتے ہیں۔

آپ ملک وبیرون ملک کے مشہور صاحب علم، صاحب ارشاد شیخ مدرسہ عربیہ ہتورہ باندہ کے بانی، اور ورع تقوی کے اعلیٰ مقام پر فائز بزرگ تھے۔

ولادت: آپ کی ولادت ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء میں ہتورہ ضلع باندہ (یوپی) میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید احمد تھا۔

تعلیم وتربیت: آپ نے حفظ کی تکمیل اپنے جدّ امجد قاری عبدالرحمٰن صاحب تلمیذ قاری عبدالرحمٰن صاحب محدّث پانی پتی، اور اپنے ماموں جناب مولانا سیّد امین الدین صاحب کے پاس رہ کر کی، اس کے بعد کانپور تشریف لے گئے اور وہاں ماہر اساتذہ سے عربی وفارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد پانی پت تشریف لے گئے اور وہاں شرح جامی بحث

فصل تک تعلیم درس نظامی حاصل کر کے قرأت سبعہ وعشرہ وغیرہ کی تکمیل بھی فرمائی۔ ۱۳۵۹ھ میں اصول الشاشی اور میر قطبی وغیرہ کی جماعت میں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا، ۱۳۶۰ھ یا ۱۳۶۱ھ اور ۱۳۶۲ھ کے اوائل تک مظاہر علوم سہارنپور میں مسلسل قیام رہا، پھر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ کو مدرسہ شاہی مرادآباد میں داخل ہوئے اور اس سال مشکوۃ، ملاحسن اور ہدایہ آخرین وغیرہ کتابیں پڑھیں اور ساتھ میں استاذ القراء حضرت مولانا قاری عبداللہ صاحب سے قرأت میں شرف تلمذ بھی حاصل فرمایا۔ پھر ۱۳۶۳ھ میں مظاہر علوم سہارنپور سے فارغ ہوئے۔

درس وتدریس: فراغت کے بعد آپ نے درس وتدریس کا شغل اختیار فرمایا، متعدد مقامات پر درس دیا۔

راہ سلوک: آپ نے سلوک وتصوف کے مراحل حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مظاہر علوم سہارنپور خلیفہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔ کے پاس رہ کر طے کئے اور انہیں سے اجازت بیعت وخلافت حاصل کی۔

آپ کا علمی و اصلاحی کارنامہ۔ ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں آپ نے ایک عظیم الشان ادارہ جامعہ عربیہ ہتورہ باندہ کے نام سے قائم فرمایا، جہاں اس وقت ایک ہزار سے زائد طلبہ علوم نبوت سے فیض یاب ہورہے ہیں۔ اسی طرح آپ نے بہت سے مقامات پر دینی مکاتیب قائم فرمائے۔ تاکہ جہالت دور ہو اور بدعات اور خرافات سے لوگ تائب ہوکر اپنے محبوب حقیقی کی راہ پر لگ جائیں۔

اس کے علاوہ آپ کے علمی کارناموں میں تسہیل التجوید احکام المیت، آداب المتعلمین، آداب المعلمین، اسعاد الفہوم شرح سلم العلوم، تسہیل الصرف تسہیل المنطق، حق نما فضائل نکاح وغیرہ آپ کی مشہور ومعروف تصانیف ہیں۔

وفات: ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۹۷ء بروز پنج شنبہ لکھنؤ کی سحر نرسنگ ہوم میں آپ کا انتقال ہوا اور ہتھورہ باندہ میں مدفون ہوئے۔ (تذکرہ اکابر ص: ۲۳۴)

جامعہ کے دوسرے سرپرست

حضرت مولانا علی یوسف کاویؒ، جامعہ کے سرپرست، دارالعلوم کنتھاریہ کے سابق نائب مہتمم، نہایت شریف الطبع، منکسر المزاج، صائب الرائے اور فرشتہ صفت انسان تھے، آپ کی ولادت ۱۲/اگست ۱۹۱۹ء کو کاوی ضلع بھروچ (گجرات) میں ہوئی، آپ کی پرورش اور تربیت آپ کی بڑی بہن حور بانو نے کی، آپ کی ابتدائی تعلیم کاوی ہی میں ہوئی، پھر اعلی تعلیم کے لیے جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل تشریف لے گئے اور ۱۹۴۰ء میں فراغت حاصل کی، آپ نے دارالعلوم ڈابھیل میں حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا بدر عالم میرٹھی، مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاریؒ جیسی شخصیات کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، ۱۹۴۰ء میں جمعہ کے دن آپ کا نکاح ہوا، فراغت کے بعد آپ نے ۲۷/سال مدرسہ امدادیہ کاوی میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا اس کے بعد جب دارالعلوم کنتھاریہ ۱۹۶۹ء میں قائم ہوا تو یہاں تشریف لے آئے اور یہاں ۳۲/سال تک تدریسی، تنظیمی، تبلیغی فرائض انجام دیتے رہے آپ نے بیرون کا تبلیغی سفر بھی فرمایا جس مین مراکش، مصر، آسٹریلیا، اردن، فیجی جیسے ممالک شامل ہیں، حضرت باندویؒ کے انتقال کے بعد آپ ہی کو جامعہ کا سرپرست بنایا گیا اور وفات تک اس منصب پر فائز رہے، آپ نے ۱۴/رمضان ۱۴۲۲ھ ۱/نومبر ۲۰۰۱ء جمعہ کو ۴/۲۵ بجے عصر کی اذان کے وقت سورت میں داعئ اجل کو لبیک کہا، کنتھاریہ کے قبرستان میں مدفون ہیں۔ (تذکرہ علی یوسفؒ)

جامعہ اکل کوا کے موجودہ سرپرست حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی خدمات وباقیات الصالحات کے آئینہ میں

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی دامت برکاتہم

سرزمین مقدس عربستان کے بعد، ہمارا پیارا ملک ہندوستان کا مردم خیز اور علماء نواز خطہ، گجرات بھی علم وفن کا مرکز ومحور رہا ہے، جہاں بڑے بڑے علماء، اہل اللہ، مشائخ وبزرگان دین، بلکہ کتب وابدال تک پیدا ہوئے ہیں، جس کے چشمہائے بافیض سے ملک وبیرون ملک کے احباب ماضی میں مستفید ہوئے، حال میں ہورہے ہیں، امید ہے کہ انشاء اللہ مستقبل میں یہ سلسلۂ افادات جاری وساری رہے گا، ماضی کی طرح اس صدی میں بھی بھروچ وسورت اور اس کے قرب وجوار کا علاقہ ایسے علماء کاملین، وراسخین فی العلم سے لبریز رہا ہے جیسا کہ حضرت محدث دوراں مولانا احمد رضا اجمیری، فخر گجرات مفتی بے بدل حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوری (صاحب فتاوی رحیمیہ) خطیب وقت حضرت مولانا احمد اللہ صاحب راندیری حضرت مولانا سعید احمد راندیری، حضرت مولانا علی یوسف کاوی رحمۃ اللہ علیہم رحمۃ واسعۃ جیسی شخصیات اس کے شواہد ہیں، اس مبارک وباسعادت زمرہ میں اس دور کے عالم کا مل، فخر زمن، استاذ العلماء، مربی، خادم قرآن، مفکر قوم وملت، موجودہ سرپرست حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی کی ذات گرامی ہے، حضرت موصوف دامت فیوضہم گجرات کے مجمع البحرین علاقہ (یعنی نربدا اور تاپتی کے بیچ) کے مشہور صنعتی شہر انکلیشور سے صرف پانچ کیلومیٹر کی دوری پر واقع ایک مختصر مگر خوبصورت اور حوائج قریہ سے لیس بستی بنام "کاپودرا" کے علم دوست، علم پسند، علم پرور، گھرانہ میں ۱۹۳۳ء میں پیدا ہوئے، والد مرحوم جناب اسماعیل پٹیل صاحب کا مزاج تربیتی تھا اپنے لخت جگر کو زیور علم وعمل سے آراستہ کرنے کے جذبہ سے ازہر گجرات تعلیم الدین ڈابھیل میں داخل کرادیا وہاں سے فراغت پاکر دارالعلوم دیوبند سے علمی رشتہ قائم ہوا بعد ازاں مادر علمی ڈابھیل میں اولاً ۱۳۷۳ھ میں یا ۱۳۷۴ھ میں

پہلی مرتبہ ابتدائی معلم کی حیثیت سے وابستہ ہوئے اور ثانیا ۸۱ھ سے ۸۵ھ تک آں محترم بحیثیت عربی مدرس کے وابستہ رہے اور اس کے بعد اللہ نے آپ کو مثالی تعلیم وتربیت، مثالی اہتمام انتظام کے اہم ترین منصب کے لیے منتخب فرمایا چناچہ آپ مادر علمی فلاح دارین ترکیسر کے اہم منصب اہتمام پر جلوہ افروز کئے گئے آپ کا دور اہتمام انتہائی تابناک اور زریں دور رہا جس میں عبرت بھی ہے، سلیقہ مندی کی تعلیم بھی ہے، اور نو آموز زمام اہتمام سنبھالنے والوں کے لیے ہدایت ورہنمائی بھی ہے ابھی کا یہ مختصر مضمون اس کا متحمل نہیں ہے، قارئین کرام کی خدمت میں بہت جلد ہم پیش کریں گے (حضرت کاپودری کے دور اہتمام کی حسین مثالی یادیں انشاء اللہ)

الغرض ضعف واعذار کے سبب آپ محترم نے فلاح دارین سے ضابطہ تعلق اگر چہ ختم کیا مگر رابطہ کا تعلق تاہنوز باقی ہے اور رہے گا۔ نہ صرف یہ کہ آپ محترم کی توجہات عالیہ سے فلاح دارین فیضیاب ہورہا ہے۔ بلکہ ہندوستان بالخصوص گجرات مہاراشٹر کے اداروں میں جو ادارہ آپ کی طرف منسوب ہوجائے وہ اس کے حسن انتظام کی ضمانت بن جاتا ہے اور جس محفل مجلس اور جلسہ میں آپ کی شرکت ہوجائے وہ کامیاب وبامقصد سمجھا جاتا ہے غرض آں محترم نے اپنے آپ کو معاملات کے اعتبار سے ایسا صاف وشفاف رکھا اور نگہ بلند سخن دلنواز اور جان پرسوز کا آپ موصوف ایسا حسین امتزاج ہیں کہ ظاہری ذمہ داری سے سبکدوشی کے باوجود گویا مناصب اور عہدہ ہائے جلیلہ بزبان حال آپ کو یہ صدا دے رہے تھے آپ کو منصب کی ضرورت نہیں بلکہ منصب کو آپ کی ضرورت ہے گویا آپ کی ذات گرامی ع

خود کو کر بلند اتنا کہ ہر منزل تجھے پکارے۔

مصداق رہی الغرض ان سب کے باجود آپ محترم نے دوسری مصروفیات سے خود کو الگ رکھا کناڈا جیسے ملک میں خالص تحقیقی تصنیفی مشغلہ کو اختیار کر کے نو آموز علماء کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا تو اپنی سحر بیانی زمانہ اور نباز شناسی اور سوز دروں کے پرکشش اوصاف اور تربیت کے ذریعہ عوام وخواص میں مواعظ واصلاحی بیانات کے امت مسلمہ کی خدمت ملک وبیرون ممالک میں فرمائی۔

آں جناب کا وصف خاص جو آپ کی حیات قیمہ کا زریں باب ہے وہ یہ کہ موصوف

ہر باکمال کے کمال کی شناخت کرکے اس کی مخصوص صلاحیت سے بھرپور استفادہ فرماتے یا کہ اس کی اس صلاحیت کے ٹھکانے لگاتے۔

اپنے وقت کے مشائخ حقہ حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب سے اولا بیعت وارادت کا تعلق رہا علاوہ ازیں حضرت شیخ مولانا زکریاؒ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ؒ حضرت مولانا شاہ صدیق احمد باندویؒ وغیرہ سے بھی خوب خوب فیضیاب ہوئے، موجودہ شخصیات میں سے حضرت مولانا قمر الزماں صاحب دامت برکاتہم حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم حضرت مولانا حمید الزماں کیرانوی دامت برکاتہم حضرت مولانا سعید صاحب پالن پوری حضرت مولانا شیخ محمد یونس دامت برکاتہم حضرت مولانا خلیل الرحمٰن سجاد صاحب وغیرہم سے خوب قریبی روابط ہیں اور یہ حضرات جب بھی گجرات کا سفر کرتے ہیں تو بہت اہتمام کے ساتھ کاپودرا تشریف لے جاکر شرف نیاز حاصل کرتے ہیں۔

ایسا بھی ہوا کہ حضرت مفتی خان پوری دامت برکاتہم نے ڈھابیل خانقاہ کے لیے اپنا قائم مقام کے طور پر آپ کا ہی انتخاب فرمایا ہے۔علم الیقین کے درجہ کا علم ہے کہ جناب ڈاکٹر تنویر صاحب دامت برکاتہم (پاکستانی) کی طرف سے آں جناب کو اجازت بیعت بھی ہے اس کا ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ راقم الحروف کا حضرت کے صاحبزادے مولانا اسماعیل صاحب مقیم حال لندن کی دعوت اور محبت کے نتیجہ میں پہلی مرتبہ برطانیہ کا سفر ہوا اس سفر کے دوران ایک مرتبہ مولوی اسماعیل فرمانے لگے کہ کل نماز فجر باٹلی کی ایک مسجد میں ادا کرنا ہے میرے دریافت کرنے پر فرمانے لگے کہ ڈاکٹر تنویر صاحب کی مجلس سے فیضیاب ہونے کے لیے مجلس کے بعد جو تعلیم ذکر اور طریقہ ذکر پر مشتمل تھی، ڈاکٹر صاحب کے قیام گاہ پر پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ کوئی کاغذ لاؤ چنانچہ کاغذ پیش کیا گیا آپ نے خاموشی کے ساتھ انتہائی استغراقی کیفیت میں کچھ تحریر فرمایا، اور مولانا اسماعیل کے حوالہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو بعد میں پڑھ لینا چنانچہ ہم جب رخصت ہوکر گاڑی میں سوار ہوئے تو ناچیز نے وجدانیات کا سہارا لیکر کہا کہ دیکھو مولوی اسماعیل اس خط میں یا تو تمہاری خلافت ہے یا والد صاحب کی وہ مجھے حیرت سے دیکھنے لگے اور فوراً خط نکال کر پڑھا تو ہمارے مربی مشفق مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم کو اجازت بیعت اور خلعت خلافت سے نوازا گیا تھا۔

بہر حال جامعہ اکل کوا کے سر پرست حضرت باندویؒ کے انتقال پر ملال کے بعد حضرت رئیس جامعہ دامت برکاتہم نے اپنے محبوب ادرے کی سر پرستی اپنے دونوں مربی حضرت مولانا علی یوسف کاوی اور مشفق مکرم سراپا مربی حضرت موصوف کے حوالہ کی جس کے نتیجہ میں جامعہ ترقی کی راہ گامزن ہے اللہ پاک ہمارے سر پرست محترم جو آج کل علیل چل رہے ہیں ان کو شفاء کاملہ عاجلہ مستمرہ عطاء فرمائے ان کو عمر نوح نصیب فرمائے۔

باقی ایسی شخصیت کسی بھی قوم وملت کے لیے قیمتی سرمایہ ہے اور تاریخ کا روشن باب ہے جس نے تقریبا ۵۰ سال سے زائد اپنی درد بھری تقریر اور دل سوز تحریر کے ذریعہ نونہالان امت کی تربیت فرمائی جس نے ۲۵ سال تقریبا فلاح دارین جیسی علمی درسگاہ میں افراد سازی اور کردار سازی کی عظیم خدمت انجام دی۔

آپ نظم ونسق، انجام بینی، اور دور بینی، کے ایسے اوصاف سے متصف ہے جس کا اعتراف ہر کوئی کرتا ہے کہنے والے کہتے ہیں اور کہتے رہیں گے جو ایک حقیقت ہے کہ خادم القرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی ہی صرف فلاح دارین پیدا کرتا تب بھی اس ادارے کی نیک نامی اور خوش انجامی کے لیے کافی تھا چہ جائے کہ فلاح دارین بہت سے درخشندہ ستارے بھی پیدا فرمائے۔

یہ چند سطریں عزیزم مولانا حذیفہ سلمہ کی خواہش اور مولانا نظام الدین صاحب قاسمی کی تحریک پر جلدی میں سپرد قرطاس کئے گئے، قلم رکنے کا نام نہیں لیتا، اللہ نے چاہا اور توفیق ہوئی تو حضرت موصوف کے سلسلہ میں مزید تفصیلات وخدمات سپرد قرطاس کرکے اپنی عاقبت کو محمود کرنے کی کوشش کروں گا۔

احب الصالحین ولست منهم　　لعل الله يرزقني صلاحا

آپ کی افادات میں یہ کتابیں شامل ہیں:

☆ اضواء علی تاریخ الحرکۃ العلمیۃ والمعاہد الاسلامیۃ فی گجرات
☆ علامہ بدر الدین عینی اور علم حدیث میں ان کا نقش دوام
☆ صدائے دل (اول، دوم۔۔اور سوم زیر ترتیب)
☆ دیوان امام شافعیؒ ☆ افکار پریشاں
☆ چالیس احادیث (عربی، گجراتی، انگلش)

جامعہ کی دو عظیم شخصیتیں

(۱) الحاج جناب حافظ محمد اسحٰق صاحب مدظلہٗ: آپ جامعہ کے نائب رئیس، شعبۂ تحفیظ القرآن کے صدر، حضرت رئیس الجامعہ کے بڑے بھائی، اور بارعب شخص ہیں، آپ کی ولادت سورت کے مشہور قصبہ "کوساڑی" میں ماہ جون ۱۹۴۸ء میں ہوئی، آپ کی ابتدائی تعلیم ہتھورن ضلع سورت میں ہوئی، آپ نے قرآن کریم ناظرہ جناب حافظ احمد صاحب ہتھورن کے پاس پڑھا، ناظرہ مکمل کرنے کے بعد مدرسہ تعلیم القرآن مرگوان ٹیکرا، سورت (جھاپا بازار کے پاس) میں جناب قاری محمد نور گت ترکیسوری کے پاس حفظ شروع کیا، اور حفظ کی تکمیل ۱۹۶۴ء میں جناب حافظ علی حسن صاحب مدظلہ کے پاس کوساڑی میں کیا، حفظ کی تکمیل کے بعد تدریس میں لگ گئے، مختلف مقامات پر آپ نے درس دیا جس میں کاٹھیاوار، مہسانہ، پالی تانہ بھاؤنگر، اکل کوا وغیرہ شامل ہے، جامعہ اکل کوا کے سب سے پہلے استاذ ہونے کا شرف آپ کو حاصل ہے، آپ کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ سے ہے، ۱۹۹۰ء میں آپ ان سے بیعت ہوئے، جب سے ان کے بتائے ہوئے اوراد وظائف پر پابندی کے ساتھ عامل ہیں، حضرت باندویؒ سے بھی آپ کے اچھے مراسم تھے، جامعہ کی تعمیر وترقی اور پروان چڑھانے میں آپ کا زبردست ہاتھ ہے اللہ آپ کی عمر دراز فرمائے۔ آمین!

(۲) الحاج حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب خانپوریؒ: آپ جامعہ کے اساسی ممبر، جامعہ کے سابق ناظم مکاتب وناظم تعمیرات، بڑے ملنسار وغمخوار، اکل کوا کے مسلم اور غیر مسلم دونوں قوموں میں نہایت مقبول، اور ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے، آپ یکم جون ۱۹۵۲ء میں خانپور ضلع بھروچ (گجرات) میں پیدا ہوئے، ابھی آپ کی عمر چھ سال کی تھی کہ والدہ محترمہ انتقال کر گئیں، اور جب ۷ ربرس کے ہوئے، تو والدِ محترم بھی اللہ کو پیارے ہو گئے سات سال کی قلیل مدت میں دونوں ہی کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے، پھوپھی کی

پرورش میں تین چار سال آچھن (ضلع بھروچ) جو آپ کی پھوپھی کا گاؤں ہے وہاں رہے ،سن شعور کو پہنچے تو خانپور تشریف لائے ،اور اپنے چچیرے بھائی مرحوم ابراہیم علی کی پرورش و پرداخت میں رہ کر تعلیمی سفر شروع کیا، گجرات کے مشہور و معروف مدرسہ فلاح دارین ترکیسر میں داخل ہوئے ،اور عربی سوم تک کا کورس مکمل کیا اس کے بعد دارالعلوم کنتھاریہ بھروچ میں داخل ہوئے ،اور مشکوٰۃ تک کی تعلیم وہاں مکمل کی ،دورہ حدیث کے لیے دارالعلوم وڈالی بناس کانٹھا (گجرات) تشریف لے گئے اور وہیں سے ۱۹۷۴ء میں فارغ ہوئے ،فراغت کے بعد درس و تدریس کے لیے جگہ کی تلاش میں تھے کہ آپ کے ہم سبق اور ہم مزاج حضرت مولانا عبدالحمید صاحب مدظلہٗ ۔(امام جامع مسجد اکل کوا) کے ایماء پر آپ کا تقرر مکرانی پھلی محلہ کی مسجد میں بحیثیت امام ہوا، اور آپ امامت کے فرائض انجام دینے لگے، اسی درمیان جامعہ کا قیام عمل میں آیا، آپ بھی اس کی آبیاری میں لگ گئے ،اور اپنی پوری زندگی جامعہ کی تعمیر و ترقی کے لیے وقف کر دیا، آپ حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ سے ۱۹۹۰ء میں ڈابھیل جا کر بیعت ہوئے اور ان کے بتائے ہوئے معمولات پر ہمیشہ کاربند رہے ،زندگی کی ۵۱ بہاریں دیکھ چکے تھے کہ بیماری نے آپ کو جکڑ لیا، بغرض علاج بڑودہ تشریف لے گئے ،وہیں بتاریخ ۱۷ رجولائی ۲۰۰۲ء کو اس دارِ فانی سے کوچ فرما گئے، آپ کا جسد خاکی بڑودہ سے اکل کوا لایا گیا، اور آپ مکرانی پھلی محلہ کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

جامعہ کا نصاب تعلیم: برصغیر کے دینی مدارس میں رائج نصاب تعلیم درس نظامی کے بانی مرتب ملا نظام الدین ابن حضرت ملا قطب الدین فرنگی محلی ہیں، انہیں کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس نصاب تعلیم کو درس نظامی کہا جاتا ہے، درس نظامی موجودہ وقت میں برصغیر کا قدیم ترین نصاب تعلیم ہے جو ہندوستان میں مغلوں کے دور حکومت سے لے کر آج تک مدارس میں پڑھایا جاتا ہے، جب دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا، تو اس کی تعلیمی بنیاد بھی اسی درس نظامی والے نصاب تعلیم پر قائم کی گئی اور بعد میں یہی یہ نصاب اکثر دینی مدارس میں رائج ہو گئے جامعہ میں بھی یہی نصاب تعلیم ہے درس نظامی مندرجہ ذیل علوم پر مشتمل ہے:
(۱) صرف (۲) نحو (۳) منطق (۴) حکمت (۵) ریاضی (۶) بلاغت (۷) فقہ (۸) اصول فقہ (۹) کلام (۱۰) تفسیر (۱۱) حدیث (۱۲)۔

حالاتِ حاضرہ کے تحت انگریزی، حساب، جغرافیہ وغیرہ کو بھی نصاب میں جگہ دی گئی ہے، جس کے مثبت نتائج سامنے آرہے ہیں۔

جامعہ کے شعبہ جات

جامعہ تقریباً ۲۲ رشعبوں پر مشتمل ہے، ہر شعبہ مستقل ادارے کی حیثیت رکھتا ہے، ہر شعبے کا ایک ناظم ہوتا ہے، جس کے ماتحت ملازمین ہوتے ہیں، وہ ملازمین اپنے ناظم کے مفوضہ امور کو انجام دیتے ہیں، آگے تمام شعبوں کی تفصیل درج ہے۔

شعبۂ عالمیت:

یہ شعبۂ عربی کہلاتا ہے اس میں درجۂ اردو سے لے کر درجہ فضیلت تک کی تعلیم دی جاتی ہے، اس کے صدر مولانا عبد القدیر صاحب عمری ہیں۔ انہیں کی صدارت میں یہ شعبہ ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔

نصابِ عالمیت

درجۂ اردو

شمار	اسمائے کتب	مقدار
۱	تجوید مشق/تعلیم التجوید	مکمل
۲	تاریخ الاسلام حصہ اوّل و دوم	مکمل
۳	اردو زبان کی چوتھی	مکمل
۴	رسولِ عربی بعدہ خلافت راشدہ حصہ اوّل	مکمل
۵	نقل واملاء	مختلف کتابوں سے مشق
۶	بہشتی ثمر حصہ اوّل	مکمل
۷	انگریزی سمپل اور حساب	مکمل
۸	ناظرہ قرآن شریف	پارہ ۲۱ تا پارہ ۳۰

درجۂ فارسی

مقدار	اسمائے کتب	شمار
پارہ ۲۱ تا ۳۰	ناظرہ قرآن مجید	۱
مکمل	آمدن سی لفظی/گلزار/ تیسیر المبتدی	۲
مکمل	چہل سبق /کریما	۳
مکمل	اسلام کیا ہے؟/سیرت خاتم الانبیاء	۴
حصہ اول مکمل/۱۰ سبق	معلم الصرف/ دروس اللغۃ العربیۃ	۵
مختلف کتب سے مشق	اردو املانویسی	۶
/ مکمل	تجوید مشق/تسہیل التجوید	۷
مکمل	سمپل انگلش	۸

درجۂ عربی اول

مقدار	اسمائے کتب	شمار
مکمل	علم الصرف ــــ حصہ ۱/ ۲ / ۳	۱
مکمل / مکمل	علم النحو/نحو قاسمی/مفید الطالبین	۲
مکمل	قصص النبیین ـ حصہ ۱ / ۲	۳
مکمل	مالا بدمنہ	۴
مکمل / مکمل	تاریخ اسلام /النحو الواضح ـ حصہ ۱	۵
مکمل	مفتاح العربیۃ حصہ ۱، ۲	۶
مکمل	JIIU Easy English I/جنرل نالج، ریاضی، قوانین ہندسائنس جغرافیہ۔	۷
/ مکمل	تجوید مشق / جمال القرآن	۸

درجۂ عربی دوم

شمار	اسمائے کتب	مقدار
۱	نورالایضاح	مکمل
۲	ہدایۃ النحو، بعدہ شرح مائۃ عامل	مکمل / مکمل
۳	قصص النبیین حصہ ۳، بعدترجمہ	مکمل/ پارہ ۲۰
۴	النحو الواضح حصہ ۲، بعدہ ترجمۃ القرآن الکریم	مکمل پارہ ۱۹ ازسورۃ الفرقان
۵	علم الصیغہ/ خاصیات ابواب/	مکمل / مکمل
۶	تجوید مشق / فوائد مکیہ	/ مکمل
۷	JIIU Easy English II/ جنرل نالج، ریاضی، قوانین ہند سائنس جغرافیہ۔	مکمل
۸	معلم الانشاء۔حصہ اول	مکمل
۹	تاریخ خلفاء راشدین	مکمل

درجۂ سوم

شمار	اسمائے کتب	مقدار
۱	ترجمۃ القرآن الکریم	ازسورۂ یونس تا سورۂ فرقان
۲	المختصر للقدوری	ازکتاب البیوع تا کتاب الایمان
۳	تیسیر المنطق، مرقات	مکمل
۴	کافیۃ	مکمل
۵	معلم الانشاء۔۔حصہ ۲ / نفحۃ العرب	تمرین ۷۶ مکمل منتخب ابواب
۶	اصول الشاشی	مکمل
۷	JIIU Easy English III/ جنرل نالج، ریاضی، قوانین ہند سائنس جغرافیہ۔	مکمل
۸	تجوید مشق / خلاصۃ البیان	/مکمل
۹	تاریخ بنوامیہ	

درجۂ چہارم

شمار	اسمائے کتب	مقدار
۱	ترجمۃ القرآن الکریم	از سورۂ روم تا پ ۳۰
۲	شرح وقایہ جلد اول / ثانی	مکمل/ تا کتاب الطلاق
۳	مختارات اول / مقامات حریری	مکمل/ تا المقامۃ الخامسۃ)
۴	الفیہ ابن مالک	از اول تا مرفوعات
۵	ریاض الصالحین ـــ نصف اول	مکمل
۶	نور الانوار	از اول تا باب القیاس
۷	JIIU Easy English IV / جنرل نالج، ریاضی، قوانین ہند سائنس جغرافیہ۔	مکمل
۸	تجوید مشق (المقدمۃ الجزریۃ وجامع الوقف	/ مکمل
۹	عقائد/ تاریخ عباسیہ	

درجۂ پنجم

شمار	اسمائے کتب	مقدار
۱	ہدایہ اولین اول	مکمل
۲	ہدایہ اولین ثانی	مکمل
۳	ترجمۃ القرآن الکریم	پ ۱ تا پ ۱۰
۴	الحسامی م / شرح العقیدۃ الطحاویۃ	باب القیاس تا آخر منتخب ابواب
۵	سفینۃ البلغاء	مکمل
۶	مختارات جلد۲/ دیوان المتنبی	تا صفحہ ۸۰/ تا صفحہ ۴۰
۷	تجوید مشق / الشاطبیۃ	/مکمل
۸	ریاض الصالحین۔ نصف ثانی	مکمل
۹	علوم القرآن/ تاریخ عثمانیہ	ہفتہ میں ایک دن

درجۂ ششم

مقدار	اسمائے کتب	شمار
مکمل	مشکوٰۃ المصابیح-جلد اول	۱
مکمل	مشکوٰۃ المصابیح-جلد ثانی	۲
اول ۱۰ پارے	التفسیر للجلالینؒ	۳
دوم ۱۰ پارے	التفسیر للجلالینؒ	۴
سوم ۱۰ پارے	التفسیر للجلالینؒ	۵
مکمل	ہدایہ آخرین اول	۶
مکمل	ہدایہ آخرین ثانی	۷
مکمل	شرح نخبۃ الفکر (ہفتہ میں دودن)	۸
مکمل / مکمل	السراجی و معین الفرائض	۹
مکمل	الفوز الکبیر	۱۰
	العقیدۃ الواسطیہ (ہفتہ میں ایک دن)	۱۱
ہفتہ میں ایک دن	الغزو الفکری، جدید معیشت وتجارت	۱۲

درجۂ ہفتم

مقدار	اسمائے کتب	شمار
مکمل	التفسیر للبیضاویؒ	۱
مکمل	الصحیح للبخاریؒ	۲
مکمل	الصحیح للمسلمؒ	۳
مکمل	الجامع للترمذیؒ	۴
مکمل	سنن ابی داؤدؒ	۵
مکمل	سنن النسائیؒ	۶

۷	طحاوی شریف	مکمل
۸	ابن ماجہؒ	مکمل
۹	مؤطین للامامین مالکؒ و محمدؒ	مکمل
۱۰	تعارف ادیا وفرق باطلہ	ہفتہ میں ایک دن

تعداد درجہ عربی:

کل اساتذہ: ۵۰

کل طلبہ: ۱۶۷۸

اس سال عالم ہونے والے: ۱۸۹

اب تک کل تعداد فضلاء: ۱۴۱۵

عربی ہفتم: ۱۸۹

عربی ششم: ۲۳۷

عربی پنجم: ۱۹۴

عربی چہارم: ۱۶۶

عربی سوم: ۱۵۸

عربی دوم: ۱۶۶

عربی اول: ۴۲۵

فارسی: ۱۹۳

اردو: ۵۰

فون: ۰۲۵۶۷-۲۵۲۲۵۶ (اہتمام/تعلیمات)

موبائل: ۰۹۴۲۲۷۶۲۵۰۲ (تعلیمات)

فیکس: ۰۲۵۶۷-۲۵۲۳۰۶ (تعلیمات)

شعبۂ تحفیظ القرآن

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، جس طرح اس کے معانی مقصود ہیں، اسی طرح اس کے الفاظ بھی، اسی لیے حفظ قرآن کی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے، اور قرآن مجید کے حفظ کو باعثِ سعادت اور برکت سمجھا گیا ہے، جامعہ نے شروع سے اس شعبہ پر خصوصی توجہ دی ہے، آج جامعہ کا شعبہ تحفیظ القرآن ہندستان ہی نہیں، بلکہ ایشیاء کا سب سے بڑا تحفیظ القرآن (حساً اور معناً دونوں) بن چکا ہے، حفظِ قرآن کے ساتھ تجوید پر بھی خوب توجہ دی جاتی ہے، ساتھ ہی ایک گھنٹہ اردو کا رکھا گیا ہے، تاکہ مسائل کی کتابیں طلبہ باآسانی پڑھ سکیں، مافی الضمیر کی ادائیگی کے لیے ''عظمتِ قرآن'' کے نام سے، ایک انجمن قائم کی گئی ہے۔

شعبۂ حفظ کا نظامِ تعلیم:

قبل از فجر ایک گھنٹہ باقاعدہ تعلیم، بعد نماز فجر چار گھنٹے تعلیم، اور بعد نمازِ ظہر سوا تین گھنٹے تعلیم۔ مغرب تا عشاء، اور بعد نماز عشاء پون گھنٹہ تعلیم ہوتی ہے۔

طریقۂ تعلیم:

شعبۂ حفظ کے کل ۹۶/درجات ہیں، جس میں ہر درجہ میں ۲۲ یا ۲۳/طلبہ رہتے ہیں، قبل از فجر طلبہ کا سبق سنا جاتا ہے، جس میں پختگیٔ حفظ اور صحتِ تجوید ضروری ہے، صبح کی تعلیم میں سبق پارہ نصف تا پون پارہ سنا جاتا ہے، دوپہر بعد نمازِ ظہر، تمام طلبہ کا دور سنا جاتا ہے۔ پاروں کے حساب سے زیادہ پاروں والے کا کم از کم ایک پارہ سنا جاتا ہے۔

بعد نماز مغرب اکثر بچے سبق یاد کرتے ہیں اور بعض طلبہ سبق سنا دیتے ہیں، بعد عشاء دور کا سلسلہ ہوتا ہے، جس میں تمام اساتذہ اپنے اپنے درجوں میں موجود رہتے ہیں، طلبہ حفظ کے لیے تجوید بھی ضروری ہے، جس کے لیے قراء حضرات نصاب تجوید کے مطابق قواعد یاد کراتے ہیں۔ اور حدر، ترتیل، تدویر کی مشق کراتے ہیں اور ساتھ طلبہ حفظ کے لیے

لیے اردو بھی ضروری ہے، لہٰذا ان کے لیے نصف گھنٹہ طے کیا گیا ہے، جس میں طلبہ کی صلاحیت کے مطابق نصاب ہے۔

حفظ مکمل کرنے والے طلبہ کے لیے پختگی حفظ کے لیے مختلف تدبیر کی جاتی ہیں، تا کہ کمزوری نہ رہے، مثلاً ششماہی بعد سے مسابقات کا سلسلہ رہتا ہے، ہر پندرہ دن کے بعد پانچ پاروں کے اضافہ کے ساتھ مسابقہ ہوتا ہے، یعنی کل ۶ر مسابقات اساتذہ کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح نوافل میں بعد نمازِ مغرب ہر حافظ ہونے والے طالب علم کو یومیہ (ہر دن) ایک پارہ سنانا ضروری ہے، اس کے علاوہ ایک امتحان جید جدا کا ہوتا ہے، جس میں دیگر مدارس کے تجربہ کار اساتذۂ کرام کو مدعو کیا جاتا ہے اور پھر کامیاب طلبہ کو رقم کی شکل میں کافی انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ اس طرح الحمدللہ جامعہ سے ہر سال صوبہ مہاراشٹر، ایم پی، آندھرا پردیش اور کوچ بہار میں تقریباً تین سو حفاظِ کرام تراویح پڑھانے جاتے ہیں۔

تعداد درجۂ حفظ:

کل اساتذہ:	۱۰۰
کل تعداد طلبہ:	۲۳۱۷
اس سال حفظ مکمل کرنے والے طلبہ:	۴۳۸
اب تک کل حافظ ہونے والے طلبہ:	۳۳۳۵

فون: ۰۲۵۶۷-۲۵۲۳۵۶

مجوزہ نصاب (تجوید) برائے درجاتِ حفظ

درجات	کتاب	ترتیل	تدویر
سال اول	مخارج حروف، قواعد نون تنوین و میم ساکن	سورۃ الضحیٰ تا الناس	پارۂ عم مکمل
سال دوم	مخارف والقابِ حروف، قواعد نون تنوین و میم ساکن مدو تفخیم و ترقیق	مختلف سات رکوعات (حفظ)	پارہ ۲۹ر وار مکمل
سال سوم	اصول التجوید (۱)	"	پارہ ۲ر و ۳ر مکمل
سال چہارم	صفات، وقف و اجرائے قواعد	"	پارہ ۲۶ر الحجرات تا پارہ ۲۸ر مکمل

شعبہ تجوید وقرأت

جامعہ کے اہم ترین شعبوں میں شعبۂ تجوید وقرأت ہے، اس کے صدر مولانا سید قاری عارف الدین صاحب ہیں، آپ ہمہ وقت اس شعبہ کی ترقی میں مصروف رہتے ہیں، آپ نے اس شعبہ کی جو تفصیلات پیش کی ہیں انہیں کے قلم سے درج کی جاتی ہیں۔

شعبۂ تجوید وقرأت جامعہ کا پرشوکت شعبہ ہی نہیں بل کہ ایک کامیاب تحریک ہے اور کافی اہمیت کا حامل ہے اور کیوں نہ ہو۔ لِأَنَّهُ بِهِ إِلالٰه أَنْزَلَا ... وَهٰكَذَا إِلَيْنَا وَصَلَا

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس ترین کتاب کو تجوید وترتیل کے ساتھ نازل فرمایا ہے اور اسی طرح حق تعالیٰ سے ہم تک بتواترعمل پہونچا ہے۔

☆ بفضلہ تعالیٰ شعبۂ ہذا انیس جید اور لائق اساتذہ کرام کے زیر خدمت ترقی کی راہوں پر گامزن ہے جامعہ کے جمیع شعبہ جات کے جملہ طلباء عزیز اس شعبہ سے منسلک ہوتے ہیں اور انہیں قرآن حکیم نازل شدہ طریقہ کے مطابق پڑھانے کی ممکنہ کوشش کی جاتی ہے اور روایت حفصؒ کے مطابق اصول وقواعد پر مرتب کتابیں عربی واُردو ہر دو زبان میں پڑھائی جاتی ہیں۔

☆ شعبۂ حفظ میں داخلہ لینے والے جملہ جدید طلبہ کی علیحدہ جماعتیں بنائی جاتی ہیں تاکہ ان پر پوری طرح بنیادی محنت کی جاسکے اور قدیم طلباء میں جو حفظ مکمل کرنے والے ہوتے ہیں ان کی جماعتیں بھی الگ کی جاتی ہیں تاکہ خصوصی محنت ہو۔ اس طرح طلباء حفظ کی کل جماعتیں باعتبار تجوید ۸۳/ ہوتی ہیں۔

☆ شعبۂ عالمیت فضیلت میں از درجۂ اردو تا عربی پنجم تجوید لازم ہے، ان میں بھی قدیم وجدید طلباء کو فائدہ مذکورہ کے پیش نظر علیحدہ کیا جاتا ہے، یہ جماعتیں باعتبار تجوید کا ۴۲/ ہوتی ہیں۔

☆ علاوہ ازیں ہر سال کچھ طلباء محض بغرض تجوید وتصحیح داخلہ لیتے ہیں، جن کی تعداد کم وبیش

ہوتی رہتی ہے، تقریباً ۲۵۸ رطلبہ مستفید ہو چکے ہیں۔

علم تجوید سے بڑھ کر علم قرأت ہے جو کہ تفسیر کا جزولاینفک ہے، اسی اہمیت کے پیش نظر اس فن شریف کی تعلیم کا آغاز بھی آج سے دس ۱۰ رسال قبل کیا گیا اور عصر و مغرب کے درمیان ہفتم و ششم کے منتخب طلباء کو پڑھایا جاتا ہے، چناں چہ دو سالوں میں یہ طلباء پورے قرآن کا اجراء سبعہ مکمل کرتے ہیں۔

والحمد لله على ذالک ! گذشتہ نو ۹ رسالوں میں بفضل اللہ ۳۰۰ رطلباء نے استفادہ کیا اور سال رواں بھی تقریباً ۴۰ رطلباء زیر تعلیم رہے۔

☆ الحمد لله ! آج تک ۳۱۷ رطلباء نے روایت حفص کی تکمیل کی اور سند پا کر اکثر و بیشتر جامعہ کی شاخوں میں قرآن کی خدمت انجام دے رہے ہیں اور چوں کہ جامعہ میں ہر طالب علم کے لیے تجوید لازم ہے، اس لحاظ سے جامعہ سے جتنے حفاظ و علماء فارغ ہو چکے ہیں یا ہوں گے سب ہی اس کے فیض یافتہ ہیں۔ آغاز سال میں تقاضہ کے مطابق انہیں مختلف مدارس میں تدریس کے لیے رکھا جاتا ہے۔

☆ اس شعبہ کے خارجی نشاطات کے سلسلہ میں قابل ذکر یہ ہے کہ ہر ہفتہ بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب میں "لجنة القرأة و التجويد" کے شعبے حضرات اساتذ کرام کی نگرانی میں منعقد کیے جاتے ہیں، جن میں طلباء اپنی اپنی باری پر ترتیلاً وتدویراً تلاوت پیش کرتے ہیں اور درجہ ہفتم کے طلباء سور مسنونہ اور خطبات جمعہ وعیدین ونکاح حفظ کر کے پیش کرتے ہیں۔

☆ نیز داخل جامعہ میں ہر سال اور خارج جامعہ ہر تین سالوں میں مختلف صوبہ جات کے مختلف مقامات پر مسابقات قرآنیہ رکھے جاتے ہیں جن میں حفظ، تجوید، تفسیر، اذان، خطبات وغیرہ پر مختلف فروعات رکھی جاتی ہیں، جو جامعہ ہذا کی امتیازی شان اور رئیس جامعہ کا تجدیدی کارنامہ ہے۔

اللہ رب العالمین شعبہ ہذا کو روز افزوں ترقیات سے نوازے اور ہم سب کو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

تعداد شعبۂ تجوید وقرأت:

کل اساتذہ	:	۱۹
طلبہ/ اردو تا پنجم/ حفظ	:	۳۵۵۸
اس سال سبعہ سے فارغ ہونے والے طلبہ	:	۶۴
اس سال حفص عربی سے فارغ ہونے والے طلبہ	:	۷۰
اس سال حفص اردو سے فارغ ہونے والے طلبہ	:	۲
کل فارغ قراء از سبعہ	:	۳۵۰
کل فارغ قراء از حفص عربی	:	۶۱۲
کل فارغ قراء از حفص اردو	:	۱۹۴
تصحیح قرآن	:	۲۵۸

تجوید وقراءت کا مجوزہ نصاب (برائے شعبۂ عالمیت)

شمار	درجات	کتب	ترتیل	تدویر	حدر
۱ ☆	عربی پنجم (منتخب طلباء)	حرز الامانی ووجہ التہانی المعروف بالشاطبیہ	پاؤ پارہ اجرائے قواعد سبعہ بصورت افراد وجمع الجمع کی تینوں قسمیں مع استشہاد باشعار الشاطبیہ		
۲ ☆	عربی پنجم (عام طلباء)	اجرائے قواعد تجوید/مشق خطبات جمعہ وعیدین	(نوٹ) تدویر کے نصاب سے ہی ترتیل کے ۱۸/ رکوعات کا انتخاب کرکے حفظ مشق کرائے جائیں۔	آموختہ گذشتہ (حفظ)	منتخب طلباء پارہ ۲۱...تا...۲۸
۳ ☆	عربی چہارم	المقدمۃ الجزریۃ (مکمل)		سورۂ یٰس، الم سجدہ، واقعہ، رحمٰن حجرات، دہر (حفظ) ۱۸/رکوعات کہف (ناظرہ)	منتخب طلباء پارہ ۱۴...تا...۲۰
۴ ☆	عربی سوم	خلاصۃ البیان (مکمل) بعدہ معرفۃ الرسوم		۲۸/واں پارہ (مکمل) حفظ	منتخب طلباء پارہ ۸...تا...۱۳
۵ ☆	عربی دوم	فوائد مکیہ (مکمل) بعدہ جامع الوقف سبق ۶::تا::۱۰		۲۹/واں پارہ (مکمل) حفظ	منتخب طلباء پارہ ۳...تا...۷
۶ ☆	عربی اول	جمال القرآن (مکمل) بعدہ جامع الوقف سبق ۱::تا::۵		۳۰/واں پارہ (مکمل) حفظ	منتخب طلباء پارہ ۲۹/۳۰/۱/۲
۷ ☆	فارسی ☆☆	تسہیل التجوید ☆☆	سورۂ بلد...تا... بینہ (حفظ)	سورۂ نباء...تا...بروج (حفظ)	....
۸ ☆	اردو ☆☆	تعلیم التجوید ☆☆	سورۂ ضحیٰ...تا... ناس (حفظ)	سورۂ طارق...تا...لیل (حفظ)	....

شعبہ مسابقۃ القرآن الکریم

اس کے مدیر و روحِ رواں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب فلاحی دامت برکاتہم (استاذ تفسیر و حدیث) ہیں، مسابقہ خواہ داخلی ہو، یا خارجی، ریاستی ہو، یا غیر ریاستی، آپ ہی کی زیرنگرانی ترتیب دیئے جاتے ہیں، اور آپ ہی کی ترتیب شدہ پروگرام کے مطابق انجام پزیر ہوتے ہیں، اس سلسلہ میں آپ کی قربانیوں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، رات ہو یا دن جب تک مسابقے کا پروگرام بحسن وخوبی پورا نہ ہوجائے آپ سکون سے نہیں بیٹھتے، اللہ آپ کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔

"مسابقة القرآن الكريم" کے عنوان پر آپ کے ایک وقیع مضمون کو شامل کیا جاتا ہے، جس میں (جامعہ میں مسابقۃ القرآن الکریم کا پس منظر، نیز فوائد ومنافع، اور جامعہ کا اس بارے میں کیا اہم رول رہا ہے) اجاگر کیا گیا ہے۔

مسابقۃ القرآن الکریم ایک تحریک یعنی جامعہ اکل کوا کا تجدیدی کارنامہ:

کل ہند مسابقات بیک نظر

شریک طلبہ مدارس	شریک مدارس	شریک ریاستیں	مسابقات کی تفصیل	سن انعقاد
421	117	7	پہلا کل ہند مسابقۃ القرآن الکریم	1994
3032	585	14	دوسرا کل ہند مسابقۃ القرآن الکریم	1998
4474	905	22	تیسرا کل ہند مسابقۃ القرآن الکریم	2001
3041	1034	23	چوتھا کل ہند مسابقۃ القرآن الکریم	2003
4382	1088	24	پانچواں کل ہند مسابقۃ القرآن الکریم	2006

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ تمام مسلمانوں کے حق میں خصوصاً اور پوری انسانیت کے لیے عموماً کتاب اللہ ایک مقدس رہنما اور دستورِ حیات کتاب ہے اور بہت بڑی

نعمت ہے۔اس سرزمین پر قرآن کریم وہ نعمت بے بہا ہے کہ سارا جہاں ارض وسماء اور ساری کائنات کی مخلوقات اس کا بدل نہیں بن سکتی اس لیے انسان کی سب سے بڑی سعادت اور نیک بختی قرآن سے وابستگی اور دل بستگی ہے اور کسی بھی انسان کی سب سے بڑی شقاوت قرآن سے بے رخی اور سرگشتگی ہے۔

جہاں قرآن پر ایمان لانا فرض عین ہے وہاں اسکا صحیح پڑھنا، صحیح سمجھنا، اس پر مقدور بھر عمل پیرا ہونا، اور اس کتاب مقدس کی تبلیغ واشاعت کرنا یہ بھی ایمانی مطلوبات کے قبیل سے ہے بلکہ طبرانی کی ایک روایت میں تو قرآن سے محبت وانسیت اللہ رسول سے محبت کی شناخت اور پہچان بتائی گئی۔"عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه قال من احب ان یعلم انه یحب الله و رسوله فلینظر فان کا ن یحب القرآن فهو یحب الله و رسوله"۔

الحمد للہ مدارس دینیہ، مراکز علمیہ، جامعات اسلامیہ، حفاظ قرآنیہ اور جماعت مجودین، افراد امت اور نونہالان امت کو اپنی مقدور بھر مساعی جمیلہ سے قرآن سے وابستہ کرنے کے اہم فریضے میں مصروف عمل ہیں۔(اللہ قبول فرما کر اپنی رضا نصیب فرمائے)

ہمارا اپنا جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا جو ملک کے طول وعرض اور مختلف خطوں میں مکاتب قرآنیہ، معاہد اطفال اور مراکز اسلامیہ کے ذریعہ بتوفیق الٰہی تبلیغ قرآن اور اشاعت قرآن کی جو قابل قدر خدمت انجام دے رہا ہے اور اس کے معاہد قرآنی اور ظل روحانی سے اب تک ۷۳۴۷ر طلبہ نے تکمیل حفظ کیا اور شاخہائے جامعہ سے ۴۲۲۴ر قابل قدر حفاظ کی ٹیم تیار ہوئی ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء۔

انہیں خدمات قرآنیہ اور عشق کتاب اللہ کے صدقے میں اللہ پاک نے قرآنی سلسلے کی ایک تجدیدی اور تاریخی خدمت بھی بعنوان مسابقہ بانی جامعہ ورئیس جامعہ حضرت مولانا غلام محمد وستانوی کے مقدر میں رکھی جسے عطیہ مہبط وحی سے تعبیر کیا جانا ہی بجا ہوگا۔جس کی ظاہر صورت یہ پیش آئی کہ سفر حرمین کے دوران آپ کی رہائش گاہ پر آپ کے ایک دوست نے یہ اطلاع دی کہ نزدیک ہی ایک ہوٹل میں عالمی مسابقے کا انعقاد سعودی حکومت کی طرف سے کیا گیا۔چنانچہ جذبہ محبت قرآنی نے آپ کو اس مسابقہ میں کھینچ کر لے آیا آپ نے دیکھا

کہ دیارِ غیر کے اور دور دراز ملکوں کے حفاظ اور اطراف واکناف کے شائقین قرآن مسامعین کی حیثیت سے پر بہار اور پر کیف منظر لطیف سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اس سے متاثر ہو کر حرم مقدس میں آکر اس مجددِ قرآن نے آپنے مالک حقیقی سے اس کی بارگاہ عالی میں یہ دعاء کی کہ اے کریم ذات جس کا کرم کامل بر خاص وعام پر نچھاور ہے مجھ ناقص وناکارہ پر عین کرم فرما اور میرے جامعہ کو بھی اس مسابقتی سلسلہ کی قرآنی خدمت کے لیے قبول فرما ۔

تیرے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
مجھ سے کیا ضد تھی اگر میں کسی قابل ہوتا

چناں چہ حرمین شریفین کی اس دعا کو ایسی پذیرائی ہوئی کہ جامعہ اکل کوا کے دو حفاظ کا انتخاب جہاں حق تعالی نے اپنے فضل واحسان سے مکۃ المکرمہ کے مسابقہ کے لیے ہوا وہاں اس دعاء گذار عاشق زار کا انتخاب بھی اللہ نے خدام قرآن میں فرمایا اور آپ کا گویا اسم ثانی اور عرفیت خادم القرآن ہوگئی۔ بمطابق ارشاد ربانی "انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون " یہ ایک قرآنی تاریخ رہی ہے کہ اللہ نے ہر دور اور ہر زمانے کے تقاضے کے مطابق کبھی حفاظ کرام کے ذریعہ الفاظ قرآنیہ کی مفسرین عظام کی باتوفیق جماعت کے ذریعہ مفاہیم قرآنیہ کی، مجودین، عاشقین قرآن کے ذریعہ ادائے قرآن کی اور نحاۃ کے ذریعہ اعراب قرآنی کی اور مدارس وجامعات کے ذریعہ کی علوم قرآنیہ کی حفاظت ہوتی رہی اور تاحیات انشاء اللہ ہوتی رہے گی، اللہ نے ان مدارس ومراکز کے ذریعہ عوام کی ایمانی تشخص اسلامی طور وطریق بلکہ ملک کی ہر نوع کی حفاظت فرمائی ہے ۔

سو بار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کہ گیسوئے برہم کو
یہ اہل جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

بہر حال حضرت رئیس جامعہ کے قلب پر اللہ نے یہ القاء کیا کہ یہ دَور چوں کہ مسابقتی اور مقابلتی ہے ہر فیلڈ اور میدان میں تسابق وتنافس کو مستحسن سمجھا جارہا ہے بلکہ اپنی ناموری اور امتیازی شان کے شوق میں دنیا کھیل کود اور تفریحی سلسلہ سے آگے نکل کر بے حیائی کے سلسلہ میں بھی تسابق وتنافس کا سلسلہ جاری ہے تو پھر قرآن مقدس سے وابستہ کرنے اور تعلیمی استحکام کو مزید فروغ دینے اور طلباء کی خوابیدہ صلاحیتوں کو نکھارنے اور مہمیز کرنے کے نیک اور بے

غرض جذبہ سے کیوں نہ مابین المدارس مسابقہ کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ چناں چہ مسابقۃ القرآن کے اغراض ومقاصد واہداف پر اگر نظر ڈالی جائے تو خادم القرآن کے حسین جذبات کی دلکش ترجمانی ہوتی ہے۔

(۱) ان مسابقات کے ذریعہ بلا اختلاف مسلک ومشرب مدارس دینیہ کے طلبہ، اساتذہ اور منتظمین کو پختگی حفظ اور تجوید وتفسیر کی طرف توجہ مبذول کرانا۔

(۲) نونہالان اسلام کو ابتدا ہی سے حوصلہ بڑھا کر باصلاحیت بنانا۔

(۳) امت مسلمہ کو کتاب اللہ سے مربوط کر کے سعادت دارین کا حامی بنانا۔

(۴) امت میں شعائر اسلام کی تعظیم پیدا ہو اس کی سعی بلیغ کرنا۔

(۵) امت کی صحیح امامت قیادت اور خطابت کے لیے قابل افراد تیار کرنا۔

ان نیک جذبات اور اس حسین خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے حضرت رئیس الجامعہ نے جامعہ اور اس کی فروعات میں مسابقات کا سلسلہ شروع کیا جس کا فوری اثر یہ ہوا کہ مدارس دینیہ نے اس سلسلہ کو بنظر تحسین دیکھا۔ اس مبارک سلسلہ کا ایسا استقبال کیا کہ اولاً مدارس مہاراشٹر نے اور پھر گجرات وایم پی سے ترقی کر کے اس جذبہ صادق نے ملک گیر تحریک کی شکل اختیار کی بلکہ ام المدارس کے ارباب حل وعقد نے اس کی افادیت واہمیت کو تسلیم ہی نہیں بلکہ قابل تقلید قرار دیا۔ ہم ذیل میں ان مسابقات کے فوائد مشت نمونہ از خروارے کے طور پر پیش کرتے ہیں جس کا ماہرین نے اعتراف کیا ہے۔

(۱) مسابقات قرآنیہ سے حفظ کی تعلیم میں استحکام پیدا ہوا۔

(۲) مسابقات قرآنیہ سے تجوید وقرآت کی ادائے گی میں ترقی ہوئی۔

(۳) مسابقات قرآنیہ سے اصول وقواعد وتجوید کے استحضار کی فکر لاحق ہوئی۔

(۴) مسابقات قرآنیہ کے ذریعہ علوم تفسیریہ اور کتب تفسیر کے مطالعہ کا ذوق پیدا ہوا۔

(۵) مسابقات قرآنیہ کے طفیل دیگر علوم وفنون میں مسابقات کا فکر پیدا ہوا۔

(۶) مسابقات قرآنیہ کے صدقہ مسابقہ فی حفظ الحدیث کا ذوق پروان چڑھا۔

(۷) مسابقات قرآنیہ کے ذریعہ خطبات جمعہ کو حفظ کرنے کا سلسلہ بھی شروع ہوا۔

(۸) مسابقات قرآنیہ کے ذریعہ مسابقہ خطابیہ وکتابیہ کا ذوق بھی بنا۔

(۹) مسابقات قرآنیہ کے ذریعہ عربی منظومات کو محفوظ کرنے کا شوق بھی پیدا ہوا۔
(۱۰) مسابقات قرآنیہ کے ذریعہ آسام، بنگال اور تامل ناڈو جیسے علاقوں میں اردو زبان کو فروغ ملا۔
(۱۱) مسابقات قرآنیہ کے ذریعہ مساجد کے متولیان اچھے اور صحیح پڑھنے والے ائمہ کا انتخاب کرنے لگے۔

مشت از خروارے کے طور پر یہ چند فوائد کو پیش کیا گیا۔ ان مسابقات کے ذریعہ خالص عربی الفاظ مسابقہ، مساہمت، فروعات جیسے الفاظ بھی طلبہ کی زبان پر بے تکلف استعمال ہونے لگے۔

نوعیت بھی ایسی کہ کسی مخصوص طالب علم کو یا مخصوص رکوع کو محنت کا میدان نہ بنایا جائے بلکہ ہر وہ طالب علم جو قرآن سے وابستہ ہونا چاہتا ہو گویا اس میں بھی عموم ہے کہ ہر طالب علم اور حافظ قرآن میدان میں آئے اور پورا قرآن محنت کا میدان بنایا جائے۔ چناں چہ جامعہ نے اب تک اپنے معاونین میزبان اداروں کے تعاون سے مختلف ریاستوں میں ۱۲۹ر مسابقات کا انعقاد کیا جس میں ہندوستان کی ۲۵ر ریاستوں کے ۳۱۱۰ر مدارس کے ۱۶۵۴۰ر طلبہ اس تحریک قرآنی سے وابستہ ہوکر منور ہو چکے ہیں۔

ہم درجہ ذیل نقشہ سے اس تحریک قرآنی کی ایک جھلک اعداد و شمار کی روشنی میں پیش کررہے ہیں:

قیاس کن زگلستان قرآن بر بہار ما

اخیر میں از ہر ہند دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ جو قرآنی مسابقات کے تحسین و توصیف کے سلسلہ میں تحریری طور پر ایک سند کی حیثیت رکھتا ہے اس کو پیش کر کے اسی پر مسابقات کے سلسلۂ تعارف کو موقوف کرتے ہیں۔

استفتاء

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین علماء ربانی مسئلہ ذیل کے بارے میں مقابلہ کے موجودہ دور میں قرآن کریم کی صحیح تلاوت اور قواعد تجوید اور قراءت سبعہ وعشرہ اور قرآن الکریم کی شکل اپنائی جاتی ہے جس میں قرب وجوار کے مدارس ومکاتب سے بھی طلباء کو مدعو کر کے تلاوت کرائی جاتی ہے ساتھ ہی تجوید کے قواعد اور آیات کی نحوی، صرفی، ترکیب و تعلیل وترجمہ نیز ان کی لیاقت کے بموجب تفسیری نکات وغیرہ معلوم کئے جاتے ہیں اور ۲۔یا ۳) مسند قاری وعالم حکم قرار دیئے جاتے ہیں وہ طلباء کی صلاحیت ولیاقت کو پرکھ کر نمبرات تجویز کرتے ہیں اول، دوم، سوم، پوزیشن پانے والے طلباء کو انکی حوصلہ افزائی کے طور پر بعض حضرات اپنی طرف سے نقد یا جنس کی شکل میں خصوصی انعام سے نوازتے ہیں اور دیگر شرکت کرنے والے طلباء کو بھی کچھ عمومی انعام دیتے ہیں یا ان کی دل بستگی کے لیے سند شرکت دی جاتی ہے متعلقہ مدارس کے اساتذہ عموما اس کی اس کیفیت سے تیاری کراتے ہیں کہ اولا ناظرہ، حفظ عربی درجات کے ہونہار طلباء کا انتخاب کر کے سب کو مشق کراتے ہیں پھر انہیں میں سے جو طلباء ان کی نظر میں کافی درست پڑھنے لگتے ہیں ان کا انتخاب کر کے مسابقہ مذکورہ کے لیے پیش کرتے ہیں اس طرح کے مسابقوں کے انعقاد سے یہ فضاء اور ماحول تو ضرور بنا کہ صحیح قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کی رغبت وجذبہ بیدار ہوا اسی لیے اہل مدارس اب حفظ ناظرہ کے درجات کے لیے عمدہ پڑھنے والے مدرس کا تقرر کرنے لگے اور ایسے ہی اکثر مساجد کے متولیان بھی صحیح قرآن کریم پڑھنے والے حفاظ کو امامت کے لیے چننے لگے، لیکن ترغیب وترویج قرآن مجید کا مذکورہ طریقہ بظاہر نیا محسوس ہوتا ہے اس لیے اس کی مدلل شرعی حیثیت تحریر فرما کر مشکور فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

احقر محمد اختر عفا اللہ عنہ

۵؍محرم الحرام ۱۴۲۸ھ

مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاج پورہ، ضلع سہارنپور (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب: بجواب وباللہ التوفیق! قرآن کریم کا جو مسابقہ آج کل مدارس دینیہ میں ہورہا ہے اگرچہ یہ نیا م کام ہے مگر ہر نیا کام بدعت اور ناجائز نہیں ہوتا۔ دینی تعلیم کے لیے مدارس کی عمارت بنانا طلبہ کے لیے مطبخ قائم کرنا یہ بھی نیا کام ہے مگر سب ہی اہل علم کے یہاں متفقہ طور پر مستحسن اور جائز ہے۔ حالاں کہ خیر القرون میں ان کا وجود نہ تھا قرآن کریم کے مسابقے میں آپ نے جن اغراض ومقاصد اور علمی فوائد کی نشاندہی فرمائی ہے ان کی افادیت اور نفع رسانی میں کوئی کلام نہیں، اور یہ مشاہدہ ہے کہ جب سے قرآن کریم پر مسابقے ہونے لگے۔ طلبہ میں علم تجوید کا ذوق وشوق بہت زیادہ بڑھ گیا، اور علم تجوید کو تمام قواعد واصول کے ساتھ حاصل کرنے اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر سیکھنے میں لگ گئے اساتذہ کرام بھی اپنے شاگردوں کو ممتاز بنانے کے لیے ان پر غیر معمولی محنت کرنے لگے۔ اور پہلے کے مقابلہ میں علم تجوید کی ترویج اور اشاعت بہت زیادہ ہوگئی۔ ساتھ ہی حفظ قرآن کا رواج بھی پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گیا، امامت کے لیے ہر جگہ اچھے حافظ اور اچھے قاری دستیاب ہونے لگے بلاشبہ یہ سارے امور محمود ومستحسن ہیں اور خالص دینی وعلمی مقاصد ہیں۔ اگر یہ مسابقہ شرعی منکرات سے پاک صاف ہوں تو مذکورہ مقاصد کے پیش نظر اس میں کوئی حرج نہیں بل کہ حفظ قرآن اور تجوید قرآن پر علوم کی ترویج واشاعت کا ذریعہ ہے۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ
مفتی دار العلوم دیوبند
۸/محرم ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح
محمود حسن بلند شہری غفرلہ

الجواب صحیح
محمد ظفیر الدین غفرلہ

پانچویں ریاستی مسابقات بیک نظر

شمار	ریاست	تاریخ	مقام مسابقہ	کل شریک مدارس	کل مساہمین	منتخب طلباء برائے کل ہند	شریک کل ہند مدارس
۱	ہریانہ میوات	۱۸/۱۹ مارچ	قاسم العلوم نیاز پور ح، گوڑگانوہ	۴۰	۱۵۱	۲۱	۹
۲	مشرقی یوپی	۲۱/۲۲ مارچ	جامعہ شرقیہ لوہیڈیہ پھول پور	۴۰	۱۸۶	۲۱	۱۲
۳	مغربی یوپی واتراکھنڈ	۲۳/۲۴ مارچ	جامعہ اسلامیہ ریحانیہ شاہ عبادلی	۸۶	۳۲۲	۲۱	۱۴
۴	مشرقی بہار	۲۶/۲۷ مارچ	جامعہ اسلامیہ دارالعلوم، بہادر گنج	۶۵	۲۲۹	۲۱	۱۴
۵	مغربی بہار	۲۶/۲۷ مارچ	مدرسہ تجوید القرآن ٹھیروا	۷۹	۳۰۳	۲۱	۱۴
۶	جھارکھنڈ	۲۹/۳۰ مارچ	جامعہ رشید العلوم چترا	۴۳	۱۹۴	۲۰	۱۲
۷	کوچ بہار	۳۱ مارچ	جامعہ عربیہ دارالعلوم دیناہاٹ، کوچ بہار	۳۷	۱۰۷	۱۴	۸
۸	مغربی بنگال	۲/۳ اپریل	مدرسہ مدنیہ مدنی نگر ایئرپورٹ، کلکتہ	۱۵۰	۶۵۰	۲۱	۱۴
۹	منی پور	۵/۶ اپریل	جامعہ علیمیہ عزیز کھائی سوئے اسپھال	۹	۰۴۳	۶	۳
۱۰	اڑیسہ	۵/۶ اپریل	جامعہ انوریہ بسرا ضلع سندر گڑھ	۲۸	۱۰۴	۱۸	۸
۱۱	آندھرا	۸/۹ اپریل	مدرسہ سراج العلوم محبوب نگر	۷۵	۲۶۰	۲۱	۱۲
۱۲	کرناٹک	۸/۹ اپریل	مدرسہ شاہ ولی اللہ، بنگلور	۴۳	۱۹۹	۲۰	۱۱
۱۳	تامل ناڈو	۱۱/۱۲ اپریل	مدرسہ نعمانیہ	۳۲	۱۰۰	۱۵	۹
۱۴	ایم پی	۱۵/۱۷ اپریل	مدرسہ الفلاح، آزاد نگر، اندور	۴۳	۴۰	۳۲	۱۱
۱۵	مہاراشٹر	۱۸/۱۹ اپریل	مدرسہ اسلامیہ ابوبکر صدیق، جالنہ	۶۰	۲۸۷	۳۵	۱۹
۱۶	گجرات	۲۱/۲۲ اپریل	مدرسہ اسلامیہ صوفی باغ سورت	۴۱	۰۶۶	۱۶	۱۳
۱۷	مشرقی راجستھان	۲۴/۲۵ اپریل	مدرسہ انوار الاسلام، کھمول	۲۸	۱۱۳	۲۱	۹
۱۸	مغربی راجستھان	۲۴/۲۵ اپریل	مدرسہ امدادیہ پگھاوڑی	۳۲	۱۲۰	۲۱	۱۱
۱۹	دہلی	۲۷/۲۸ اپریل	مدرسہ فیض القرآن، دہلی	۳۵	۰۹۴	۱۶	۹
۲۰	گجرات (مدرس)	۲۹/۳۰ اپریل	مدرسہ افضل، جمالپورہ، احمد آباد	۴۳	۱۳۰	۳۷	۱۷
۲۱	کشمیر	۳۰ اپریل، ۱ مئی	جامعہ بلالیہ، سری نگر	۲۸	۱۲۰	۲۰	۱۰
۲۲	کشمیر	۳۰ اپریل، ۱ مئی	جامعہ محمودیہ قاسم العلوم	۳۰	۱۱۵	۲۱	۱۲
۲۳	ہماچل پنجاب	۳/۴ مئی	مدرسہ بیت العلوم، بکھی	۲۵	۷۹	۲۰	۱۱
۲۴	کیرلا	۹/۱۰ مئی	مدرسہ حسینیہ کرم کولم	۵۶	۲۱۲	۲۱	۱۴
۲۵	آسام			۱۳	۲۵	۲۵	۱۳
			ٹوٹل	۱۱۱۱	۴۳۹۷	۵۱۵	۲۹۳

شعبۂ دینیات

یہ شعبہ ابتدائی بچوں کے لیے ہے، جس میں حروف شناسی سے لے کر ناظرہ قرآن شریف تک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ قرآن شریف مکمل کرنے کے بعد بچہ ایک طرف صحت وتجوید کے قواعد لحاظ کرتے ہوئے روانی کے ساتھ قرآن کریم پڑھنا سیکھ لیتا ہے تو دوسری طرف اردو لکھنا، پڑھنا اور دین کی اہم اور بنیادی معلومات۔ جیسے عبادات اور اسلامی اخلاق سے کافی حد تک واقف ہوجاتا ہے، نیز دینیات کے نصاب تعلیم میں مراٹھی، انگریزی، حساب، جغرافیہ کو بھی شامل کیا گیا ہے، جس سے دینیات مکمل کرنے والا طالب علم نہ یہ کہ دین کی بنیادی ضرورتوں سے واقف ہوجاتا ہے بل کہ اس سے عصری علوم کی بھی تھوڑی بہت سوجھ بوجھ پیدا ہوجاتی ہے۔

ماشاء اللہ جامعہ کا یہ شعبہ روز افزوں ترقی کی طرف گامزن ہے اس میں مہاراشٹر کے علاوہ ملک کے دوسرے سولہ صوبوں، مثلاً بہار، بنگال، آسام، کشمیر، راجستھان، وغیرہ سے آئے ہوئے تقریبا ۱۹۲۲ طلبہ زیرِ تعلیم ہیں۔ الحمد للہ اس سال (۳۵۷) طلبہ نے دینیات مکمل کیا ہے۔

شعبۂ دینیات کے صدر جناب قاری محمد سلیمان صاحب دامت برکاتہم ہیں، آپ کی ولادت ۱۷ اپریل ۱۹۵۰ء کو رویدرا ضلع بھروچ (گجرات) میں ہوئی، آپ کے والد کا نام محمد ہے اور آپ کا خاندان وڈیکچھیہ کہلاتا ہے، آپ نے ابتدائی تعلیم ۱۹۶۰ء میں جناب حافظ محمد اسماعیل رویدروی سے رویدرا میں حاصل کیا، ۱۹۶۱ء میں دارالعلوم اشرفیہ راندیر میں داخل ہوئے، اور درجہ اردو سے لے کر فاضل تک کا کورس مکمل کر کے ۱۹۷۰ء میں فارغ ہوئے، آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا رضا اجمیریؒ، مفتی ابراہیم آچھودی، قاری عبدالحمید پانولی اور مفتی سعید احمد پالنپوری جیسے نامور علماء شامل ہیں، مزید علمی پیاس بجھانے کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، اور وہاں سے بھی سند فضیلت حاصل کی، دارالعلوم کے اساتذہ میں مولانا فخر الدین مرادآبادیؒ، مفتی محمود حسن گنگوہیؒ جیسے اساطین علماء سے آپ نے

اکتساب فیض کیا۔ فراغت کے بعد سورت صوفی باغ کے ایک مدرسہ دارالتجوید میں بحیثیت مجوّد ۱۹۷۲ء میں آپ کا تقرر رہا (یہ مدرسہ مجلس خدام الدین سملک کے تحت واقع تھا) بعد میں یہ مدرسہ متواد ضلع بلساڑ میں منتقل ہو گیا اور سراج العلوم کے نام سے مشہور ہوا، ۱۹۷۴ء کے نصف تک آپ نے یہیں مفوضہ امور کو انجام دیا، ۱۹۷۴ء کے اواخر سے سونگڑھ ضلع سورت میں امامت کے اہم عہدہ پر فائز ہوئے اور دس سال بڑی جانفشانی کے ساتھ دینی فریضہ کو انجام دیا، اللہ نے آپ سے وہاں زبردست اصلاح کا کام لیا، آپ کی محنت سے تعزیہ داری، بدعات وخرافات، رسم ورواج ختم ہوئے۔

رئیس محترم کے اصرار پر ۱۹۸۴ء کے نصف جامعہ تشریف لائے، جب سے تا حال شعبۂ دینیات کی ترقی میں کوشاں ہیں، ۱۹۷۲ء میں مفتی عبداللہ صاحب مظاہری رئیس جامعہ مظہر سعادت ہانسوٹ گجرات کی تحریک پر حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب (خلیفہ حضرت تھانویؒ) سے بیعت ہوئے، ان کے انتقال کے بعد حضرت باندویؒ سے رجوع فرمایا اور انہی کے بتائے ہوئے اوراد پر عمل پیرا ہیں۔

شعبۂ دینیات کی تعداد

کل اساتذہ	۴۶
کل طلبہ	۱۹۲۲
سال اول کے طلبہ	۶۷۱
سال دوم کے طلبہ	۷۸۱
سال سوم کے طلبہ	۴۷۰
اس سال ناظرہ مکمل کرنے والے طلبہ	۴۷۰
اب تک کل ناظرہ مکمل کرنے والے طلبہ	۵۲۱۵

فون: ۰۲۵۶۷-۲۵۲۶۴۹

نصابِ تعلیم شعبۂ دینیات

سال اول	اشاعتی احسن القواعد، بعدہٗ پارہ عم اشاعتی اردو قاعدہ دینی تعلیم کا رسالہ نمبر ا مع تحریر تعلیم الاسلام نمبر ا نورانی قاعدہ چہل حدیث مراٹھی علم بالقلم انگریزی	اول دوم کلمہ مع صحت و ترجمہ، سوم چہارم پنجم ششم کلمات، ایمان مجمل و مفصل مع صحت، کھانے سے پہلے اور بعد کی دعا، دعوت کھانے اور دودھ پینے کی دعا، سونے سے پہلے اور سو کر اٹھنے کی دعائیں، مسجد میں دخول و خروج اور اذان و نماز کے بعد کی دعاء۔
سال دوم	قرآن شریف پارہ نمبر ا رتا پارہ نمبر ۱۲ مکمل دینی تعلیم کا رسالہ نمبر ۲، ۳، ۴ تعلیم الاسلام کا حصہ نمبر ۲ اردو زبان کی پہلی دوسری مع تحریر صحت و تجوید مراٹھی حساب انگریزی	آدابِ تلاوت کلام پاک، کھانے اور سونے کی سنتیں، نمازوں کی رکعتیں، نماز کی جملہ دعائیں، کپڑا پہننے، نیز چاند دیکھنے کی دعائیں، فرائض وضو، سنن وضو، مکروہات وضو، مستحبات وضو، نواقض وضو، اذان و نماز کی عملی مشق، چہل ربنا مع صحت و ترجمہ، اسمائے حسنیٰ۔
سال سوم	قرآن شریف پارہ نمبر ۱۳ رتا پارہ نمبر ۳۰ مکمل دینی تعلیم کا رسالہ نمبر ۵، ۶، ۷ تعلیم الاسلام کا حصہ نمبر ۳، ۴ اردو زبان کی تیسری مع تحریر صحت و تجوید مراٹھی حساب انگریزی	فرائض نماز، واجبات نماز، سنن نماز، مکروہات نماز، مستحبات نماز، فرائض غسل، سنن غسل، نماز جنازہ کی مکمل دعائیں، تیمم کا طریقہ، چہل ربنا مع صحت و ترجمہ، اسمائے حسنیٰ۔

طلبہ کی انجمنیں

طلبہ کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے اور اُن کے اندر داعیانہ صلاحیت پیدا کرنے کے لیے مستقل طور پر عربی اور اردو تقریری انجمنیں قائم ہیں، ان انجمنوں کے تحت اساتذہ کی نگرانی میں ہفتہ وار تقریری پروگرام منعقد ہوا کرتے ہیں، ان انجمنوں کے تحت سال کے آخر میں مسابقات منعقد ہوتے ہیں، اور طلبہ کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔

(۱) انجمن اصلاح الکلام:

اردو تقاریر کی مشق، ہر جمعرات کو بعد نماز مغرب اردو جماعت سے لے کر دورۂ حدیث تک کے طلبا اس میں شرکت کرتے ہیں۔ اور ہر پندرہ دن میں ہر ایک طالب علم کو ایک مرتبہ تقریر کرنا ضروری ہے۔

(۲) النادی العربی:

عربی تقاریر کی مشق، ہر جمعرات کو صبح پانچویں گھنٹے میں جماعت عربی اول سے عربی چہارم تک کے طلبا اس میں شرکت کرتے ہیں۔ اور عربی پنجم کے طلبا اس میں دو پہر کے آٹھویں گھنٹے میں شرکت کرتے ہیں۔

ہر مہینہ میں ایک مرتبہ ہر ایک طالب علم کو عربی میں تقریر کرنا ضروری ہے۔

(۳) لجنۃ القرأت والتجوید:

ہر بدھ کو بعد نماز عشاء قرأت کی مشق ہوتی ہے۔
ایک مرتبہ ترتیل کی مشق اور ایک مرتبہ حدر کی مشق۔

اردو جماعت سے دورۂ حدیث تک کے طلبہ کے لیے ہر پندرہ دن میں ایک مرتبہ قرأت کرنا ضروری ہے۔ تعلیمی سال کے ختم پر ماہ رجب میں مندرجہ بالا شعبوں کا سالانہ مسابقہ منعقد کیا جاتا ہے۔

کامیاب ہونے والے ہر طالب علم کو منجانب جامعہ انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

(۴) شعبۂ تحفیظ القرآن کی انجمن ''عظمتِ قرآن'' ہے:

اس میں سارے ہی طلبہ شریک ہوتے ہیں۔

(۵) شعبہ دینیات کی انجمن ''ثمرۃ التربیت'' ہے:

اس میں شعبہ دینیات کے چھوٹے چھوٹے طلبہ اپنی مافی الضمیر کو ادا کرتے ہیں۔

شعبۂ تدریب المعلمین والائمہ

اشاعت العلوم بفضلہٖ تعالیٰ صرف ایک ادارہ ہی نہیں بل کہ اب مدینۃ العلوم کی شکل اختیار کر چکا ہے، جامعہ ہذا میں جہاں تعلیم وتربیت کے دیگر عظیم شعبہ جات ہیں ایک شعبہ تدریب المعلمین کے نام سے بھی جاری وساری ہے، جس میں ملک ہندوستان کے مختلف صوبہ جات وریاستوں کے مدارس اسلامیہ کے فضلاء، علماء، حفاظ، قراء، منہج تعلیم وطریقہ، تدریس، معلوم کر کے نیز تصحیح قرآن کی غرض سے مخصوص وقت لے کر حاضر ہوتے ہیں اور اپنی اپنی لیاقت وصلاحیت کے اعتبار سے اس نصاب کی تکمیل کرتے ہیں جس پر انہیں تصدیق نامہ سے بھی نوازا جاتا ہے، الحمد للہ یہ شعبہ کثیر الفوائد ثابت ہو رہا ہے، کہ یہ معلمین اپنے اپنے اداروں اور مکاتب میں جا کر صحیح نہج اور طریقہ پر تعلیم دیتے ہیں، جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نونہالانِ اسلام صحیح تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں، اس شعبہ کے تحت تصحیح نورانی قاعدہ، پارۂ عم، علم بالقلم، طریقہ تدریس دینیات، حفظ وتجوید، وعالمیت، جیسے امور سکھائے جاتے ہیں، یہ سلسلہ از شوال تا رجب جاری رہتا ہے، اور آنے والوں کی تعداد کم وبیش ہوتی رہتی ہے، نیز جامعہ ہذا کے فضلاء کو بھی ماہِ شوال میں کم از کم پندرہ روز کی تدریب لازمی ہے، اس کے بعد ہی انہیں جامعہ کی شاخوں میں بحیثیت مدرس ومعلم روانہ کیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شعبۂ مکاتب تعارف کے آئینہ میں
مکاتب دینیہ کی اہمیت وضرورت

از مفتی عبدالحفیظ صاحب بوٹھانوی ناظم مکاتب

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ"
تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔ (الحدیث)

اولاد اللہ تعالیٰ کی انسان کو عطا کی جانے والی نعمتوں میں سے سب سے قیمتی نعمت ہے، اسی لیے قرآن کریم میں ارشاد ہے "وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ" اللہ تعالیٰ نے جو اولاد تمہارے لیے مقدر فرمائی ہے اس کو (نکاح کے ذریعہ) تلاش کرو۔ ان ہی بچوں کے ذریعہ سے اللہ رب العزت نے اس روئے زمین پر انسان کو وجود بخشا تا کہ نسلِ انسانی قیامت تک قائم رہے، اسی لیے قرآن کہیں بچوں کو دنیا کی زینت قرار دیتا ہے۔ "اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا" (الکہف) مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے"۔ ایک جگہ نعمت کی قدر بتلاتے ہوئے فرمایا: "وَاَمْدَدْنَاكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ" ہم نے تمہاری اولاد اور مال کے ذریعہ مدد کی۔

لہٰذا جہاں اولاد کو نعمت قرار دیا وہی اسلام نے بچوں کی تعلیم وتربیت کی بھی بہت زیادہ تاکید کی، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اپنے بچوں کو سب سے پہلے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" اللہ کی تلقین کرو۔ حضرات صحابہ کرامؓ تابعین کا پسندیدہ معمول تھا کہ جب بچہ بولنے لگتا تھا تو اس کو سات بار "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" پڑھاتے تھے۔ (غریب الحدیث، ص:۱۶۳) اور سات سال سے دس سال کے بچوں کو قرآن اور دعا وغیرہ کی اتنی تعلیم دے دیا کرتے تھے کہ وہ اس عمر میں باقاعدہ نماز ادا کریں جس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے جس

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ تم سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کا حکم دو اور دس سال کے بچوں کو نماز نہ پڑھنے پر مارو۔ (ابوداؤد)

احادیث و تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ عہد رسالت تک بچوں کی تعلیم کے لیے علیحدہ اور مستقل نظم نہیں تھا، بل کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی اپنے گھروں میں بچوں اور بچیوں کو ضروریات دین کی تعلیم دیتے تھے عرب کی مختلف قبیلوں سے آنے والے وفود اور جماعتوں کے ساتھ بچے بھی رہا کرتے تھے، جو اپنے بڑوں کے ساتھ بڑے ذوق و شوق اور رغبت کے ساتھ خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آتے آکر قرآن اور دین کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور ان کے کھانے پینے کا انتظام مقامی صحابہ کرامؓ کیا کرتے تھے، جس میں انہوں نے بے مثال قربانی وایثار کا ثبوت دیا۔

دور فاروقی میں مکتب کا قیام:

حضرت عمر نے اپنے دور خلافت میں سب سے پہلے بچوں کی تعلیم کے لیے مکتب جاری کر کے اس میں معلم مقرر کیا۔

بچوں کا ذہن ایک کوری سلیٹ (تختی) کے مانند ہوتا ہے ابتداءً ان معصوم نونہالوں کے دل و دماغ پر جس لائن سے محنت ہوگی، ہمیشہ کے لیے وہی ثبت ہو جائے گی۔ انہیں مکاتب دینیہ کے ذریعہ ہم تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دیں کہ موجودہ وآئندہ نسلوں کے دین پر باقی رہنے اور دشمن اسلام تحریک کا سدّ باب کر سکتے ہیں، باطل طاقتیں ہماری نسل کے ذہن وقلوب پر کس طرح حملہ کرتی ہے۔ حضرت مولانا طلحہ صاحب صاحبزادے شیخ الحدیث محمد ذکریا صاحبؒ کے ایک مکتوب گرامی کا اقتباس پیش خدمت ہے جو مکاتب کی اہمیت پر حضرت مولانا نے ایک ناظم مدرسہ کے جوابی خط میں تحریر فرمایا تھا، طویل مضمون جو بہت سے رسالوں میں طبع ہوا ہے ''بچوں کو مکتب میں لانے کی محنت کریں اور بڑوں پر جماعت میں جانے کی کوشش کریں تاکہ ان کو دین کی رغبت پیدا ہو اور بچوں کو پڑھنے کے لیے فارغ کرنا آسان ہو جائے مشن کے اسکولوں میں بچوں کے مذہبی عقائد کو کس طرح خراب کیا جاتا ہے اس کو واضح کرنے کے لیے ایک واقعہ نقل کرتا ہوں۔

مجھے بعض حضرات سے یہ خبر ملی ہے کہ مشن کے ایک اسکول میں مسلمان بچوں کو ایک

بڑے ہال میں جمع کر کے ان سے کہا گیا کہ تم لوگ اپنے اللہ سے کھانے کی چیزیں مثلاً ٹافی بسکٹ، وغیرہ مانگوں دیکھیں تمہارا خدا تمھیں یہ چیزیں دیتا بھی ہے یا نہیں؟ چناں چہ ان کم سن بچوں نے اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں کا سوال شروع کر دیا، نتیجۃً لاحاصل، پھر انہوں نے کم سن بچوں سے کہا اچھا اب اپنے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرو، اسی طرح انہوں نے دیگر اولیاء کہ نام لے کر ان سے سوال کرنے کو کہا لیکن ان کو کچھ نہ ملا، اخیر میں انہوں نے کہا اچھا تم لوگ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے ان چیزوں کے متعلق سوال کرو بچوں کے ہاتھ اٹھوا کر دعاء میں مشغول کر کے ان میں سے ایک نے سوئچ دبا دیا اور چھت سے ٹافی، بسکٹ، چاکلیٹ اور اس طرح کی دیگر اشیاء جو بچوں کو زیادہ مرغوب ہوتی ہیں گرنے لگیں۔

اب ہمیں سوچنا ہے کہ اس طرح سے کیا ہمارے بچے مذہب اسلام پر قائم رہ سکتے ہیں؟ سوچئے اور غور کیجئے، اگر اب بھی غفلت کی نیند سے بیدار نہ ہوئے تو کب ہوش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی باطل عقائد سے حفاظت فرمائیں اور ہم سب کو صحیح سمجھ نصیب فرمائے"۔

طلبۂ مکاتب کا مقام اکابر کی نظر میں:

ان ہی بچوں سے قصر زندگی تعمیر ہوتی ہے
یہی بچے ہمارے خوابوں کی تعبیر ہوتے ہے

ہمارے بڑوں کے نزدیک مکاتب کے بچوں کی بہت ہی عظمت واہمیت تھی جس کا اندازہ مندرجہ ذیل سے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) مشہور تابعی حضرت سعد بن مسیب کے بارے میں لکھا ہے کہ "کَانَ إِذَا مَرَّ بِالْمَکْتَبِ قَالَ لِلصِّبْیَان هٰؤُلَاءِ النَّاسَ بعدنا"۔ (طبقات ابن سعد: ج۵/ص۱۴۱)
جب وہ مکتب کے پاس سے گذرتے تو فرماتے کہ یہی بچے ہمارے بعد مرجع ہوں گے۔

(۲) حضرت سفیان ابن عیینہ ایک مرتبہ مکتب کے پاس سے گذر رہے تھے بچوں کے قرآن پڑھنے کی آواز سن کر دھوپ میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ بچوں کی آواز سن کر کیف اور سرور حاصل ہو رہا ہے۔

(۳) محدث اسماعیل بن رجاء مکتب کے بچوں کو جمع کر کے ان کو حدیث سناتے تھے تا کہ یاد ہو جائے۔

(۴) مشہور بزرگ حضرت سحون نے محبت الٰہی سے مغلوب ہو کر فرمایا تھا ’’فَلَيْسَ لِيْ فِيْ سِوَاكَ حَظٌّ فَكَيْفَ مَا شِئْتَ فَامْتَحِنْ‘‘۔اے اللہ! تیرے سوا میرا کسی سے تعلق نہیں ہے تو جیسے چاہے میرا امتحان لے۔

اس کے بعد وہ احتباسِ بول (پیشاب کا رک جانا) کی آزمائش میں ڈالے دیے گئے، خواب میں ایک بزرگ سے بیماری کی شکایت کی تو اس نے کہا کہ ’’عَلَيْكَ بِدُعَاءِ الْكَتَاتِيْب‘‘، یعنی تم مکاتب کے بچوں سے دعا کراؤ، اس کے بعد وہ پیشاب کا قارورہ ہاتھ میں لے کر مکتبوں کا چکر لگاتے تھے اور بچوں سے کہتے تھے کہ زبان کی وجہ سے اپنے بیمار چچا کے لیے دعاء کرو۔ (تاریخ بغداد: ج ۹/ص ۲۲۵)

محترم حضرات! ہمارے اکابرین نے بہت بڑے مجاہدے اور زبردست قربانیوں کے بعد اور بہت گہری سوچ کے بعد دینی درسگاہوں اور مکاتب کی بنیاد ڈالی ہے۔ ۱۹۴۸ء میں بمبئی میں ایک بڑے اجتماع میں جس میں ہندوستان کے ہر طبقہ کے علماء کو جمع کیا گیا تھا حضرت مدنیؒ نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا ’’کہ دینی مکاتب و مدارس ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (بحوالہ: صدائے دل)

لہٰذا ’’كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلٌّ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ‘‘۔ (الحدیث) ہر ایک سے اپنے ماتحت کے بارے میں باز پرس ہوگی، تو آیئے ہم عہد کریں کہ اپنی اولاد اور امت کے نونہالوں کے لیے قیام مکاتب میں ہر ممکن کوشش فرمائیں گے... حضرت شیخ جیلانیؒ کا بہت ہی قیمتی ملفوظ ہے کہ اپنی اولاد کو تین چیزوں سے آراستہ کرو اور ان کے مستقبل سے بے فکر ہو جاؤ:

(۱) حسن تعلیم۔ (۲) حسن ہنر۔ (۳) حسن اخلاق۔

شعبۂ مکاتب:

جامعہ نے یوم تاسیس ہی سے ناخواندہ، پسماندہ علاقوں میں مکاتب کا سلسلہ جاری کیا، جو ہندوستان کی ۱۵/ ریاستوں کے ۹۶/ اضلاع میں ۱۶۲۵/ مکاتب قائم ہے، جس میں فی الحال ۶۴۸۰۵/ طلبہ وطالبات بنیادی تعلیم سے آراستہ ہو رہے ہیں، ان مکاتب کو اپنے

سے قریب مرکزی ادارہ سے منسلک کیا جاتا ہے وہاں سے ہر ماہ ان کی تعلیمی جانچ ہوتی ہے، معلمین و باشندگان بستی کو مفید مشوروں سے نوازا جاتا ہے، باقاعدہ ششماہی سالانہ امتحانات ہوتے ہیں، کسی بھی وقت جامعہ اکل کوا سے بھی جائزہ کے لیے بغیر اطلاع پہونچ کر صحیح کارکردگی کا اندازہ لگایا جاتا ہے، اس اہم شعبہ کا بڑا بجٹ ہے جو فضل خداوندی اور ہمارے مخلصین معاونین ہی کی توجہ کا ثمرہ ہے، آئے دن مختلف علاقوں سے وفود قیام مکتب کے سلسلے میں اپنی درخواستیں پیش کرتے ہی، جنہیں Waiting List میں رکھا جاتا ہے اور بقدر وسعت منظوری دی جاتی ہے، ہر ماہ وقت پر معلمین کا وظیفہ ادا کرنا ایک بڑے بجٹ کے ساتھ ایک بہت اہم کام ہے، ہمارے حضرت دستانوی دامت برکاتہم کا ملفوظ ہے "ایک مکتب کا قائم کرنا گویا شادی کر لینا ہے" کہ جس کا نان نفقہ واجب ہو جائے۔

کل تعداد مکاتب	۱۶۳۵	کل اساتذہ	۱۶۳۵
کل طلبہ	۶۴۶۰۶	کل صوبے	۱۵
کل اضلاع	۹۶	نصاب مکاتب	
		بنیادی عقائد، نورانی قاعدہ، ناظرۂ قرآن کریم	
		ادعیہ ماثورہ، کلمے، نماز کا طریقہ، ضروریات دین	

شعبہ مساجد

مذہب اسلام میں مساجد کی زبردست اہمیت ہے، اسلام نے مساجد کے تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے، چناں چہ قرآن مجید میں آیا ہے: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔ (سورۃ التوبہ) (وہی آباد کرتا ہے اللہ کی مسجدیں جو ایمان لایا اللہ پر اور آخرت کے دن پر)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم جس شخص کو مساجد میں آتے جاتے، مساجد کی خدمت کرتے اور اسے آباد رکھتے ہوئے دیکھو، اس کے ایمان کی گواہی دو، کیوں کہ سورۂ توبہ میں اللہ تعالی نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ مساجد کو آباد کرنا اہل ایمان ہی کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جزائے خیر دے، بانی جامعہ کو آپ نے قیام جامعہ کے ساتھ ہی تعمیر مساجد کے مشن کو بھی اپنا نصب العین بنایا اور جگہ بہ جگہ شہروں، دیہاتوں، محلوں میں مساجد تعمیر کرائے، جہاں مسجدیں خستہ حالت میں تھیں، اس کو درست کروایا، جہاں توسیع کی ضرورت تھی، وہاں بھرپور تعاون کرکے، اس کی توسیع کرائی، جہاں نئی مسجد کی ضرورت تھی، وہاں نئی مسجدیں بنوائیں، الحمدللہ! اب تک جامعہ کی طرف سے ۳۸۰۰/مساجد کی تعمیر ہو چکی ہیں۔

جامعہ میں دعوت وتبلیغ کی محنت

الحمدللہ! جامعہ اکل کوا میں ابتدا سے ہی دعوت وتبلیغ کی محنت ہو رہی ہے جس میں اساتذہ وطلبہ فکروں میں جڑتے رہے ہیں۔ بعد ازاں عصری تعلیم کے اساتذہ واسٹاف اور طلبہ نے ان فکروں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ محنت ہوتی رہی۔ بفضل تعالیٰ اس وقت شعبہ کتب، حفظ، دینیات اور عصری تعلیم کے تمام شعبہ جات میں کل (۲۱) مسجد وار جماعتیں قائم ہیں اور فعال ہیں۔

عصری تعلیم کے شعبوں کی جماعتیں چھٹیوں میں نکلتی ہیں۔ امسال مئی جون کی چھٹیوں میں: چلّہ کی ۱۲، تین چلہ کی ۲، عشرہ کی ۸، بیس یوم کی ایک جماعتیں نکلیں۔ ماہانہ ڈیڑھ دن کی جماعتیں تمام شعبوں سے تقریباً ۴۵/نکلتی ہیں۔ ہر ماہانہ پہلے اتوار کو صبح اجتماع ہوتا ہے، دینی تعلیم کے شعبوں کی جماعتیں۔ ششماہی کی چھٹیوں میں ۱۳ یوم کے لیے اور شعبان رمضان کی تعطیلات میں چلّہ کے لیے نکلتی ہیں۔ ان طلبہ کا خرچ جامعہ سے دیا جاتا ہے اور طلبہ کی وصولی رقم بھی اس میں شامل ہوتی ہیں۔ دورہ حدیث شریف کے طلبہ فارغ ہونے کے بعد چار ماہ اور ایک سال کے لیے جماعتوں میں نکلتے ہیں۔ دینی طلبہ کی ماہانہ یک روزہ جماعتیں (۱۶) نکلتی ہیں۔ ان تمام کاموں کی نگرانی ورہبری جامعہ اکل کوا کے معزز ومتحرک استاذ قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، (امیر شعبۂ دعوت وتبلیغ) اور دیگر علماء کرام کرتے ہیں۔

شعبۂ کتب خانہ

کتب خانے ذہنی طاقت کا سرچشمہ اور تہذیبی وثقافتی ورثہ کی بنیاد ہیں، اسلامی کتب خانوں کی عالمگیر تحریک، تحریک حکم اقراء کا فیضان ہے، اس کا کامل ظہور عہد عباسی میں ہوا، تعلیم اور کتب خانے دور تمدن کی یادگار ہوتے ہیں، جو قوم جتنی متمدن ہوتی ہے، اسی نسبت سے اس کے علوم وفنون کی ترقی ہوتی ہے۔

اسی لیے رئیس الجامعہ کی شروع سے خواہش تھی کہ جامعہ کا کتب خانہ ایسا ہو جس میں جملہ علوم وفنون کی کتابیں دستیاب ہوں، چناں چہ اس کے لیے آپ نے کبھی بھی پیسے کی کمی نہیں ہونے دی، جس کتاب کی ضرورت جہاں سے ہوئی فوراً منگوالیا، آج جامعہ کے پاس الحمد للہ ۲۵ ہزار سے زائد کتابیں موجود ہے، جس میں چھتیس علوم وفنون اور پانچ زبانیں شامل ہیں، خصوصاً ہر فرقِ باطلہ کی تردید کے لیے کتابیں موجود ہیں۔

شعبۂ نشر واشاعت

جامعہ کا یہ شعبہ بہت ہی فعال شعبہ ہے، جہاں رئیس الجامعہ کی نگاہ اندرونِ جامعہ طلباء کی تعلیم وتربیت پر ہے، وہیں باہری حالات پر بھی آپ کی گہری نظر ہے، باہر کی مسموم ہواؤں سے ہمارا سماج ومعاشرہ، بدعات وخرافات، ضلالت وگمراہی سے متاثر نہ ہو، اس کے لیے آپ نے مختلف زبانوں میں ماہنامے اور رسائل جاری کیے تاکہ ان اصلاحی مضامین کو پڑھ کر اپنے مذہب ومسلک پر مضبوطی کے ساتھ کاربند رہ سکیں، اور کسی قسم کے شکوک وشبہات میں نہ پڑسکیں، چناں چہ گجراتی زبان میں ''بیان مصطفیٰ'' کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا جو تقریباً ۱۶ رسال سے شائع ہورہا ہے، جس کی اشاعت کی تعداد ساڑھے بارہ ہزار ماہانہ ہے، گجرات میں بے حد مقبول ہے اس کے کئی خصوصی شمارے بھی شائع ہوچکے ہیں۔

دوسرا رسالہ عربی میں ''النور'' ہے جو ۱۹۹۰ء سے شائع ہو رہا ہے غالباً مہاراشٹر کا یہ واحد عربی رسالہ ہے، الحمد للہ یہ جریدہ بھی عرب ممالک میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے یہ رسالہ سہ ماہی ہے، تعداد اشاعت ۱۰۰۰ ہے۔

تیسرا رسالہ اردو میں شاہراہ علم ہے، جو ابھی چار سال سے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ کم مدت میں اس رسالہ نے بڑی مقبولیت حاصل کی ہے، اس کے بہت سارے خصوصی شمارے بھی شائع ہو چکے ہیں، ابھی ابھی فقہ المناسبات کے عنوان سے ایک خصوصی شمارہ شائع ہونے جا رہا ہے جو بہت وقیع ہے، یہ رسالہ علمی، فکری، تحقیقی، دینی، اصلاحی مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہمیشہ یہ رسالہ علمی مواد سے پُر ہوتا ہے، اسی لیے ہند و بیرون ہند کے مشہور ماہناموں اور رسالوں نے اس کی بے حد تعریف کی ہے، چند ماہناموں کے اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں، ماہنامہ حق نوائے احتشام پاکستان لکھتا ہے: ''یہ سہ ماہی رسالہ ظاہری و معنوی خوبیوں سے مزین ہونے کے ساتھ پرمغز مضامین اور علمی مباحث پر مشتمل ہے۔ اور بعض مضامین نہایت مفید اور تحقیقی بھی ہیں، جیسے مضمون ''سیکولر تعلیم اور مسلمان'' اور انٹرنیشنل میچ، ون ڈے اینڈ فائیو ڈے'' ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان لکھتا ہے ''ماہنامہ شاہراہ علم ہندوستان سے شائع ہونے والا علمی، فکری اور نظریاتی میگزین ہے، اس وقت ہمارے پیش نظر اس کی سہ ماہی اشاعت خصوصی نمبر کی شکل میں موجود ہے، اس میں عصر حاضر کے مختلف علمی، فکری اور نظریاتی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، عصری مسائل، فکری راہنمائی، تزکیہ و تربیت اور امت کے حالات کے حوالے سے مضامین کا تنوع بھی ہے۔ اور وقیع مواد پر مبنی ہے''۔

ماہ نامہ الکوثر اورنگ آباد (انڈیا) رقمطراز ہے: ''زیر نظر شمارہ صوری اور معنوی لحاظ سے قابل تعریف ہی نہیں بل کہ لائق صد ستائش ہے۔ اس رسالہ کے مدیر مولانا ابوحمزہ وستانوی کو اللہ نے علمی ذوق سے نوازا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ وہ یقین محکم اور عمل پیہم کی شاہراہ پر گامزن ہیں، اس لیے انہوں نے اس رسالہ کا نام بھی شاہراہ علم رکھا ہے، اس رسالہ کا اداریہ مسلمانوں کے لیے دعوت فکر و عمل ہے اور تحریر کی سطر سطر سرمہ چشم بنانے کے قابل ہے، اداریہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مدیر محترم کو مسلمانوں کی موجودہ نسل اور آئندہ نسلوں کی کس قدر فکر ہے کہ اس دور الحاد و فتن میں ان کی تربیت کس طرح کی جائے کہ وہ الحاد کے فتنہ سے اپنے

آپ کو محفوظ رکھ سکیں"۔

ان اقتباسات سے اس رسالہ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، اللہ تعالی مدیر کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔

اس شعبہ نے ان رسائل وجرائد کے علاوہ قابلِ قدر کتابیں بھی شائع کی ہیں، جیسے تذکرۂ اکابر، ولادت سے موت تک، حیات اہلِ دل، ذرہ سے آفتاب وغیرہ۔

شعبۂ نشر واشاعت ایک نظر میں

(۱) ماہنامہ "بیانِ مصطفیٰ" صلی اللہ علیہ وسلم (گجراتی)

سن تاسیس: ۱۹۹۳ء ماہنامہ کاپی کی تعداد: ۱۲۵۰۰

(۲) سہ ماہی "النور" (عربی)

سن تاسیس: ۱۹۹۰ء سہ ماہی کاپی کی تعداد: ۱۰۰۰

(۳) سہ ماہی "شاہراہِ علم" (اردو)

سن تاسیس: ۲۰۰۴ء سہ ماہی کاپی کی تعداد: ۲۰۰۰

خصوصی شمارے: بیانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۱) قرآن نمبر، دسمبر ۱۹۹۴ء

۲) صدیق نمبر، جون ۱۹۹۸ء

۳) قرآن نمبر، دسمبر ۱۹۹۸ء

۴) سیرت نمبر، (ہندو مصنفین کے علم سے) مئی ۲۰۰۳ء

۵) حج نمبر، جنوری ۲۰۰۴ء

۶) تجارت نمبر، ستمبر ۲۰۰۴ء

۷) مسائل تجارت نمبر، اکتوبر ۲۰۰۵ء

۸) اب آپ کی خدمت میں خصوصی شمارہ "جامعہ نمبر" ۲۰۰۷ء حاضر ہے۔

خصوصی شمارے: النور

۱)مسابقہ نمبر،۱۴۲۴ھ ۲)جامعہ نمبر،۱۴۲۱ھ
۳)مسابقہ نمبر،۱۴۲۷ھ ۴)قانونی کارروائی،۱۴۲۷ھ
۵)جامعہ نمبر،۱۴۲۸ھ،آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

خصوصی شمارے: شاہراہِ علم

۱)سیرت نمبر،ربیع الاول ۱۴۲۶ھ
۲)دورِ حاضر کی تحریکات، فتنے، فرق، سازشیں اور ہمارا لائحہ عمل، رجب ۱۴۲۶ھ
۳)دفاعِ حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم، محرم ۱۴۲۷ھ
۴)توشۂ طلبہ، شوال ۱۴۲۷ھ
۵)اسلام سائنس اور جدید تعلیم، محرم ۱۴۲۸ھ
۶)جامعہ نمبر، رجب ۱۴۲۸ھ اب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
۷)فقہ المناسبات نمبر، انشاء اللہ آئندہ سال ۱۴۲۹ھ

شعبۂ کمپیوٹر

کمپیوٹر زمانے کی ایک اہم ترین ضرورت بن چکی ہے، کسی زمانہ میں علم سے ناواقف لوگوں کو جاہل کہا جاتا تھا، لیکن اب کمپیوٹر سے ناواقف افراد کو جہلاء کی فہرست میں شمار کیا جانے لگا ہے، اب ذرائع ابلاغ کا ایک اہم ذریعہ انٹرنیٹ بھی بن چکا ہے۔ جس کے ذریعہ سے دین کا صحیح پیغام ساری دنیا میں پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس کے بے شمار فوائد کو دیکھتے ہوئے جامعہ نے دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کے لیے پچھلے پانچ سال سے ”جامعہ کمپیوٹر ایجوکیشن سینٹر“ کے نام سے ایک مستقل شعبہ کھول رکھا ہے۔

سن تاسیس: ۲۰۰۲ء ☆ اساتذہ: ۱

اس سال کمپیوٹر سیکھنے والے طلبہ: ۵۵

اب تک کمپیوٹر سے فارغ ہونے والے طلبہ: ۲۴۴

جامعہ اور اس کی عصری درسگاہیں

عصری تعلیم کی مخالفت ہمارے اکابرین نے اس وقت کی ہے جب کہ وہ لادینی ماحول میں ہو، اس سے دینی اور اخلاقی بگاڑ پیدا ہوتا ہو، اگر یہ باتیں نہ ہوں بلکہ اپنا ادارہ ہو دینی ماحول کا مکمل بندوبست ہو تو ہمارے بزرگوں نے اس کی اجازت دی ہے، حضرت مولانا سید مناظر حسن گیلانیؒ نے اپنی کتاب نظام تعلیم وتربیت میں لکھا ہے: ''مسلمانوں کے اپنے ذاتی کالجز اور ہاسٹل ہونے چاہیے''، شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہٗ: ''فرماتے ہیں، مسلمان تعلیمی ادارے خود قائم کریں، اور بچوں کو ابتدا ہی سے دینی ماحول فراہم کیا جائے۔ یہ مسلمانوں کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے''، عارف باللہ حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ کا بھی رُجحان تھا کہ مسلمانوں کے اپنے کالجز اور ادارے ہونے چاہیے، تاکہ نسل کو الحاد سے بچایا جائے، جس میں ماحول پورا اسلامی ہو۔

انہیں بنیادوں پر حضرت رئیس الجامعہ نے کالجز قائم کئے ہیں، آج ہزاروں طلبہ دینی ماحول میں عصری علوم حاصل کررہے ہیں۔

عصری علوم کے شعبہ جات کی تفصیل درج ہے:

جامعہ آئی ٹی آئی اکل کوا:

فون:	۰۲۵۶۷-۲۵۲۳۲۶
موبائل:	۰۹۲۳۱۹۲۴۶۶
تاریخ تاسیس:	اگست ۱۹۹۳ء
تعدادِ طلباء:	۲۶۱

(شعبہ جات اور تعدادِ طلباء)

(۱) میکنک موٹر وہیکل:	۷۶
(۲) الکٹریشن:	۳۸

(۳)فٹر: ۳۸

(۴) میکنک آر اے سی (R.A.C.): ۳۸

(۵)کمپیوٹر آپریٹر: ۴۸

(۶)پلمبر: ۲۳

☆ مدرسین وملازمین کی تعداد: ۲۲

☆ آج تک مختلف شعبوں سے تعلیم مکمل کرکے کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ ۔۱۱۳۴

☆ہماری معلومات کے مطابق اب تک کے فارغ ہونے والے طلباء میں سے ۷۰۸ طلباء روز گار سے لگ گئے ہیں۔ **الحمدلله علی ذلک !**

اس سال جولائی ۲۰۰۷ء میں ۱۳۵/طلباء نے امتحان دیا ہے جس کا نتیجہ ستمبر ۲۰۰۷ء کے پہلے ہفتے میں آجائے گا۔ انشاءاللہ!

جامعہ اے۔جی یونانی میڈیکل کالج اکل کوا:

فون: ۰۲۵۶۷-۲۵۲۱۲۰/۰۲۰

تاریخ تاسیس: ۱۹۹۶ء

تعلیم: بی یو ایم ایس (بیچلر آف یونانی میڈیسن سرجری)

تعداد طلباء: ۲۲۵

تعداد مدرسین وملازمین: ۴۹

☆ اب تک ۲۰۳ طلباء سند فراغت حاصل کر چکے ہیں جن میں سے اکثر ٹریننگ اور عوام کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

☆ اس سال اپریل ۲۰۰۷ء میں سالانہ امتحان ہوا جسکا نتیجہ صد فیصد ٪۱۰۰ آیا ہے۔

☆ اب تک میڈیکل کالج کے ۲ طلباء یونیورسٹی سے گولڈ میڈل (سونے کے تمغے) اور پانچ طلباء نے سلور میڈل (چاندی کے تمغے) حاصل کیا ہے۔

جامعہ مولانا ابوالکلام آزاد ریسیڈنسیئل ہائی اسکول اینڈ جونیئر کالج اکل کوا:

فون: ۰۲۵۶۷-۲۵۲۶۱۰

تاریخ تاسیس: ہائی اسکول ۸۹-۱۹۹۷ء، پانچویں جماعت تا دسویں جماعت۔

انگلش و اردو میڈیم جونیئر کالج ۰۱-۲۰۰۱ء، گیارھویں و بارھویں جماعت سائنس۔

کل تعداد طلباء: ۵۸۹

(الف) ہائی اسکول تعداد: ۲۹۷

(ب) جونیئر کالج گیارھویں و بارھویں سائنس

انگلش میڈیم تعداد: ۱۴۵

اردو میڈیم تعداد: ۱۴۵

کل تعداد: ۲۹۰

تعداد مدرسین و ملازمین: ۲۹

(الف) ہائی اسکول: ۱۳

(ب) جونیئر کالج: ۱۶

☆ آج تک ایس ایس سی (S.S.C.) میں کامیاب ہونے والے طلباء:

تعداد: ۲۱۱

☆ ایچ، ایس، سی، H.S.C. میں کامیاب ہونے والے طلباء:

تعداد: ۲۶۶

☆ اس سال مارچ ۲۰۰۷ء میں منعقد ہوئے امتحانات کا نتیجہ:

(الف) ہائی اسکول: ۶۹

(ب) جونیئر کالج: ۸۶

اپیل: فی الحال مولانا آزاد ابوالکلام اردو ریسیڈنشیل ہائی اسکول و جونیئر کالج کی تعلیم میڈیکل کالج کی عمارت کے دوسرے منزلہ میں ہوتی ہے۔ اس لیے اس کے لیے علیحدہ عمارت کی سخت ضرورت ہے۔

اہل خیر حضرات سے خصوصی توجہ کی گزارش ہے۔

جامعہ پالی ٹیکنک اکل کوا:

فون: ۰۲۵۶۷-۲۵۱۸۲۳

موبائل: ۰۹۴۲۳۱۹۴۰۶۹

تاریخ تاسیس: ۰۱-۲۰۰۰ء

کل تعداد طلباء: ۷۹۹

(الف) سال اول: ۳۶۰

(ب) سال دوم: ۲۵۰

(ج) سال سوم (فائنل): ۱۸۹

شعبہ جات:

(۱) ڈپلوما میکنکسل انجینئرنگ (M.E)
(۲) ڈپلوما اِن الکٹرانکس اینڈ ٹیلی کمیونیکیشن (E.T)
(۳) ڈپلوما ان الکٹریکل انجینئرنگ (E.E)
(۴) ڈپلوما ان کمپیوٹر انجینئرنگ (CO,E)
(۵) ڈپلوما ان فورمیشن ٹکنالوجی (I.T)
(۶) ڈپلوما ان آٹوموبائکس انجینئرنگ (AUTOM)

☆ تعداد مدرسین وملازمین :-78

آج تک تمام شعبوں سے کامیاب ہونے والے طلباء کی تعداد:-165

جامعہ پرائمری اردو میڈیم اسکول اکل کوا:-

فون نمبر: ۰۲۵۶۷-۲۵۲۲۵۶-۲۰۲

تاریخ تاسیس: ۰۱/۲۰۰۰ء

تعداد طلباء: ۱۷۶

پہلی جماعت ۵۰/، دوسری جماعت ۵۰/ تیسری جماعت ۵۰/ چوتھی جماعت ۵۰۔

اب تک ۱۸۵/ طلباء نے اردو پرائمری کی تعلیم مکمل کر کے ہائی اسکول میں داخلہ لیا ہے۔

حکومت کی جانب سے منعقد کئے جانے والے اِسکالرشپ امتحان میں شرکت کرنے والے طلباء کی تعداد: ۳۴

جامعہ ڈی فارمیسی کالج اکل کوا:

فون: ۰۲۵۶۷-۲۵۲۸۱۵

موبائل: ۰۹۹۲۲۴۰۷۹۶۶

تاریخ تاسیس: ۰۴-۲۰۰۳ء

تعداد طلباء: ۱۱۶

سال اول: ۶۰

سال دوم: ۵۶

تعداد مدرسین وملازمین: ۱۷

اب تک ڈی فارم ہونے والے طلباء کی تعداد: ۱۴۲

اس سال اپریل ۲۰۰۷ء میں مہاراشٹر ٹکنکل بورڈ کے تحت ڈی فارم کا امتحان ہوا۔

جس کا نتیجہ: سال اول: ۷۷

سال دوم: ۸۸ (فائنل) آیا ہے۔

جامعہ ڈی ایڈ (اردو) کالج اکل کوا:

فون نمبر: ۰۲۵۶۷-۲۵۲۹۹۴

تاریخ تاسیس: ۲۰۰۳/۴

تعداد طلباء: ۲۰۰

تعداد مدرسین وملازمین: ۱۴

اب تک ۲۵۰ طلباء نے ڈی ایڈ (اردو) کی سند حاصل کی ہے۔

اس سال اکتوبر ۲۰۰۷ء میں، ایم، ایس، ای، بی، M.S.E.B.

پونہ کے ماتحت سالانہ امتحان ہونے والا ہے۔

جس میں ۲۰۰ طلباء شریک ہونے والے ہیں۔ انشاء اللہ!

جامعہ بی ایڈ کالج اکل کوا:

فون: ۰۲۵۶۷/۲۰۳۰۸۰

تاریخ تاسیس: ۲۰۰۴/۰۵

تعداد طلباء: ۱۰۰

تعداد مدرسین وملازمین: ۱۷

اس سال یونیورسٹی کے ماتحت ہونے والے امتحان کا نتیجہ ۶۷ ہے۔

اب تک ۱۸۸ طلباء نے بی ایڈ کی سند حاصل کی ہے۔

جامعہ علی الانا انگلش میڈیم اسکول (پرائمری) اکل کوا:

فون: ۰۲۵۶۷/۲۵۲۶۱۰

تاریخ تاسیس: ۲۰۰۴ء

تعداد طلباء : ۲۱۹

جونیئر کے جی (K.G) سے چھٹی جماعت تک

تعداد اساتذہ وملازمین: ۱۱

جامعہ ڈی ایڈ مراٹھی کالج اکل کوا:

فون: ۰۲۵۶۷/۲۰۳۰۸۰

تاریخ تاسیس: ۲۰۰۵/۰۶ء

تعداد طلباء: ۱۰۰

سال اول: ۵۰

سال دوم: ۵۰

اساتذہ وملازمین: ۱۳

☆ سال گذشتہ ایم، ایس، ای، بی، M,S,E,B پونہ کے ماتحت سال اول کا امتحان ہوا جس کا نتیجہ ۹۷% آیا ہے۔

☆ اس سال اکتوبر ۲۰۰۷ء میں ایم، ای، بی پونہ کے ماتحت فائنل امتحان ہونے والے جس میں ۵۰% طلباء شرکت کرنے والے ہیں۔ انشاء اللہ

جامعہ علی الانہ بی فارمیسی کالج اکل کوا:

فون: ۰۲۵۶۷/۲۵۲۸۱۵
موبائل: ۰۹۹۲۲۴۰۷۹۶۶
تاریخ تاسیس: ۲۰۰۶/۰۷ء
تعداد طلباء: ۱۲۰
سال اول: ۶۰
سال دوم: ۶۰
اساتذہ وملازمین: ۱۷

نتیجہ: بی فارم: سال اول کا امتحان ہوا جس کا نتیجہ ۸۹% آیا۔ الحمد للہ علی ذالک!

شعبہ صنعت وحرفت

ایسے طلباء جو فراغت کے بعد تدریسی کام انجام نہیں دے سکتے ہیں، جامعہ نے ان کے لیے صنعت وحرفت کا شعبہ کھولا ہے۔ تاکہ فراغت کے بعد معاشی اعتبار سے پریشان نہ ہوں۔ ان شعبوں میں:

(۱) جلد سازی (بک بائنڈنگ):

سن تاسیس: ۱۹۹۳ء
اساتذہ: ۰۲
جلد سازی سیکھنے والے طلبہ: ۱۴ (سال رواں)
اب تک کل فارغ طلبہ: ۲۷۷
اب تک مجلد کتابیں: ۲۵۲۹۰

(۲) خیاطی (ٹیلرنگ):

سن تاسیس: ۱۹۸۷ء
اساتذہ: ۰۲

سیکھنے والے طلبہ: ۱۵ (سال رواں)
اب تک کل فارغ طلبہ: ۲۰۸

(۴)عینک سازی (آپٹیکل):

سن تاسیس: ۱۹۹۴ء
اساتذہ: ۰۱
سیکھنے والے طلبہ: ۴۰ (سال رواں)
اب تک کل فارغ طلبہ: ۳۱۰

شامل ہیں۔

شعبہ محاسبی

یہ شعبہ جامعہ کا ایک اہم ترین شعبہ ہے، جس میں جامعہ کے آمد وخرچ کا مکمل حساب وکتاب کمپیوٹرائز طور پر ہوتا ہے۔ سال میں ایک بار حکومت کی طرف سے آڈیٹنگ بھی ہوتی ہے۔ حکومت کی طرف سے FCR کا پرمیشن بھی ملا ہوا ہے۔

کام کرنے والے کی تعداد: ۱۲
خادمین: ۴

شعبۂ مطبخ

مدارس میں مطبخ کا رواج بہت بعد میں ہوا، پہلے گاؤں اور شہر کے محلے ہی میں ایک ایک آدمی کے یہاں طلبہ کو تقسیم کردیا جاتا، دونوں وقت وہیں سے کھا کر آجاتے، اور پھر پڑھنے میں مصروف ہوجاتے، لیکن اس طرح تعلیم کا بڑا حرج ہوتا، دوسری بات یہ کہ طلبہ کی تعداد بھی بڑھتی گئی، اس لیے مدرسہ ہی میں کھانے کا نظام بنایا گیا، اس طرح مدارس میں شعبۂ

مطبخ کا وجود عمل میں آیا۔

جامعہ میں بھی مطبخ کا نظام بہت وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا ہے، یومیہ تقریباً ستر سو طلبہ (۷۵۰۰) کا کھانا بنتا ہے، اس میں سارے طلبہ خواہ دینی علوم پڑھنے والے ہوں یا عصری علوم سبھی شامل ہیں طلبہ کو صبح میں فجر بعد حصلا چائے بسکٹ، دوپہر میں چاول سبزی، شام کو روٹی اور سالن دیا جاتا ہے، کھانا الحمدللہ! معیاری اور اچھا ہوتا ہے، صفائی ستھرائی کا خوب خیال رکھا جاتا ہے، اور بلا تاخیر بالکل وقت پر کھانا دیا جاتا ہے، یہ سب حضرت رئیس الجامعہ کی توجہ اور جناب حافظ عبدالصمد صاحب کی محنت کا نتیجہ ہے۔

یومیہ کونسا سامان کتنا صرف ہوتا ہے، اس کی تفصیل بھی موجب حیرت ہے۔
(چاول ۱۴ارکوئنٹل (۲) آٹا ۱۰ارکوئنٹل (۳) گوشت چھ کوئنٹل مع ڈیڑھ کوئنٹل آلو، (۴) ڈھائی کوئنٹل دال مع سبزی ، (۵) تیل ۱۸ارڈبے (۶) دودھ ۲۰۰ رلیٹر (۷) شکر ۱۳۰رکیلو، (۸) چائے پتی ۹رکیلو (۹) گیس ۲۰ر بوتل۔

شعبۂ مطبخ کے ناظم جناب حافظ عبدالصمد بڑے فعال، نہایت وسیع النظر اور ظریف الطبع انسان ہیں، ۲رفروری ۱۹۵۵ء میں پانولی ضلع بھروچ (گجرات) میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ محمدیہ پانولی میں مولانا اسحاق صاحب کے پاس ناظرہ اور حفظ کیا، حفظ کی تکمیل ۱۹۷۲ء میں کی، حفظ کے بعد عربی کے لیے دارالعلوم کنتھاریہ تشریف لے گئے، اور وہاں عربی دوم تک کی تعلیم پوری کی، اس کے بعد تعلیمی سلسلہ جاری نہ رہ سکا (گجراتی اسکول سے ساتویں پاس ہیں) ۱۹۸۱ء میں مکرانی پھلی محلہ کی مسجد میں بحیثیت مدرس تقرر ہوا، اور وہاں آپ نے چار سال قرآن مجید ناظرہ پڑھایا، اس کے بعد جامعہ میں تشریف لائے اور مختلف شعبوں سے جڑے رہے۔ ۱۹۹۱ء میں جامعہ کے شعبۂ مطبخ کے ناظم بنائے گئے، جب سے اب تک اس شعبہ کی ترقی میں مصروف ہیں اللہ آپ کی عمر دراز فرمائے۔

کل اسٹاف: ۴
کل مطبخ اور مدرسہ میں کام کرنے والے خادم: ۱۳۹

السلام ہاسپٹل

جامعہ کے رفاہی کاموں میں سب سے اہم السلام اسپتال کا قیام ہے، جہاں بلاتفریق مذہب وملت سبھی کا علاج ومعالجہ کیا جاتا ہے، دور ونزدیک، طلبہ واسٹاف سبھی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، ہر روز فائدہ اٹھانے والے مریضوں کی تعداد تقریباً ۳۰۰/ رہے، ۱۲/ڈاکٹر اور ۲۱/خدام پر یہ اسپتال حافظ سلیمان صاحب کی نگرانی میں ہمہ وقت قوم کی خدمت میں مصروف ہے۔

جامعہ کی خارجی سرگرمیاں

جامعہ تعلیم وتعلم کے علاوہ رفاہی کاموں میں بھی سرگرم ہے، اس کے نگراں جامعہ کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب العمری ہیں، آپ ہی کے زیرِ نگرانی جملہ رفاہی کام بحسن وخوبی انجام پاتے ہیں، اس شعبہ کے تحت مساجد قائم کرنا، مکاتب کھولنا، کنویں بنوانا، قبرستان کی گھیرابندی کرنا، بیواؤں یتیموں کی امداد کرنا (فی الحال ۱۳۵۰/ یتامیٰ اور تین سو پچاس بیواؤں کی امداد جاری ہے)، لڑکے اور لڑکیوں کی شادی کرانا، دوسرے مدارس کا تعاون کرنا، غریب طلباء کو اسکالرشپ دینا، ہسپتال قائم کرنا، ماہِ صیام میں روزہ داروں کے لیے افطار کا نظم کرنا، ایام اضحیہ میں قربانی کا نظم کرنا، ضرورت مندوں کے لیے گھر بنوانا وغیرہ شامل ہے۔

جامعہ علماء اور مشائخ کی نظر میں

جامعہ میں آئے دن مہمانوں کی آمد ہوتی رہتی ہے اس میں بڑے بڑے علماء بھی ہوتے ہیں، اور سرکاری افسران بھی، عام لوگ بھی ہوتے ہیں اور خاص بھی، علماء ومشائخ اپنی آمد پر جو تأثرات لکھے ہیں، وہ پیش خدمت ہے۔

عربی تأثرات ومشاہدات کا اقتباس

شیخ نور عالم خلیل امینی:

استاذ دار العلوم دیوبند وایڈیٹر مجلہ ''الداعی''

رئیسِ جامعہ حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی کی دعوت پر ''النادی العربی'' کے جلسے میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ آج سے نو سال قبل بھی جامعہ میں حاضری ہوئی تھی، لیکن اس قلیل مدت میں جامعہ نے جو حیرت انگیز ترقی کی، اس پر مجھے بے حد تعجب ہوا، اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ نے حضرت وستانوی کو دین اور اسلامی تعلیم کی خدمت کی خصوصی توفیق عطا فرمائی، جو وہ جامعہ اس کے مرکزِ قرآنیہ، مکاتبِ اسلامیہ اور مساجد کی تعمیر کی لائن سے انجام دے رہے ہیں، اور میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گا، یہ توفیق دین کے حرص، جہدِ مسلسل اور اخلاص وللّہیت کی بناء پر ملی، دعاء ہے کہ اللہ مزید اخلاص وبرکت دے اور ادارے کو ہر ترقیات سے نوازے۔ آمین!

شیخ محمد صالح عبد اللہ صنعان:

مبعوث ''الهيئة العالمية'' ''تحفیظ القرآن الکریم جدہ/سعودی عرب

قرآنِ کریم کی خدمت کی عظیم درسگاہ کی زیارت پر مجھے بے حد مسرت ہوئی،

خصوصاً جب کہ میں نے جامعہ کی وسیع وعریض عمارتیں، اس کے محنتی طلبہ اور مخلص اساتذہ کو ان کی درسگاہوں میں باادب، سکون ووقار کے ساتھ دینی علوم میں مشغول دیکھا اور یہ فضلیتیں خوبیاں شیخ غلام محمد وستانوی طرف لوٹتی ہیں۔

شیخ لطفی احمد عبدالرحمٰن:

سکریٹری ''لجنة الفلاح الخيرية'' کویت

یقیناً جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا، قرآن اور مسلمانوں کی خدمت کا ایک عظیم مرکز ہے، جہاں وسیع پیمانے پر دینی ودنیوی علوم کا نظم ونسق ہے، جس کے کارنامے پر ہر مسلمان کو فخر ہونا چاہیے، اور میں جامعہ کی اس کارکردگی کو ہر مسلمان کی طرف منتقل کرنے کا عزم رکھتا ہوں، اور میری جس مجلس میں بھی حاضری ہوتی ہے۔ جامعہ کے عمدہ اور بے مثال کارناموں کا تذکرہ کرتا ہوں۔

شیخ عبدالوہاب عبدالرحمٰن:

جنرل سکریٹری ''الندوة العالمية للشباب الاسلامى'' جدہ

میں جامعہ اشاعت العلوم کی زیارت کے لیے حاضر ہوا، ایک بڑے رقبہ میں پھیلی ہوئی اس کی عمارتیں، تعلیمی اور انتظامی امور میں، اس کی باریک بینی، عربی لغت کی تعلیم اور اس کے نطق پر خصوصی توجہ نے، مجھے بے حد متأثر کیا، یہ چیزیں بغیر توفیقِ الٰہی کے کسی کو میسر نہیں آسکتیں، امید ہے کہ جامعہ پورے ہندوستان کے لیے ایک عمدہ نمونہ بنے گا۔

اسلامی بینک آف جدہ:

علی سراج محمد احمد سالم

جدہ اسلامی بینک کے وفد کے ساتھ جامعہ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی، ہم نے جامعہ کی تعلیمی سرگرمیوں کو بغور دیکھا، اور ایک اچھا اثر لیا، جامعہ دینی اور عصری تعلیم کا سنگم ہے، جہاں ایک طرف بچے دینی تعلیم حاصل کررہے ہیں، وہیں دوسری طرف ٹیکنیکل، کمپیوٹر، خیاطت اور دوسری صنعتیں رزقِ حلال کے لیے سیکھ رہے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ جامعہ مسلسل ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

احمد طہ:

میں نے جامعہ کی کارگردگیوں کو بہت قریب سے دیکھا۔ نیز اس کے مراکزِ تعلیمیہ اور مکاتب قرآنیہ کا بھی مشاہدہ کیا اور ہر جگہ یہ محسوس ہوا کہ جامعہ اور اس کے مؤسس مسلمانوں کے دینی شعار اور اسلامی تشخص کی حفاظت کے لیے بڑی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس میدان میں کوئی اسلامی تنظیم، جامعہ سے سبقت نہیں لی جاسکتی، یہ مکاتب و مراکز ایسے ایسے گاؤں میں واقع ہیں، جہاں گاڑیوں سے پہونچنا نہایت دشوار، دعاء ہے کہ اللہ ادارے کی اور عالم کے تمام مسلمانوں کی، ہر خطرات وحوادث سے حفاظت فرمائے۔ آمین!

عبد العزیز بن محمد الفریح:

استاذ "كلية الدعوة" جامعہ اسلامیہ/ مدینہ منورہ

مجھے جامعہ اکل کوا کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جامعہ کی تعلیمی سرگرمیوں کا جائزہ لیا تو اندازہ ہوا کہ کتاب اللہ کی تعلیم پر خصوصی توجہ ہے۔ جامعہ کے ذمہ داروں سے تعلیم اور نصاب تعلیم کے سلسلے میں، اچھی اور اطمینان بخش گفتگو ہوئی۔

دعاء ہے کہ اللہ اس دینی قلعے کی حفاظت فرمائے اور اخیر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہج پر چلاتا رہے۔ آمین!

شیخ سلمان حسینی ندوی:

ندوۃ العلماء، لکھنؤ

رئیس جامعہ شیخ غلام محمد وستانوی کی پر اصرار دعوت پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ جامعہ کی زیارت کرتے ہوئے، جامعہ میرے قلب و دماغ پر چھا گیا۔ ناظرہ خواں، اور حفاظ کے طلبہ کی قرآن سن کر بے حد شادمانی ہوئی، ثانوی اور علیا درجے کے بعض طلبہ نے عربی تقریریں سنائیں، ان سب کے لیے دل سے دعائیں نکلیں۔ دل کی گہرائی سے دعاء ہے کہ اللہ اس ادارے کی خصوصی نگرانی فرمائے اور خوب برکت دے۔ آمین!

﴾اردو تأثرات ومشاہدات کا اقتباس﴿

حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی:

(مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

جامعہ اشاعت العلوم اپنے ظاہر وباطن کی خوبیوں کے لحاظ سے قابلِ تقلید ادارہ ہے، لیکن مولانا کی سرگرمیاں صرف یہیں تک محدود نہیں ہیں، بلکہ اس جامعہ کی تین سو شاخیں (اب ۱۶۳۵ ارشاخیں ہیں) پورے اس علاقہ میں پھیلی ہوئی ہیں اور جہاں دین کے کام سے بھی لوگ واقف نہیں تھے، وہاں اب دین اور علوم دینیہ کے مراکز قائم ہوگئے ہیں، نئے سرے سے اسلام کے پھیلنے اور اس کو سمجھنے کے مواقع فراہم ہورہے ہیں اور ایک نئی اسلامی نسل کی آبیاری ہورہی ہے، جو دینی دعوت اور علومِ اسلامیہ کی علم بردار ہوگی، اسی کے ساتھ مساجد کی تعمیر کا جو کام مولانا مدظلہٗ کے ذریعہ انجام پارہا ہے، وہ بھی اپنی جگہ ایک مستقل اہمیت رکھتا ہے اور اس کا بھی مولانا نے جس طرح بیڑا اٹھایا ہے، وہ حیرت انگیز ہے، غرض جدھر سے دیکھئے، حضرت مولانا وستانوی مدظلہ کی پہلودار شخصیت اپنے اندر، ایک عجیب وغریب کشش رکھتی ہے، اور عزمِ جوان، ہمت مردانہ کی جو مثال آپ کی ذات سے قائم ہورہی ہے، وہ بہت ہی شاندار اور ایک عالمِ باعمل کا مکمل نمونہ ہے۔

حضرت مولانا محمد عارف سنبھلی ندوی:

(استاذ تفسیر دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

میں لکھنؤ سے رابطہ کے رکن، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی مدظلہٗ العالی کی نمائندگی کے طور پر روانہ ہوا، تو اس مدرسہ اشاعت العلوم کے متعلق یہی تصور تھا کہ شاید یہ بھی کوئی ایسا ہی جامعہ ہوگا، کہ چند جھونپڑیوں یا چند کمروں میں بچے پڑھ رہے ہوں گے، مگر مدرسہ میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہاں اللہ کے دین کی خدمت کا جو کام اب تک محض چار یا پانچ سال کی مدت میں انجام پایا ہے، وہ واقعۃً ایک جامعہ اور دار العلوم ہی سے انجام پاسکتا ہے،

کل انشاء اللہ یہ مدرسہ، بہت بڑا جامعہ بھی بن جائے گا۔

حضرت مولانا محمد ایوب ندوی:

سب سے بڑی خوبی کی بات ہے کہ مولانا نے ادارہ، ایک ایسی جگہ میں قائم فرمایا، جو بہت ہی زیادہ پچھڑا ہوا تھا، نہ تو اس علاقہ میں دین ہی تھا اور نہ تو اقتصادی اعتبار سے یہ علاقہ اتنا آگے ہے، یہ اللہ کا فضل و احسان ہے، وہ جس کو چاہے اس کو عطا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس فضل کے لیے مولانا کو منتخب فرمایا، یہ مولانا کے لیے سعادت کی بات ہے۔

سر پرست جامعہ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب کاپودروی مدظلہٗ:

سَتپُرے کی اس وادی غیر ذی زرع کے دامن میں، قال اللہ وقال الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آوازوں کو سن کر دل مسرت اور خوشی سے لبریز ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس علمی گلشن کو دن رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، آمین! اور اس عزیز کی جان توڑ دینی خدمت میں اس خاکسار کو اللہ تعالیٰ حصہ عطا فرمائے۔ آمین!

جناب عبد القدیر عبد الستار:

(مبعوث ادارۃ البحوث الاسلامیہ، کاشف العلوم، اورنگ آباد)

اکل کوا جیسے مقام پر اتنا زبردست کام جو یقیناً جامعہ اسلامیہ کہلانے کا مستحق ہے، اس زبردست کام میں مولانا غلام محمد وستانوی صاحب (جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین احسن مایجزی بہ عبادہ الصالین) کی زبردست قربانیوں کو دخل ہے۔

حضرت مولانا محمد ادریس فلاحی:

آج سے آٹھ سال پہلے بھی آپ محترم کی دعوت پر آنا ہوا تھا، مگر اس مختصر آٹھ سالہ عرصہ میں مدرسہ نے جو ترقی کی ہے، اس کے لیے کوئی بیان کی ضرورت نہیں ہے، یہاں کی عالی شان دینی عمارتیں اور قرآن و احادیث اور علمی، فقہی، ادبی، تعلیمی اور تدریسی کی چہل پہل اور رونق، زندہ تابندہ علامتیں ہیں۔

دعاء ہے، اللہ رب العزت اس ادارے کو دن دونی رات چوگنی، ترقیات سے نوازے۔ آمین!

مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوری، دامت فیوضہم :

ایک طرف تعمیری ترقیوں سے ہم آغوش ہے، دوسری طرف تعلیمی ترقی کا یہ حال ہے کہ تجوید وعلمی پختگی کے ساتھ مختلف مقامات پر کافی مکاتب قرآنیہ چل رہے ہیں، الحمدللہ! جامعہ کے منصوبے اور عزائم نہایت بلند ہیں۔ تعلیم کے ساتھ دعوت وتبلیغ سے اہل جامعہ کا گہرا تعلق ہے۔ مولانا غلام محمد صاحب بڑے باصلاحیت اور فعّال آدمی ہیں۔

سرپرست جامعہ حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب دامت برکاتہم :

یہاں ہم سیکھنے کے لیے آتے ہیں، کہ دین کا کام کس طرح کیا جاتا ہے۔

مولانا اسماعیل صاحب منوبری دامت برکاتہم :

الحمدللہ! نظم ونسق، اطمینان بخش اور اساتذۂ کرام ودیگر عملہ کی کوششیں، قابلِ صد تبریک وستائش ہیں۔

﴿انگلش تأثرات ومشاہدات کا اقتباس﴾

ڈاکٹر محمد ملا ساؤتھ افریقہ:

ہمارے رفقاء کی ایک جماعت نے مدرسہ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کا دو دن کا دورہ کیا، ہم تمام ہی افراد جامعہ کے غیر معمولی کام سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، اس مثالی ادارہ کی صفائی اور نظم ونسق اور یہاں کی تعلیم میں ہمیں بے حد متاثر کیا، اس ادارہ کے روحِ رواں حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم اور آپ کا عملہ زبردست کام کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس جماعت کو مزید طاقت، صحت اور عمر دراز عطاء فرمائے، تاکہ یہ حضرات عرصہ دراز تک اس ادارہ کی خدمت کر سکے، اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو مزید ترقی عطاء فرمائے، یہی ہماری دعا ہے، اور اس ادارہ کو خوب کامیاب بنائے۔ آمین! اور اللہ تعالیٰ ان حضرات کی کوششوں کو خوب ترقی عطاء فرمائے۔ آمین!

قاری اسماعیل ابراہم راوت، ساؤتھ افریقہ:

میں اور میرے چچازاد بھائی کو جامعہ اکل کوا کا دورہ کرنے کا موقع ملا، مختصر وقت میں جامعہ کی حیرت انگیز ترقی سے ہم بے حد متاثر ہوئے، بچوں کا پیش کردہ پروگرام قابلِ تعریف تھا، اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو کامیاب اور قبول فرماتے ہوئے ادارہ کو خوب ترقی عطاء فرمائے۔ آمین!

عشاء کے بعد کی تعلیم بھی خوب ہے، مغرب بعد اوابین اور عشاء کے بعد یٰسین شریف کا ختم پُر اثر ہے، ختم خواجگان اور دوسرے اعمال قابلِ تعریف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اعمال کو قبول فرمائے۔ آمین!

جامعہ میں تشریف لانے والے علمائے کرام ومشائخ عظام

(۱) الدکتور عبداللہ عمر نصیف (سابق جنرل سکریٹری، رابطہ عالم اسلامی)
(۲) الشیخ عبدالعزیز عتیق (دارالافتاء ریاض)
(۳) محدث جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمیؒ
(۴) حضرت مولانا قاری محمد صدیق احمد باندویؒ (بانی جامعہ عربیہ ہتھورا، باندہ)
(۵) مصلح امت، شیخ طریقت حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب جونپوریؒ
(۶) حضرت مولانا شیخ محمد یونس صاحب مدظلہ (مظاہر علوم سہارن پور)
(۷) حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ (سابق صدر جمعیۃ علماء ہند)
(۷) حضرت مولانا سلمان الحسینی الندوی مدظلہ
(۸) حضرت مولانا مجاہد الاسلام قاسمی (چیف جج امارت شرعیہ بہار واڑیسہ وسابق صدر مسلم پرسنل لاء بورڈ، بانی ومؤسس فقہ اکیڈمی، انڈیا)
(۹) حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودری (رئیس فلاح دارین ترکیسر گجرات)
(۱۰) حضرت مولانا اسماعیل صاحب منوبری (مہتمم دارالعلوم کنتھاریہ)
(۱۱) حضرت مولانا علی یوسف صاحب کاویؒ (رکن جامعہ)
(۱۲) جناب حاجی غلام محمد صاحب پاریا (امیر جماعت ساؤتھ افریقہ)
(۱۳) مشہور اہلِ خیر ودیندار جناب حاجی ابراہیم دادا صاحب (سورت)
(۱۴) الشیخ عبدالجلیل الغرلی اور الشیخ احسان منیب السلمی (نمائندہ لجنۃ الفلاح الخیریۃ)

(۱۵) جناب حاجی لعل محمد صاحب (امریکہ)
(۱۶) حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب لاجپوریؒ
(۱۷) حضرت مولانا رضاء اجمیری صاحب
(۱۸) حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب بجنوری (مہتمم دارالعلوم دیوبند)
(۱۹) حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی
(۲۰) حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب سجاد نعمانی (ایڈیٹر الفرقان، لکھنؤ)

نوٹ: ان کے علاوہ بھی بے شمار مشائخ ومشاہیر اور علمائے کرام جامعہ میں تشریف لا چکے ہیں، احاطہ مقصود نہیں ہے۔

جامعہ اور اس کی عمارتیں

جامعہ تقریباً ۵۰/ ایکٹر زمین پر پھیلا ہوا ہے، جس کے ۲۵/ ایکٹر زمین پر تعمیری کام ہو چکا ہے۔ ہر شعبہ کی عمارتیں الگ الگ ہیں، جہاں اس کی کلاسیں چلتی ہیں رہائش کے لیے الگ ہاسٹل بنے ہوئے ہیں، جہاں طلبہ آرام کرتے ہیں، اسی طرح اساتذۂ کرام کی رہائش کے لیے الگ کوارٹرس بنے ہوئے ہیں جس میں وہ اپنے بال بچوں کے ساتھ اطمینان وسکون سے رہتے ہیں۔

جامعہ اس کی شاخیں:

بانیٔ جامعہ نے صرف جامعہ ہی کو کام کا فیلڈ نہیں بنایا، بل کہ علاقہ میں اُن تمام جگہوں اور برادریوں (خصوصاً تڑوی برادری) کا سروے کیا، جہاں بدعات وخرافات، جہالت وناخواندگی، ضلالت وگمراہی، بدعقیدگی وبدچلنی، دین سے دوری ہی نہیں بل کہ لاتعلقی اور بیہودہ رسم ورواج کا دوردورہ تھا۔

آپ نے وہاں کے رؤساء وعمائدین کو جمع کر کے صورتِ حال سے آگاہ فرمایا اور مراکزِ اسلامیہ کھولنے کا مشورہ دیا، بڑی بشاشت کے ساتھ آپ کے مشورہ کو قبول کیا گیا، اس طرح مختلف صوبوں میں مختلف جگہوں پر، بڑے بڑے دارالعلوم، بچوں کے گھر، اسی طرح لڑکیوں کی تعلیم کے لیے دارالبنات کھولے گئے، آج اس کی تعداد تقریباً ۵۳/ تک پہنچ چکی ہے،

آپ کی برکت سے ہر جگہ قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں، تمام شاخوں کی تفصیل نیچے ملاحظہ فرمائیں۔

جامعہ کی (اقامتی) شاخیں

مرکز کا نام: مدرسہ عربیہ ریاض العلوم انوا
مکمل پتہ و فون نمبر: مقام پوسٹ انوا تعلقہ بھوکردن ضلع جالنہ مہاراشٹر ۴۳۱۱۱۲
فون: ۰۲۴۸۵-۲۴۴۲۶۵

سن تاسیس: ۱۹۸۴ء سن الحاق: ۱۹۹۲ء
تعداد اساتذہ: ۲۸ تعداد ملازمین: ۱۲
کل تعداد طلباء: ۳۱۵ کل تعداد حفاظ: ۱۳۵
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۱۷
کل تعداد ناظرہ خواں: ۴۲۵ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۲۵
فی الحال موجود عمارتیں: ۶ تعداد ایتام: ۲۰
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۴۲

مرکز کا نام: مرکز حضرت ابوبکر صدیقؓ، عمر آباد
مکمل پتہ و فون نمبر: مقام پوسٹ تعلقہ عنبڑ، ضلع جالنہ
۹۴۲۳۳۹۷۱۶۱/۰۲۴۸۳-۲۸۲۱۰۵

سن تاسیس: ۱۹۹۸ء
تعداد اساتذہ: ۳۵ تعداد ملازمین: ۳۰
کل تعداد طلباء: ۵۱۷ کل تعداد حفاظ: ۹۲
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۱۲
کل تعداد ناظرہ خواں: ۵۰۷ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۵۰

فی الحال موجود عمارتیں: ۲ تعداد ایتام: ۵۰
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۳۶

مرکز کا نام: مدرسہ عربیہ انصار العلوم
مکمل پتہ وفون نمبر: تعلقہ پاتھری ضلع پربھنی ۲۵۵۲۲۵۔۰۲۴۵۱
سن تاسیس: ۱۴۲۲۔۲۰۰۱ سن الحاق: ۱۴۲۵ھ۔۲۰۰۴ء
تعداد اساتذہ: ۲۰ تعداد ملازمین: ۱۲
کل تعداد طلباء: ۳۵۳ کل تعداد حفاظ: ۷
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۵
کل تعداد ناظرہ خواں: ۱۰۳ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۳۱
فی الحال موجود عمارتیں: ۵ تعداد ایتام: ۱۶
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۴

مرکز کا نام: مدرسہ عربیہ دار العلوم جعفر آباد
مکمل پتہ وفون نمبر: جعفر آباد، ہریالا پٹھا جعفر آباد ضلع جالنہ
۰۲۴۸۵-۲۲۲۱۷/۹۴۲۲۷۴۰۰۷۶
سن تاسیس: سن الحاق: ۱۹۹۶ء
تعداد اساتذہ: ۹ تعداد ملازمین: ۹
کل تعداد طلباء: ۲۲۰ کل تعداد حفاظ: ۴۵
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۶
کل تعداد ناظرہ خواں: ۱۳۵ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۳۵
فی الحال موجود عمارتیں: ۶ تعداد ایتام: ۲۲
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۳۵
مرکز کا نام: مدرسہ عروج الاسلام مارول
مکمل پتہ وفون نمبر: مقام پوسٹ مارول۔تعلقہ بیاول۔ضلع جلگاؤں

۰۲۵۸۵_۲۲۸۰۴۷

سن تاسیس: ۱۹۹۰ء سن الحاق: ۱۹۹۰
تعداداساتذہ: ۱۷ تعدادملازمین: ۱۲
کل تعدادطلباء: ۴۵۰ کل تعدادحفاظ: ۱۴۵
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداداندازاً: ۲۰
فی الحال موجودعمارتیں: ۶ تعدادایتام: ۴۱
تعدادمکاتب قرآنیہ: ۶۰

مرکزکانام: مدرسہ انوارالعلوم
مکمل پتہ وفون نمبر: ماسٹر کالونی کے سامنے، مہرون، جلگاؤں، ۴۲۵۱۳۵، مہاراشٹر
۰۲۵۷-۲۲۱۰۷۸۰

سن تاسیس: ۱۹۷۱ء سن الحاق: ۱۹۸۵ء
تعداداساتذہ: ۱۴ تعدادملازمین: ۱۰
کل تعدادطلباء: ۲۱۵ کل تعدادحفاظ: ۱۵۶
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداداندازاً: ۵
کل تعدادناظرہ خواں: ۱۴۵۰ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۲۵
فی الحال موجودعمارتیں: ۸تقریباً تعدادایتام: ۲۰
تعدادمکاتب قرآنیہ: ۳۰

مرکزکانام: مدرسہ کافیۃ العلوم
مکمل پتہ وفون نمبر: اڑاود۔جلگاؤں۔ ۰۲۵۸۶_۲۳۲۵۶۷
سن تاسیس: ۱۹۸۱ء
تعداداساتذہ: ۰۷ تعدادملازمین: ۰۶
کل تعدادطلباء: ۱۴۰ کل تعدادحفاظ: ۶۳

امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۰۳
کل تعداد ناظرہ خواں: امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۱۸
فی الحال موجود عمارتیں: تعداد ایتام: ۱۵

مرکز کا نام: المعہد الاسلامی دار العلوم بھڑگاوں
مکمل پتہ و فون نمبر: عبد اللہ نگر، پاچورہ روڈ بھڑگاوں ضلع جلگاوں مہاراشٹر (۴۲۴۱۰۵)
۰۲۵۹۶-۲۲۱۲۳۶
سن تاسیس: ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۰ء سن الحاق: ۲۰۰۱/۳/۲۰ء
تعداد اساتذہ: ۷ تعداد ملازمین: ۷
کل تعداد طلباء: ۱۴۰ کل تعداد حفاظ: ۷
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۲
کل تعداد ناظرہ خواں: ۷۵ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۳۵
فی الحال موجود عمارتیں: ۱ تعداد ایتام: ۲۰
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۷

مرکز کا نام: دار العلوم یوسفیہ، ملکاپور
مکمل پتہ و فون نمبر: مدرسہ دار العلوم یوسفیہ ملکاپور عیدگاہ پلاٹ
مقام پوسٹ تعلقہ ملکاپور ضلع بلڈانہ۔۔۔۔۔۲۲۴۸۸۲-۰۷۲۶۷
سن تاسیس: ۱۹۹۸ء سن الحاق: ۱۹۹۸ء
تعداد اساتذہ: ۱۶ تعداد ملازمین: ۱۴
کل تعداد طلباء: ۲۴۰ کل تعداد حفاظ: ۳۴
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۵
کل تعداد ناظرہ خواں: ۸۲ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۴۹
فی الحال موجود عمارتیں: ۲ تعداد ایتام: ۱۵

تعدادمکاتب قرآنیہ: ۴۵

مرکز کا نام: دار لیتامی مدرستہ الفلاح۔و۔جامعۃ البنات حضرت عائشہ صدیقہؓ
مکمل پتہ وفون نمبر: پپلہ ٹیوی سینٹر، امباجوگائی، ضلع بیڑ، مہاراشٹر
۰۲۴۴۶-۲۵۹۵۸۳_۲۵۹۶۰۳_۴۴۴۵۱۷
سن تاسیس: ۱۹۹۴ء۔بنات ۲۰۰۵ء سن الحاق: ابتدا سے
تعداد اساتذہ: ۴۰ تعداد ملازمین: ۴۰
کل تعداد طلباء وطالبات: ۹۵۵ کل تعداد حفاظ: ۷۲
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۱۵
کل تعداد ناظرہ خواں: ۳۷۶ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۴۶
فی الحال موجود عمارتیں: ۶ تعداد ایتام: ۷۴
تعدادمکاتب قرآنیہ: ۳۰

مرکز کا نام: مدرسہ اصلاح البنات
مکمل پتہ وفون نمبر: ممبائتی۔سویگاؤں۔اورنگ آباد۔ ۰۲۵۹۶-۲۲۵۱۲۹
سن تاسیس: ۲۰۰۰ء تعداد اساتذہ: ۳۵
تعداد ملازمین: ۱۲ کل تعداد طلباء: ۶۸۶
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۰۲
کل تعداد ناظرہ خواں: امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۶۰

مرکز کا نام: مدرسہ روح الاسلام
مکمل پتہ وفون نمبر: نائیگاؤں تعلقہ سلوڑ ضلع اورنگ آباد۔مہاراشٹر
۰۲۴۳۹_۲۸۶۲۸۱ سن تاسیس: ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۸ء
سن الحاق: ۱۴۱۰ھ ۱۹۹۸ تعداد اساتذہ: ۱۸

تعدادملازمین: ۹ کل تعدادطلباء: ۳٦۸
کل تعدادحفاظ: ۷۸
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۱۲
کل تعدادناظرہ خواں: ۵۹۳ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ٦۰
فی الحال موجودعمارتیں: تعدادایتام: ۲۹
تعدادمکاتب قرآنیہ: ۱۵

مرکز کا نام: مدرسہ عمر بن خطابؓ
مکمل پتہ وفون نمبر: مقام کنج کھیڑہ پوسٹ ریل گاؤں تعلقہ کنڑ ضلع اورنگ آباد (مہاراشٹر)
۲۱۳۳۲۲_۲۱۳۴۴۷، موبائل: ۹۴۲۲٦۲۵۳۰، ۹۴۲۱۴۱۷۲۲، ۹۴۲۲۳۴۳۷
سن تاسیس: ۱۹۹۵ء سن الحاق: ۱۹۹۷ء
تعداداساتذہ: ۵٦ تعدادملازمین: ۵۳
کل تعدادطلباء: ۹۱٦ کل تعدادحفاظ: ۲۰۵
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۲۹
کل تعدادناظرہ خواں: ۱۰۳۰ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۱۰۳
فی الحال موجودعمارتیں: تعدادایتام: ۸۴
تعدادمکاتب قرآنیہ: ۱۰۵

مرکز کا نام: مدرسۃ البنات حضرت حفصہ بنت عمر
مکمل پتہ وفون نمبر: مقام کنج کھیڑہ پوسٹ ریل گاؤں تعلقہ کنڑ ضلع اورنگ آباد (مہاراشٹر)
۲۱۳۳۲۲_۲۱۳۴۴۷، (۹۲۴۳۵)
موبائل: ۹۴۲۲٦۲۵۳۰۷، ۹۴۲۱۴۱۷۲۲، ۹۴۲۲۳۴۳۷
سن تاسیس: ۲۰۰۱ء سن الحاق: ۲۰۰۲ء
کل تعدادطلبات: ۹٦۱

امسال حفظ مکمل کرنے والے طلبات کی تعداد اندازاً: ۳۶۴
کل تعداد ناظرہ خواں: ۸۳۸ امسال ناظرۃ مکمل کرنے والے: ۳۶۴
فی الحال موجود عمارتیں: تعداد ایتام: ۸۳

مرکز کا نام: مدرسہ مرکز اسلامی۔سلیمیہ۔منگرول پھاٹہ
مکمل پتہ وفون نمبر: مقام منگرول بتعلقہ سلوڑ، اورنگ آباد، مہاراشٹر
آبا۴۳۱۰۱۵۰۳۔۹۴۲۲۲۰۸۵۰۳۔۲۲۳۴۹۶۔۰۲۴۳۰

سن تاسیس: ۲۶/۶/۲۰۰۱ء
تعداد اساتذہ: ۲۹ تعداد ملازمین: ۱۶
کل تعداد طلباء: ۴۹۵ کل تعداد حفاظ: ۱۴۰
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۱۴
کل تعداد ناظرہ خواں: ۲۴۳ امسال ناظرۃ مکمل کرنے والے: ۷۶
فی الحال موجود عمارتیں: ۹ تعداد ایتام: ۲۸
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۵۰

مرکز کا نام: مدرسہ عربیہ خیر العلوم مقام گنگاپور
مکمل پتہ وفون نمبر: تعلقہ گنگاپور ضلع اورنگ آباد، (۴۳۱۱۰۹)
۰۲۴۳۳:۲۲۱۵۳۴/۹۴۲۱۶۸۴۵۷۲

سن تاسیس: ۱۹۹۵ء سن الحاق: ۱۹۹۶ء
تعداد اساتذہ: ۸ تعداد ملازمین: ۶
کل تعداد طلباء: ۱۶۳ کل تعداد حفاظ: ۱۹
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۲
کل تعداد ناظرہ خواں: ۳۶
فی الحال موجود عمارتیں: ۲ تعداد ایتام: ۲۱

تعدادمکاتب قرآنیہ: ۵۶

مرکز کا نام: مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم
مکمل پتہ وفون نمبر: ہدایت نگر کملاپور روڈ، والوج تعلقہ گنگا پور، ضلع اورنگ آباد (۴۳۱۱۳۳)
۰۲۴۰-۲۵۵۴۸۷۶

سن تاسیس: ۵/ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ سن الحاق: ۵/جون ۱۹۹۹ء
تعداد اساتذہ: ۷ تعداد ملازمین: ۴
کل تعداد طلباء: ۱۲۷ کل تعداد حفاظ: ۳۲
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۷
کل تعداد ناظرہ خواں: ۳۸ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۱۷
فی الحال موجود عمارتیں: ۴ تعداد ایتام: ۱۷

مرکز کا نام: جامعہ منہاج العلوم
مکمل پتہ وفون نمبر: مقام رنجنی تعلقہ گھن ساونگی ضلع جالنہ صوبہ مہاراشٹر
۰۲۴۸۲-۱۷۱۲۰۶ موبائل: ۹۴۲۲۷۹۷۱۲۵

سن تاسیس: ۱۹۹۱ء سن الحاق: ۱۹۹۱ء
تعداد اساتذہ: ۴۱ تعداد ملازمین: ۳۲
کل تعداد طلباء: ۹۰۰ کل تعداد حفاظ: ۳۱۶
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۳۰
کل تعداد ناظرہ خواں: ۱۹۲۷ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۱۲۰
فی الحال موجود عمارتیں: تعداد ایتام: ۴۷

مرکز کا نام: جامعہ مریم للبنات
مکمل پتہ وفون نمبر: مقام رنجنی تعلقہ گھن ساونگی ضلع جالنہ صوبہ مہاراشٹر

۰۲۴۸۲_۲۷۱۲۰۶__موبائل: ۹۴۲۲۷۹۷۱۲۵

سن تاسیس:	۲۲/جنوری ۲۰۰۷ء	سن الحاق:	۲۲/جنوری ۲۰۰۷ء
تعداد اساتذہ:	۱۹	تعداد ملازمین:	۱۴
کل تعداد طلبات:	۵۵۰	تعداد ایتام:	۶۰

مرکز کا نام: جامعہ ابوہریرہؓ (فریدآباد) بدناپور
مکمل پتہ وفون: پوسٹ گیورائی بازار تعلقہ بدناپور ضلع جالنہ مہاراشٹر
۰۲۴۸۲_۲۶۵۱۰۹

سن تاسیس:	۱۴۱۴ھ	سن تاسیس:	۱۹۹۴ء
تعداد استاتذہ:	۴۰	تعداد ملازمین:	۲۵
کل تعداد طلباہ:	۷۵۰	کل حفاظ طلباء:	۱۴۰
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازا:			۲۵
کل تعداد ناظرہ خواں:	۱۸۰	امسال ناظرہ مکمل کرنے والے:	۹۵
فی الحال موجودہ عمارتیں:	۸	تعداد ایتام:	۳۵
تعداد مکاتب قرآنیہ:	۵۳		

مرکز کا نام: مدرسہ عربیہ اسلامیہ تعلیم الدین دھاناستا، ضلع رتلام
مکمل پتہ وفون نمبر: ایم پی/۲۱۹/۰۷۴۱۲/۲۷۷۲۱۹___موبائل/۰۹۸۲۶۷۳۰۳۱۹

سن تاسیس:	۱۹۹۶ء	سن الحاق:	۱۹۹۶ء
تعداد اساتذہ:	۱۲	تعداد ملازمین:	۱۰
کل تعداد طلباء:	۲۰۰	کل تعداد حفاظ:	۵۶
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازا:			۸
کل تعداد ناظرہ خواں:	۳۲	امسال ناظرہ مکمل کرنے والے:	۱۵
فی الحال موجودعمارتیں:	۵	تعداد ایتام:	۲۹

تعدادمکاتب قرآنیہ: ۶

مرکز کا نام: دارلعلوم
مکمل پتہ وفون نمبر: کھرگون۔۲۲۳۳۰۵-۰۷۲۸۲
سن تاسیس: ۱۹۹۷ء
تعداداساتذہ: ۱۲ تعدادملازمین: ۱۰
کل تعدادطلباء: ۲۱۳ کل تعدادحفاظ: ۱۰
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداداندازاً: ۱۰
امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۲۱

مرکز کا نام: مدرسہ قوۃ الاسلام
مکمل پتہ وفون نمبر: بھینس دہی، بتول، ایم پی
سن تاسیس: ۲۰۰۰ء
تعداداساتذہ: ۰۵ تعدادملازمین: ۰۳
کل تعدادطلباء: ۱۰۰ کل تعدادحفاظ: ۰۵
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداداندازاً:
کل تعدادناظرہ خواں: ۲۰ تعدادمکاتب قرآنیہ: ۰۵

مرکز کا نام: جامعہ ابوہریرہ
مکمل پتہ وفون نمبر: بسرا، راوڑکیلا، اڑیسہ
سن تاسیس: ۱۹۹۶ء
تعداداساتذہ: ۱۰ تعدادملازمین: ۰۵
کل تعدادطلباء: ۲۸۴ کل تعدادحفاظ: ۱۱
کل تعدادناظرہ خواں: ۴۳ تعدادایتام: ۲۵

مرکز کا نام: امینہ ھارون جامعۃ البنات
مکمل پتہ وفون نمبر: بسرا، راورکیلا، اڑیسہ
تعداد اساتذہ: ۹ تعداد ملازمین: ۵ کل تعداد طلباء: ۲۸۰

مرکز کا نام: عبداللہ حمود الخرافی
مکمل پتہ وفون نمبر: اوراد بارہ ھلی، ضلع بیدر، کرناٹک، الہند-۲۸۰۲۳۴-۰۸۴۸۵-۰
۰۹۴۴۸٦۰۵۰۹۰
سن تاسیس: ۱۴۱۸ھ
تعداد اساتذہ: ۱۰ تعداد ملازمین: ۵
کل تعداد طلباء: ۲۱۰
کل تعداد ناظرہ خوان: ۱٦۰ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۲۵
فی الحال موجود عمارتیں: ۳ تعداد ایتام: ۱۲
تعداد مکاتب قرآنیہ: ٦

مرکز کا نام: جامعہ اسلامیہ تعلیم القرآن بیجاپور (کرناٹک)
مکمل پتہ وفون نمبر: الامین، کالونی، چاند پور، کالونی، ابراہیم، بیجاپور، ۵۸٦۱۰۹، ۸۸
فون: ۸۳۵۲-۳۲۱۸۲٦
سن تاسیس: ۱۴۲۵ھ 2005 سن الحاق: ۱۴۲۵ھ 2005
تعداد ملازمین: ٦ کل تعداد طلباء: ۱۵۵
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۱
کل تعداد ناظرہ خوان: ۲۷۵ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۵
فی الحال موجود عمارتیں: تعداد ایتام: ۱۰
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۱۴

مرکز کا نام: جامعہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
مکمل پتہ وفون نمبر: شیرا ڈون کلم عثمان آباد
سن تاسیس: ۲۰۰۵ء
تعداد اساتذہ: ۵ تعداد ملازمین: ۵
کل تعداد طلباء: ۱۳۵ تعداد ایتام: ۱۵

مرکز کا نام: مدرسہ اشرف العلوم
مکمل پتہ وفون نمبر: بوٹاد، گجرات۔ ۰۲۸۴۹-۲۵۲۳۰۸
سن تاسیس: ۱۹۹۱ء
تعداد اساتذہ: ۲۵ تعداد ملازمین: ۱۰
کل تعداد طلباء: ۲۵۰ کل تعداد حفاظ: ۳۵
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۲
کل تعداد ناظرہ خواں: ۱۵۰ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۲۵
تعداد ایتام: ۲۵ تعداد مکاتب قرآنیہ: ۷۰

مرکز کا نام: گلشن رحیمہ للبنات
مکمل پتہ وفون نمبر: بوٹا، بھاؤنگر، گجرات 09228616685
تعداد اساتذہ: ۱۱ تعداد ملازمین: ۰۵ کل تعداد طلباء: ۳۰۰

مرکز کا نام: دار العلوم
مکمل پتہ وفون نمبر: اکواڑا، بھاؤنگر، گجرات۔۔۲۵۶۷۹۱۲-۰۲۷۸
سن تاسیس: ۱۹۸۷ء تعداد اساتذہ: ۲۸
تعداد ملازمین: ۱۵ کل تعداد طلباء: ۸۳۲

امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۱۰۳

مرکز کا نام: مدرسہ تعلیم القرآن
مکمل پتہ و فون نمبر: مقام پوسٹ بیلا بتعلقہ مہوا، ضلع بھاؤنگر، وایا کھوٹوڑا
فون مدرسہ ۲۸۸۲۵۴/۲۸۸۱۶۳-۰۲۸۴۴
موبائل ۹۴۲۷۲۳۳۴۸۸

سن تاسیس: ۱۹۸۵ء سن الحاق: ۱۹۸۵ء
تعداد اساتذہ: ۱۰ تعداد ملازمین: ۱۳
کل تعداد طلباء: ۲۸۰ کل تعداد حفاظ: ۷۳
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۷
امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۲۸ فی الحال موجود عمارتیں: ۷

مرکز کا نام: مدرسہ تعلیم الاسلام بچوں کا گھر سریندرنگر (گجرات)
مکمل پتہ و فون نمبر: لکھمی پورہ نمبر ۳، دودھریز روڈ، ضلع سریندرنگر۔
فون ۰۲۷۵۲ ۲۵۴۷۸۶ ۹۴۲۷۶۶۹۱۷۰

سن تاسیس: ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء سن الحاق: ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء
تعداد اساتذہ: ۱۲ تعداد ملازمین: ۴
کل تعداد طلباء: ۱۳۰ کل تعداد حفاظ: ۲۵
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۳
کل تعداد ناظرہ خواں: ۱۱۵ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۱۵
فی الحال موجود عمارتیں: ۴ تعداد ایتام: ۴
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۳
مرکز کا نام: بچوں کا گھر
مکمل پتہ و فون نمبر: توکل نگر، کھیڑا۔ ۰۲۶۹۴-۲۲۲۰۵۲

سن تاسیس: ۱۹۸۴ء　　تعداد اساتذہ: ۲۳
تعداد ملازمین: ۱۷　　کل تعداد طلباء: ۲۹۴
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۴
کل تعداد ناظرہ خواں: 　　امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۱۲۷
فی الحال موجود عمارتیں: 　　تعداد ایتام: ۳۶
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۰۵

مرکز کا نام: جامعہ منبع العلوم
مکمل پتہ وفون نمبر: دھولقہ، احمد آباد
تعداد اساتذہ: ۲۴　　تعداد ملازمین: ۰۸

مرکز کا نام: دار العلوم سیندھوا
مکمل پتہ وفون نمبر: اے، بی، روڈ، مقام پوسٹ سیندھوا، ضلع بڑوانی، ایم پی
فون ۲۲۲۹۲۴-۰۷۲۸۱/۹۸۲۶۰۲۹۸۵۷
سن تاسیس: ۱۳۹۴ھ　　سن الحاق: ۱۹۸۵ء
تعداد اساتذہ: ۳۰　　تعداد ملازمین: ۱۵
کل تعداد طلباء: ۲۵۰　　کل تعداد حفاظ: ۲۶۷
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۲۸
کل تعداد ناظرہ خواں: ۲۶۷　　امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۷۰
فی الحال موجود عمارتیں: ۱۴　　تعداد ایتام: ۲۲
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۲

مرکز کا نام: مولانا آزاد ایجوکیشن سوسائٹی، آزاد نگر، مقام ڈونگریا
مکمل پتہ وفون نمبر: تحصیل وارہ سیلونی، ضلع بالاگھاٹ، مدھیہ پردیش

فون۰۷۶۳-۲۲۲۰۰۴

سن تاسیس: ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء سن الحاق: ازروزاول

تعداداساتذہ: ۲۰ تعدادملازمین: ۱۳

کل تعدادطلباء: ۳۱۸ کل تعدادحفاظ: ۳۰

امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداداندازاً: ۹

کل تعدادناظرہ خواں: ۲۵۱ امسال ناظرۂ مکمل کرنے والے: ۶۷

فی الحال موجودعمارتیں: ۳ تعدادایتام: ۶۵

تعدادمکاتب قرآنیہ: ۲

مرکز کا نام: جامعہ ابوہریرہ

مکمل پتہ وفون نمبر: کرکھیلی-دہرماپور-ناندیڑ

(M.S)۰۲۴۶۵-۲۳۴۷۶۶/۹۴۲۱۳۰۲۵۹۵

سن تاسیس: ۱۹۹۴ تعداداساتذہ: ۸

تعدادملازمین: ۵ کل تعدادطلباء: ۱۵۰

امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداداندازاً: ۶

امسال ناظرۂ مکمل کرنے والے: ۲۶

تعدادایتام: ۱۵

تعدادمکاتب قرآنیہ: ۱۱

مرکز کا نام: دارالعلوم محمدیہ

مکمل پتہ وفون نمبر: حمایت نگر-ناندیڑ۲۴۴۰۷۲/۲۴۴۰۳۵/۰۲۴۶۸

سن تاسیس: ۱۹۹۴ تعداداساتذہ: ۱۶

تعدادملازمین: ۶ کل تعدادطلباء: ۳۵۰

امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداداندازاً: ۱۲

امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۳۵
تعداد ایتام: ۱۷ تعداد مکاتب قرآنیہ: ۱۸

مرکز کا نام: جامعہ اسلامیہ اشرفیہ العلوم
مکمل پتہ و فون نمبر: مدنی نگر فردا وشاکھاپٹنم۔ ۰۸۹۱-۲۵۲۳۵۱۱
سن تاسیس: ۱۹۹۵ء سن الحاق: ۱۹۹۹ء
تعداد اساتذہ: ۱۰ تعداد ملازمین: ۸
کل تعداد طلباء: ۲۰۰ کل تعداد حفاظ: ۴۰
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۷
کل تعداد ناظرہ خواں: ۴۹ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۲۲
فی الحال موجود عمارتیں: ۲ تعداد ایتام: ۲۵
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۱۰

مرکز کا نام: مدرسہ منبع العلوم
مکمل پتہ و فون نمبر: ایلور۔ گوداوری۔ ۰۹۴۴۰۱۲۸۰۶۵/۰۸۸۱۲-۲۲۸۹۲۸
سن تاسیس: ۲۰۰۲ء تعداد اساتذہ: ۸
تعداد ملازمین: ۵ کل تعداد طلباء: ۱۵۳
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۰۱
تعداد ایتام: ۱۷ تعداد مکاتب قرآنیہ: ۱۸

مرکز کا نام: مدرسہ تعلیم القرآن
مکمل پتہ و فون نمبر: جمنا بستی سوئیگاؤں، اورنگ آباد۔ فون نمبر:۔ ۰۲۵۹۶-۲۱۵۵۲۹
سن تاسیس: ۱۹۸۷ء تعداد اساتذہ: ۱۴
تعداد ملازمین: ۱۵ کل تعداد طلباء: ۳۶۱

امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۲
امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۳۲
تعداد ایتام: ۲۷ تعداد مکاتب قرآنیہ: ۸۲

مرکز کا نام: مدرسہ تعلیم الدین مکمل پتہ و فون نمبر: بھادرود۔ پوٹا۔ بھاونگر
سن تاسیس: ۱۹۸۸ء تعداد اساتذہ: ۲۵
کل تعداد طلباء: ۲۳۰ کل تعداد حفاظ: ۴۵

مرکز کا نام: دار العلوم مسعودیہ مرکز مسجد گون پورہ
مکمل پتہ و فون نمبر: مومن آباد (امبہ جوگائی) ضلع بیڑ ۲۲۸۷۵۸-۰۲۴۴۶
سن تاسیس: ۱۹۷۸ ۱۴۲۸ سن الحاق: ۲۰۰۷
تعداد اساتذہ: ۴ تعداد ملازمین: ۳
کل تعداد طلباء: ۱۰۰ کل تعداد حفاظ: ۲۷۰
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۴
کل تعداد ناظرہ خواں: ۲۵۳۶ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۵
فی الحال موجود عمارتیں: ۳ تعداد ایتام: ۸

مرکز کا نام: مدرسہ عربیہ دار العلوم تعلیم القرآن پاتوڑ کیمپ منجلے گاؤں ضلع بیڑ
مکمل پتہ و فون نمبر: پاتوڑ کیمپ منجلے گاؤں ضلع بیڑ، ۹۳۲۵۷۱۸۷۷/۹۳۷۲۷۸۶۸۸۸
سن تاسیس: ۱۹۹۵ سن الحاق: ۲۰۰۱
تعداد اساتذہ: ۸ تعداد ملازمین: ۷
قدیم تعداد طلباء: ۱۲۰ کل تعداد حفاظ: ۱۵
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۱۵
کل تعداد ناظرہ خواں: ۲۰ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۲۵

فی الحال موجود عمارتیں: ۱ تعداد ایتام: ۴۰

مرکز کا نام: دارالعلوم حسینیہ جامعۃ الحسنات کیسلپوری کیمپ
مکمل پتہ وفون نمبر: دارالعلوم حسینیہ جامعۃ الحسنات کیسلپوری کیمپ، منجلے گاؤں، ضلع بیڑ
۹۴۲۲۲۴۱۷۶۶
سن تاسیس: ۱۹۹۴ سن الحاق: ۱۹/۱/۱۰۰۳
تعداد اساتذہ: ۱۰ تعداد ملازمین: ۱۴
کل تعداد طلباء: ۳۲۵ کل تعداد ناظرہ خواں: ۱۵۰
امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۴۰ تعداد ایتام: ۵۲
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۱۵

مرکز کا نام: مدرسہ احیاء العلوم
مکمل پتہ وفون نمبر: ملی کالونی M.I.D.C روڈ عثمان آباد 413501
سن تاسیس: ۱۸۸۸ء سن الحاق: ۱۸ ر اگست
تعداد اساتذہ: ۶ تعداد ملازمین: ۵
کل تعداد طلباء: ۱۰۰ کل تعداد حفاظ: ۶۳
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۴
کل تعداد ناظرہ خواں: ۱۲۰ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۱۵
فی الحال موجود عمارتیں: ۵ تعداد ایتام: ۴
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۴۵
مرکز کا نام: جامعہ حضرت عثمان بن عفانؓ احمد پور
مکمل پتہ وفون نمبر: مالیگاؤں روڈ تعلقہ احمد پور ضلع لاتور
سن تاسیس: ۱۹۹۹ء
تعداد اساتذہ: ۲۵ تعداد ملازمین: ۱۸

کل تعداد طلباء: ۳۷۵ کل تعداد حفاظ: ۲۲
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۱۴
کل تعداد ناظرہ خواں: ۱۲۰ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۱۴
تعداد ایتام: ۲۵ تعداد مکاتب قرآنیہ: ۵۰ (بمبئی)

مرکز کا نام: دارالیتمیٰ مدرسہ عربیہ تقویۃ الایمان
مکمل پتہ وفون نمبر: اوسہ ضلع لاتور ۰۲۳۸۳۲۲۲۰۹۹
سن تاسیس: ۱۹۹۴ء سن الحاق: ۱۹۹۶ء
تعداد اساتذہ: ۱۱ تعداد ملازمین: ۷
کل تعداد طلباء: ۱۷۰ کل تعداد حفاظ: ۳۶
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۶
کل تعداد ناظرہ خواں: ۲۵۰ امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۳۰
فی الحال موجود عمارتیں: ۲ تعداد ایتام: ۱۷
تعداد مکاتب قرآنیہ: ۱۲

مرکز کا نام: مدرسہ حضرت علی بن ابی طالبؓ
مکمل پتہ وفون نمبر: پلوس، سانگلی۔ ۹۲۷۰۱۹۴۴۹۹
سن تاسیس: ۲۰۰۲ء تعداد اساتذہ: ۲۰
تعداد ملازمین: ۱۲ کل تعداد طلباء: ۳۶۵
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۰۶
امسال ناظرہ مکمل کرنے والے: ۴۰ فی الحال موجود عمارتیں: ۴
تعداد ایتام: ۲۷
مرکز کا نام: مدرسہ انوار الاسلام
مکمل پتہ وفون نمبر: ایرنڈگاؤں، ناسک

سن تاسیس: ۱۹۹۹ء تعداد اساتذہ: ۸
کل تعداد طلباء: ۹۰ کل تعداد حفاظ: ۲۴
امسال حفظ مکمل کرنے والے طلباء کی تعداد اندازاً: ۳
کل تعداد ناظرہ خواں: ۱۴

مرکز کا نام: مدرسہ خدیجۃ الکبریٰؓ
مکمل پتہ وفون نمبر: شیر پور، برہانپور
سن تاسیس: ۲۰۰۶ء تعداد اساتذہ: ۲۹
کل تعداد طلباء: ۴۰۷

مرکز کا نام: مرکز جامعہ محمدیہ، احمد نگر

ایک خطیر رقم کے خرچ کے ساتھ بڑے پیمانے پر تعمیری کام مکمل ہو چکا ہے، جس میں دینی وعصری دونوں تعلیم کا نظم ہوگا، انشاء اللہ، بل کہ آئی ٹی آئی کی اجازت بھی حکومت کی جانب سے مل چکی ہے، رمضان المبارک کے بعد انشاء اللہ باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوگا۔

مرکز کا نام: مرکز محمد باشاخ، ویجاپور، اورنگ آباد

اس مرکز کا بھی تعمیری کام مکمل ہو چکا ہے، اور شیخ مکی کے ہاتھوں افتتاح بھی ہو چکا ہے، مسجد، درسگاہیں، اور ہوسٹل سب تیار ہے، رمضان المبارک کے بعد یہاں بھی انشاء اللہ باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

دعا فرمائیں اللہ علاقہ کے لیے باعثِ خیر وبرکت مقدر فرمائے۔ آمین!

جامعہ ایک نظر میں

(۱) جامعہ کی تاسیس:	۱۹۷۹ء مطابق ۱۴۰۰ھ
(۲) جامعہ کے سرپرست اول:	حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندویؒ
(۳) جامعہ کے سرپرست ثانی:	حضرت مولانا علی یوسف کاویؒ
(۴) جامعہ کے سرپرست موجودہ:	حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی مدظلہٗ
(۵) جامعہ کے رئیس وبانی:	حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلہٗ
(۶) جامعہ کے نائب رئیس:	جناب الحاج حافظ محمد اسحاق صاحب مدظلہٗ
(۷) جامعہ کے کل طلبہ:	۸۳۱۶
(۸) جامعہ کے کل اساتذہ وملازمین:	۷۴۳
(۹) جامعہ کی (اقامتی) شاخیں:	۵۳
(۱۰) جامعہ کے اقامتی شاخوں میں پڑھنے والے طلبہ:	۱۷۹۶۳
(۱۱) جامعہ کے مکاتب:	۱۶۳۵
(۱۲) اساتذۂ مکاتب:	۱۶۳۵
(۱۳) طلبۂ مکاتب:	۶۴۸۰۵
(۱۴) جامعہ سے فارغ ہونے والے فضلاء:	۱۴۱۵
(۱۵) جامعہ سے حفظ مکمل کرنے والے طلبہ:	۳۳۳۵
(۱۶) قرأتِ سبعہ سے فارغ ہونے والے:	۳۵۰
(۱۷) روایت حفص کی تکمیل کرنے والے (عربی، اردو):	۷۳۱
(۱۸) شعبۂ دینیات سے ناظرہ مکمل کرنے والے طلبہ:	۵۲۱۵
(۱۹) آئی ٹی آئی سے فارغ شدہ طلبہ:	۱۱۳۴
(۲۰) بی، یو، ایم، ایس سے فارغ شدہ طلبہ:	۲۰۳
(۲۱) پالی ٹیکنک سے فارغ شدہ طلبہ:	۱۶۵

(۲۲)ڈی ایڈ اردو سے فارغ شدہ طلبہ:	۲۵۰
(۲۳)بی ایڈ سے فارغ شدہ طلبہ:	۱۸۸
(۲۴)ڈی ایڈ مراٹھی سے فارغ شدہ طلبہ:	۱۰۰
(۲۵)علی الانہ بی فارمیسی سے فارغ شدہ طلبہ:	۱۲۰
(۲۶)علی الانہ ڈی فارمیسی سے فارغ شدہ طلبہ:	۱۴۲
(۲۷)مولانا ابوالکلام آزاد ہائی اسکول سے SSC پاس طلبہ:	۲۱۱
(۲۸)مولانا ابوالکلام آزاد ہائی اسکول سے HSC پاس طلبہ:	۲۶۶
(۲۹)اردو پرائمری اسکول سے:	۱۸۵
(۳۰)عصری درسگاہوں سے اب تک اپنی تعلیم مکمل کرنے والے طلبہ:	۲۹۲۴
(۳۱)دینی تعلیم سے اب تک اپنی تعلیم مکمل کرنے والے طلبہ:	۱۱۱۲۲
(۳۲)عمارات جامعہ:	۵۰
(۳۳)اراضی جامعہ:	۱/۵۰ ایکڑ
(۳۴)تعمیری کام:	۱/۲۵ ایکڑ
(۳۵)مساجد کی تعمیر:	۳۸۵۰
(۳۶)بورنگ:	۱۹۲۵
(۳۷)وظائف یتیمی:	۱۳۵۰
(۳۸)وظائف بیوگان:	۳۰۰
(۳۹)جامعہ سے اسکالرشپ پانے والے طلبہ:	۴۷
(۴۰)کتب خانہ میں کتابوں کی تعداد:	۲۵/ہزار

(۴۱)جامعہ سے نکلنے والے ماہنامے:

(۱)بیان مصطفٰے

(۲)سہ ماہی النور عربی

(۳)سہ ماہی شاہراہ علم

اساتذہ جامعہ کی تصنیفی خدمات

مولانا نظام الدین قاسمی:

(۱)	تذکرۂ اکابر	۱۹۹۴ء
(۲)	اشاعتی اردو قاعدہ	۱۹۹۵ء
(۳)	چہل ربنا	۱۹۹۶ء
(۴)	چہل اللہم	۱۹۹۷ء
(۵)	ترجمہ منتخب آیات قرآنی	۲۰۰۴ء
(۶)	حضرت مولانا وستانوی مدظلہ کی پُرسوز مجلسِ ذکر	۲۰۰۶ء
(۷)	جامعہ اکل کوا، تاریخ وخدمات کے آئینے میں	۲۰۰۷ء
(۸)	اخلاق الصالحین	غیر مطبوعہ ۱۹۹۵ء
(۹)	تقریر نظامی در بیان حسن انسانی	غیر مطبوعہ ۱۹۸۹ء
(۱۰)	رہنمائے معلمین	غیر مطبوعہ ۱۹۹۶ء
(۱۱)	قرآنی کوئز	غیر مطبوعہ ۲۰۰۶ء
(۱۲)	سیرت کوئز	غیر مطبوعہ ۲۰۰۶ء
(۱۳)	ہمارے اکابر اور اس کے مال میں احتیاط	غیر مطبوعہ ۲۰۰۶ء

قاری عبد الستار صاحب:

قرآنی فائدہ مع نورانی قاعدہ

مولانا نعمت اللہ قاسمی:

دل پسند تقریریں ۲۰۰۲ء

مفتی جعفر صاحب ملی:

الاصول والقواعد للفقہ الاسلامی ۱۴۲۶ھ ۲۰۰۵ء

مولانا افتخار صاحب سمستی پوری قاسمی:

(۱) توضیحات شرح اردو مرقات: ۱۹۹۳ء

(۲) دبستان بلاغت: ۲۰۰۳ء

(۳) باطن کا سفر اور سائنس کی رہنمائی میں: ۲۰۰۷ء

مولانا عبدالمنان بستوی:

(۱) اشاعۃ النحو: ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۱ء

(۲) اشاعۃ الصرف (پہلا حصہ): ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳ء

(۳) اشاعة الفرقان فی حل اعراب القرآن: ۱۴۲۷ء ۲۰۰۶ء

مولانا ولی اللہ صاحب قاسمی بستوی:

(۱) حمد الٰہی: ۱۹۹۰ء

(۲) نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ۱۹۹۱ء

(۳) مدح صحابہ: ۱۹۹۲ء

(۴) انمول موتی: ۱۹۹۴ء

(۵) شمع رسالت: ۱۹۹۴ء

(۶) عظمت قرآن: ۱۹۹۴ء

(۷) قرآن کی پکار: ۱۹۹۴ء

(۸) نشاط روح: ۱۹۹۹ء

(۹) داستان غم: ۱۹۹۹ء

(۱۰) کچھ یادیں، کچھ باتیں: ۱۹۹۹ء

(۱۱) آمنہ کا دلارا صلی اللہ علیہ وسلم: ۲۰۰۲ء

(۱۲) ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۲۰۰۲ء

(۱۳) ہمارا وطن: ۲۰۰۳ء

(۱۴) تحفۂ رمضان: ۲۰۰۴ء

(۱۵) ہدایت کے ستارے: ۲۰۰۵ء

(۱۶) ارمغان حج: ۲۰۰۵ء

(۱۷) رخصتی نامہ: ۲۰۰۶ء

(۱۸) تحفۂ شادی: ۲۰۰۶ء

(۱۹) یاد یعقوب: ۲۰۰۳ء

(۲۰) ذکر طاہر: ۲۰۰۳ء

(۲۱) سوغات قرآن: ۲۰۰۶ء

(۲۲) تری شان جل جلالہ: ۲۰۰۷ء

(۲۳) سوانح منیری: ۲۰۰۷ء

(۲۴) نذرانۂ جامعہ: ۲۰۰۷ء زیر طبع

مولانا مرشد صاحب قاسمی:

نکات الصرف: ۲۰۰۳ء

كيف تخطب باللغة العربية والأردية: ۲۰۰۴ء

مولانا عبدالرحمٰن ملی ندوی:

افشاء السلام (اردو): ۱۹۹۸ء

اسلام ایک دعوتی مذہب ہے: ۲۰۰۰ء

مختارة من الخطب العربية (عربی): زیر ترتیب

افشاء السلام (عربی): زیر ترتیب

مولانا عبدالستار صاحب اعظمی:

مباحث في الهندوسية: غیر مطبوعہ

حجیت حدیث پر منکرین حدیث کے
شبہات اور ان کا تنقیدی جائزہ غیر مطبوعہ

مولانا عبدالرحیم فلاحی:

تحفۂ تراویح ۱۹۹۹ء

تحفۂ بیٹی ۲۰۰۵ء

المذاکرۃ التفسیریۃ پارہ اٹھارہ ۲۰۰۳ء

المذاکرۃ التفسیریۃ پارہ ۲۳ ۲۰۰۶ء

مولانا رضوان الدین معروفی:

اللؤلؤ والمرجان فی لطائف القرآن ۲۰۰۲ء

دعا سے کیا نہیں ملتا؟	غیر مطبوعہ
البغیۃ المرضیۃ فی تحقیق الایام الاضحیۃ	غیر مطبوعہ

مولانا افتخار احمد بستوی:

خطب سہلۃ اول، دوم (عربی)	۱۹-۱۴۱۸ھ
پُرکیف نعتیں	۱۴۲۰ھ
اچھی نعتیں	۱۴۲۱ھ
محادثات سہلۃ (عربی)	۱۴۲۲ھ
ٹیلی فون پر گفتگو کے اسلامی آداب	۲۰۰۵ء
چہل حدیث (روزہ)	۱۴۲۲ھ
چہل حدیث (نماز)	۱۴۲۲ھ
چہل حدیث (جنازہ)	۱۴۲۲ھ
ایک سچا مسلمان (اردو، ہندی)	۱۴۲۵ھ
رمضان المبارک کے فضائل	۱۴۲۶ھ
اصطلاحات حدیث	۱۴۲۷ھ
Easy English Course I (انگریزی)	۲۰۰۶ء
Easy English Course II (انگریزی)	۲۰۰۶ء

مولانا ناظم علی:

مثالی اردو

نشاط افزا تقریریں

مثالی تقریر

اسلام کے مردان کار	(غیر مطبوعہ)
رہنمائے متعلمین	(غیر مطبوعہ)
اسلام کا مکمل نظام تزویج	(غیر مطبوعہ)

جامعہ کی خدمات پر اصحابِ قلم کی نگارشات

من کان للہ کان اللہ لہ (الحدیث)

جامعہ کی ترقی قدم بہ قدم
بزرگوں کی دعاؤں کے دم بدم

(مولانا) عبدالرحیم فلاحیؔ
استاذ تفسیر وحدیث جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، نندوربار، مہاراشٹر

دنیا کی کوئی بھی تحریک ہو یا مشن کوئی بھی ادارہ ہو یا جماعت چھوٹی یا بڑی تقریر ہو یا خطاب ہو یا تحریر و مضمون نگاری یا انتظام ہو یا درس و تدریس حکومت و مملکت ہو یا کہ ملازمت و نوکری ہر ایک کا مردِ میدان امیدوار ہوتا ہے، متمنی رہتا ہے کہ میرا شعبہ ترقی بھی کرے۔ محبوبیت مقبولیت بھی ہو اور اس کی افادیت عام بھی ہو تام بھی ہو، ہمہ گیر بھی ہو، ملک گیر بھی ہو، اور اس انداز کی مقبولیت کیسے حاصل ہوتی ہے؟ اور ہمارا مشاہدہ اس قسم کی ترقی کے سلسلے میں کیا ہے؟ زیر نظر مضمون میں راز سربستہ کو منکشف کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا جو اپنی زندگی کے ۲۷ر سالہ خدمات کے ذریعہ مثالی ترقی کر رہا ہے، اسے اجاگر کرنا بھی مقصود و مطلوب ہے۔ کسی تحریک کی ترقی کے کل تین بنیادی عناصر ہیں: (۱) مخلصانہ حرکت۔ (۲) اللہ کی مرضی ومنشاء۔ (۳) اہل اللہ کی دعا اور رجوع الی اللہ۔

اللہ کی مرضی اور مشیت کے بغیر نہ درخت کا پتہ ہلتا ہے نہ ہوا کا جھونکا چلتا ہے، نہ بندے کے اعضاء و جوارح حرکت کر سکتے ہیں، کسی نے کہا اور خوب کہا ؎

میری حرکت بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے
یہ قدم اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

حضرت بانی جامعہ اشاعت العلوم سے حق جل مجدہٗ کو قوم ملت کی مثالی، ملی، قومی، تعلیمی اور سماجی خدمت لینا منظور ہوا تو گجرات کے گمنام "**وستان**" سے نکال کر "اکل کوا" جیسی گمنام دورافتادہ خزاں رسیدہ بستی میں پہونچایا اور پھر جو اللہ کی مرضی کا مظاہرہ ہو وہ تاریخ

کا روشن باب بھی ہے اور زریں ورق بھی جو کام ایک حکومت وقت اپنے اقتدار کی طاقت اور ایک مخیّر جماعت اپنے دھن کے باور اور بارسوخ اور باصلاحیت گروہ اپنی صلاحیت کے بل بوتے پر جو کام نہیں کر سکتی اسے خدا ذوالجلال نے ایک فرد کے ذریعہ لیا اور لے رہا ہے، شامل ہے اور جامعہ کی ایک ایک اینٹ اپنے دیکھنے والوں کو دعوت وعبرت پذیری دے رہا ہے کہ دیکھو مجھے مگر نگاہ عبرت سے

قیاس کن زگلستان من بر مرضیٔ مولی
کہ مرضیٔ مولی من از ہمہ اولی

دوسرا بنیادی عنصر : دوسرا بنیادی عنصر کسی بھی ترقی کا یہ ہے کہ تعصب سے بالاتر ہو کہ جذبۂ خدمت خلق سے سرشار ہو کر بلا امتیاز رنگ ونسل۔ قوم وطن صرف اور صرف منشاء الٰہی اللہ کی خوشنودی کی علاوہ کوئی اور خواہش نفسانی کی آمیزش نہ ہو تو ایسے کام میں گہرائی بھی آتی ہے، ہمہ گیری بھی آتی ہے اور ترقیات کی منازل بھی طے ہوتی ہیں اور اس کی تحریک بھی بام عروج کو پہنچتی ہیں اور یہ محسوس بھی نہیں ہوتا کہ یہ سب کیا اور کیسے اور کب ہوا؟
جامعہ اشاعت العلوم اور دیگر مدارس دینیہ جو ترقی کی راہوں پر گامزن ہیں اور حیرت انگیز ترقیات اور برقی ابتلاءات ورزمائش سے بعافیت تمام نکل کر اپنوں پرائیوں میں جگہ بنالینا یہ علامت ہے، خلوص بھری مساعی جمیلہ کی عند اللہ مقبول ہونے کی اور صداقت قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی "مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کان اللہ لہٗ" اللہ پاک مزید خلوص للّٰہیت کی دولت سے ہمکنار کرے۔

تیسرا بنیادی عنصر : تیسرا بنیادی عنصر جو اس وقت روح اور جان ہے اور وہ یہ کہ جب تک بانی ومحرک کا قلب اللہ سے وابستہ نہ ہو اور اللہ والوں کی آہ سحر گاہیاں شامل تحریک نہ ہو وہاں تک ترقی کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا آپ کا پیارا جامعہ جس نے اپنے ۲۷ رسالہ زندگی میں جو تعلیمی میدان میں نیک نامی تربیتی میدان میں خوش گنتای اور تعمیری میدان میں قابل تقلید ترقی کی ہے اس کے پیچھے فکر دائمی جہد مسلسل کے علاوہ بزرگان دین اور اکابرین امت کی جو توجہات عالیہ شامل حال رہی ہے اس کو فراموش نہیں کیا جا سکتا اساطین علم وعمل کی ادعیہ صالحہ ہی جامعہ کی ترقی کا اساس اور بنیاد ہے۔ ہم وقت صلحاء اہل دل اشخاص

کے خطوط کا اقتباس پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جو جامعہ اور بانی جامعہ کے لیے ایک دستاویز اور سند کی حیثیت رکھتا ہے، اگر صفحات میں گنجائش رہی تو عکس تحریر بھی پیش کر کے اس تاریخی شمارہ کو مزید وقیع بنانے کی کوشش کیا جائے گی۔

۱۔ چناں چہ حضرت شبلیؒ زمن حضرت مولانا احمد محمد پرتا بگڈھی ؒ تحریر فرماتے ہیں:

عزیزم سلمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدرسہ کا حال معلوم کر کے مسرت ہوئی ماشاء اللہ خوب کام ہو رہا ہے، اللہ تعالی مزید ترقی دے سبھی اساتذہ، کارکنان وطلباء کو بعد سلام یہ نصیحت ہے کہ صدق وخلوص سے کار دین کو انجام دینے کی سعی کریں تا کہ ہر عمل عند اللہ مقبول ہو۔

۲۔ مسیح الامت حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خاں صاحب جلال آبادی ؒ تحریر فرماتے ہیں:

مکرمی زید مجدہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدرسہ کا حال فراوانی ترقی معلوم ہو کر خاص مسرت ہوئی اللہ بابرکت بنائے اللہ تعالی تعلیمی تحویل تعمیری اخلاقی ترقی سے نوازے مدرسہ ایک ادارہ ہے اس میں ہم مذہب کے ساتھ ہم مسلک ہم مشرب ہونا بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالی با استحضار اخلاص استقامت سے نوازے۔

۳۔ محدث عصر حضرت امیر الہند اول حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی ایک دعوت نامے کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ عزیزم سلمہٗ السلام علیکم

"آپ جس مہینہ میں چاہیں میرا پروگرام بنائیں مگر اس پروگرام سے ایک مہینہ پہلے مجھے مطلع فرمائیں اور شعبان میں پروگرام نہ رکھیں، کھٹل کی بستی میں جانے سے مجھے انکار نہیں مگر وہاں رات کو قیام نہ کروں گا۔ بارگاہ رب العزت میں دعاء گو ہوں اللہ پاک آپ کو ہمیشہ اپنے مقاصد میں کامیاب کرے اور صحت وعافیت کے ساتھ دین کے کام میں لگے رہنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین!

۴۔ صدیق امت سرپرست جامعہ جنید وقت علامہ صدیق احمد باندویؒ ایک خط کے جواب میں نہایت ہی اپنائیت اور شفقت بھرے انداز میں رقم طراز ہیں کہ:

(۱) ۷ ارمارچ میں نے خالی رکھی تھی تبدیلی کا علم مجھے بعد میں ہوا میں نے ایک ایسی جگہ

تاریخ دے دی ہے، جس میں پہونچنا ضروری ہے کوئی شکل سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔

(۲) دل سے دعاء کرتا ہوں اللہ پاک ہر اعتبار سے جلسہ کامیاب فرمائے مجھے آپ سے اور مدرسہ سے دلی تعلق ہے مجبوری نہ ہوتی تو میں ضرور حاضر ہوتا۔

(۳) میں تو آپ کے گھر کا آدمی ہوں بعد میں بھی حاضر ہو سکتا ہوں۔

۵۔ فقیہ زمن صاحب فتاویٰ رحیمیہ حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ ایک دعائیہ خط میں تحریر فرماتے ہیں:

(۱) آپ کا گرامی موصول ہو کر جامعہ کے حالات سے کاشف ہوا قلبی مسرت ہوئی۔

(۲) اللہ تعالیٰ مزید روحانی ظاہری وباطنی ترقیات سے نوازے اور تمام اخراجات کا غیب سے انتظام فرمائے۔

(۳) جامعہ کے جتنے پروگرام ہیں خداوند قدوس ان کو پورا فرمائیں اور اس کا فیض بیش بیش جاری وساری فرمائیں۔

۶۔ مفکر ملت جہاں دیدہ حضرت مولانا ابوالحسن علی الحسنی الندویؒ:

(۱) آپ کا خط ۷؍ستمبر کو ملا۔

(۲) اس سے مسرت ہوئی کہ تصدیق نامہ مل گیا۔

(۳) اکتوبر نومبر میں بیرونی سفر درپیش ہے اس لیے آپ آنے کی زحمت نہ فرمائیں۔

(۴) ویسے دعاؤں سے دریغ نہیں ہے اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ حضرات کے ذریعہ اخلاص کے ساتھ دینی علوم کی اشاعت کا کام لے۔

محسن گجرات حضرت شیخ مولانا محمد رضا رجمیری صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ راندیر۔

محترم جناب حافظ محمد اسحاق صاحب دمتم بالخیر والعافیۃ۔

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ یادفرمائی کا بہت بہت شکریہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ اس گلشن علم وعرفان کو تادیر قائم رکھے اور بندوں کے لیے فیوض وبرکات کا سرچشمہ بنائے رکھے۔

☆ حضرت مولانا غلام محمد صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے خوب خوب

نوازے جنہوں نے اس ادارے کو مفید عام بنانے کے لیے مخلصانہ کوشش جاری رکھی ہیں رات دن اسی دھن میں نظر آتے ہیں۔ اللہ سب کو فلاح دارین نصیب کرے۔

☆ محدث دوراں استاذ الاساتذہ حضرت شیخ مولانا محمد یونس صاحب جونپوری دامت برکاتہم

عزیزم مولوی غلام محمد وستانوی صاحب سلمہٗ

السلام علیکم......

ابھی لفافہ ملا'' آپ کی خیریت اور ساتھ میں مدرسہ کی ترقیات معلوم ہوکر بے حد خوشی ہوئی اللہ آپ کو ہر طرح بعافیت رکھ کر دین کی خدمت کی زائد سے زائد توفیق دے۔ حقیقت ہے کہ آپ کی دینی خدمات سے دلی خوشی ہوتی ہے، دل سے دعائیں نکلتی ہیں، اگر آپ کی کسی نوع کی ظاہری اعانت نہیں کرسکتا تو دعاء میں انشاء اللہ کوتاہی نہ کروں گا۔

☆ داعی کبیر حضرت جی سوم حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کاندہلوی:

مکرمی محترم مہتمم صاحب السلام علیکم

مکتوب گرامی موصول ہوگیا، بندہ دعا کرتا ہے حق تعالی جامعہ کو ہر طرح کی ترقیات سے نوازے اور آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔ بارآور فرمائے۔ مدرسہ اور اس کی بھلی کاوش کو نظرِ بد سے بچائے۔

خدا سے اخلاص کے لیے دعا گو رہیں۔ ہم بھی دعا کرتے ہیں کہ حق تعالی ادارے کو تعلیم اور تبلیغ کی خدمات سے وافر حصہ عطا فرمائے اور رکاوٹیں دور فرمائے۔

یہ مشت نمونہ از خروارے کے طور پر اکابرین کے خطوط کا اقتباس پیش کیا گیا ہے۔ اور اس راز کو منکشف کرنے کی سعی کی گئی ہے کہ بانی جامعہ اور جامعہ کی ترقی میں مشیتِ الٰہی کی فرماں روائی اور جہد مسلسل کے ساتھ اللہ کی مدد اور بزرگانِ دین کی توجہات اور ادعیۂ صالحہ لمحہ بہ لمحہ، نفس نفس، قدم قدم پر کارفرما رہی ہیں۔

اللہ اُن اکابرین کو جو دنیا سے رخصت ہوچکے ہیں مغفرت فرما کر اعلی درجات نصیب فرمائے، اور موجودہ اکابرین کی توجہات عالیہ برقرار رکھ کر مزید توجہات وادعیہ کا مستحق بنائے۔ آمین۔

مبشرات

مولانا بشیر صاحب کشمیر
استاذ جامعہ

مادر علمی جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا سے نکلنے والے سہ ماہی "شاہراہ علم" کے اس دفعہ کے شمارے میں جامعہ کے تعارف اور خدمات کے سلسلے میں خصوصی شمارہ کی اشاعت ہو رہی ہے۔ اس شمارے میں جامعہ کے مؤقر اساتذہ کرام کے مختلف مضامین قارئین حضرات کو پڑھنے کو ملیں رسالے کے مدیر ہمارے دوست اور رفیق درس حضرت مولانا ابوحمزہ وستانوی حفظہ اللہ نے ہمیں بھی حکم فرمایا کہ آپ جامعہ کے سلسلے میں مبشرات پر مضمون تیار کریں یوں بھی ایک مرتبہ جب میں رمضان کی تعطیلات گذار کر جامعہ آ رہا تھا تو دوران سفر ریل میں ایک طالب علم سے ہماری ملاقات ہوئی، اور دوران گفتگو انہوں نے ہم سے پوچھا کہ آپ کہاں پڑھتے ہو، ہم نے کہا کہ میں جامعہ اکل کوا میں پڑھتا ہوں تو اس نے مجھ سے کہا کہ اکل کوا میں، کیا پڑھتے ہو دار العلوم دیوبند میں پڑھنا چاہئے تھا، وہ ایک الہامی مدرسہ ہے وہ ایک تاریخی ادارہ ہے اس کی ایک تاریخ ہے پھر اس طالب علم نے حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتویؒ کے خواب کا بھی تذکرہ کیا تو ہم نے اس سے کہا کہ بھائی جس طرح دار العلوم تاریخی ادارہ ہے جس طرح دار العلوم کی ایک تاریخ ہے اسی طرح جامعہ اکل کوا بھی ایک تاریخی ادارہ ہے جامعہ اکل کوا کی بھی ایک تاریخ ہے یہ الگ بات ہے کہ آپ کو وہاں کی تاریخ معلوم نہیں ہے۔ اس وقت یہ داعیہ دل میں پیدا ہوا کہ اس طرح کی باتیں جو جامعہ کے بارے میں ہوں ان کو عوام کے سامنے لانا چاہئے تا کہ لوگوں اور جامعہ کے طلباء کو جامعہ کے بارے میں معلومات ہو جائے تا کہ جامعہ کے طلباء کو اگر کوئی جامعہ کے متعلق پوچھے تو وہ جامعہ کے بارے میں کچھ کہہ سکے لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہماری اس خامہ فرسائی کا مقصد تقابل ہرگز نہیں ہے بلکہ صرف ان واقعات کو قارئین کے سامنے لانا ہے ورنہ جب میں نے اس سلسلے میں سیدی، مرشدی، مشفقی، مربی حضوت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت

فیوضہم سے مشورہ لیا اور معلومات کے لئے حاضر ہوا تو بڑے حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا کہ یہ چیزیں دینی کام کرنے والوں کے لئے تائید غیبی ہوتی ہیں ان کو عوام کے سامنے لانا نہیں چاہئے تو ہم نے عرض کیا کہ حضرت اگر ان باتوں کو ضبط تحریر میں نہ لایا جائے تو اگر کسی زمانے میں کوئی شخص جامعہ کی تاریخ لکھنا چاہئے تو ایسا شخص جامعہ کی تاریخ کیسے لکھے گا تو اس پر بڑے حضرت دامت برکاتہم نے فرمایا کہ "ہاں تیری یہ بات تو صحیح ہے"۔اب آگے ہم ان واقعات کو قارئین کی نظر کرتے ہیں ان واقعات میں ہم پہلے واقعہ کو اس شخص کے نام کے ساتھ پیش کر رہے ہیں جب کہ دوسرے واقعات کو بصیغہ تمریض ہدیہ قارئین کریں گے۔

فرشتوں کی جماعت:

جامعہ کے بالکل ابتدائی سالوں میں راجستھان کے حنیف نام کے ایک آدمی جامعہ میں رات میں نگرانی کرتے تھے وہ بڑے نیک اور تہجد گذار شخص تھے وہ فرماتے ہے کہ ایک دن جب میں رات میں نگرانی کر رہا تھا کہ میں نے ایک جماعت کو دیکھا جو بالکل سفید لباس میں ملبوس تھی یہاں تک کہ ان کے جوتے بھی سفید تھے آئی اور مجھ سے حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم حضرت حافظ اسحاق صاحب وستانوی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا یعقوب صاحب خان پوریؒ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا کہ یہ حضرات عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد گھر تشریف لے گئے ہیں تو اس جماعت نے اپنا سامان عبادت خانے میں رکھا کیوں کہ اس وقت تک مسجد میمنی تعمیر نہیں ہوئی تھی اور وہ جماعت نماز اور دعا میں لگ گئی تقریباً فجر تک وہ حضرات اسی طرح نماز و دعا میں مشغول رہے پھر فجر سے کچھ پہلے اچانک مدرسہ کے صدر دروازے کی طرف چلے گئے اور غائب ہو گئے اور اس کے بعد جب بڑے حضرت تشریف لائے تو ہم نے ان سے اس جماعت کا تذکرہ کیا تو حضرت نے فرمایا کہ ہم اس بارے میں اپنے استاذ حضرت مولانا ابرار صاحب دھولیہؒ سے پوچھیں گے تو جب حضرت مولانا ابرار صاحب دھولیہؒ سے پوچھا گیا تو آپؒ نے فرمایا کہ وہ فرشتوں کی جماعت تھی جو دعا کرنے کے لئے آئی تھی یہاں یہ بات یاد رہے کہ یہ خواب نہیں بلکہ ان دیکھنے والے صاحب یعنی حنیف بھائی نے یہ سب جاگتے ہوئے دیکھا ہے اور عبادت خانہ مدرسہ کی مرکز کی عمارت کی نچلی منزل میں ہے جب اس کے اوپر اس وقت جامعہ کے تمام دفاتر ہیں اور

ایک بات اور بھی دلچسپ ہے کہ اس عبادت خانے کے بھی نو درے ہیں جیسا کہ دارالعلوم کی اس بنیادی عمارت کے نو درے ہیں جہاں طلباء کو بھولی ہوئی باتیں یاد آجاتی ہیں اور سبق جلد یاد ہو جاتا ہے۔

جامعہ اکل کوا، میرا مدرسہ ہے:

ایک دفعہ جامعہ کے ایک استاذ نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطبخ سے باب صدیق کی طرف تشریف لے جارہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جامعہ میرا مدرسہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلباء کے ہاتھ درست کیے:

جامعہ کے ایک طالب علم اور ہمارے درسی ساتھی جو کہ بنگال کے رہنے والے ہیں انکو دورہ حدیث شریف والے سال ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کوئی چیز عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میمنی میں تشریف لائے اور نماز میں بہت سارے بچوں کے ہاتھ درست فرمائے یعنی کچھ طلباء کے ہاتھ نماز میں صحیح باندھے ہوئے نہیں تھے تو آپ نے انہیں درست فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کے ہال میں کھانا تناول فرمایا:

گذشتہ سال جامعہ کے ایک طالب علم نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ہم خواب میں مطبخ میں کھانہ کھا رہے ہیں کہ ایک استاذ کھانے کے ہال میں آئے اور اس طالب علم نے ان سے پوچھا کہ حضرت آپ یہاں کیسے آئے ہیں تو ان استاذ نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تشریف لائے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کھانا تناول فرمایا اور وہاں کچھ کھانا بچا ہوا تھا تو وہ استاذ کھانا کھانے لگے تو اس طالب علم کے ایک ساتھی نے ان سے کھانا لیا لیکن اپنے ساتھی اس طالب علم کو کھانے نہیں دیا تو اس طالب علم نے ان استاذ سے کہا کہ مجھے بھی کھانے دو تو ان استاذ نے کہا کہ لے، تو پھر اس طالب علم نے بھی کھانا

(بقیہ ص: ۱۳۲)

جامعہ اور اس کی چند امتیازی خدمات

مفتی عبدالقیوم صاحب
استاذ جامعہ اکل کوا

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کے قیام وبناء کی مدت دیگر قدیم اداروں کی طرح لمبی اور طویل نہیں ہے بل کہ صرف ۲۹ رسال ہے۔ لیکن اس عرصۂ قلیلہ میں اس نے اتنی ہمہ جہتی ترقی کی ہے جس پر سوائے اظہار حیرت کے کچھ نہیں کہا جاسکتا اس کی متنوع خدمات اور مختلف الانواع سرگرمیوں کی بیناد پر لفظِ جامعہ بجا طور پر اس کے لیے موضوع لگتا ہے، یقیناً اس میں ہر قسم کی جامعیت موجود ہے۔

یہ عظیم الشان اور محیر العقول کارنامہ جہاں مالک الملک خداوند ذوالجلال کی قدرت کاملہ کا مظہر ہے، وہیں پر اسباب کے درجہ میں اس کے روح رواں مردِ قلندر خادم القرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی دام ظلہ کی کوشش پیہم جہد مسلسل محنت ومشقت اور بزرگوں کی آہِ سحر گاہی کا نتیجہ اور ثمرہ بھی ہے۔ جامعہ کی ساری خدمات اور سرگرمیوں پر زورِ قلم صرف کرنے کے لیے تو ہزاروں صفحات بھی ناکافی ہوں گے لیکن وہ خصوصیات وامتیازات جن کی بنیاد پر جامعہ شہرت کی فضاؤں میں اور ہند اور بیرون میں محبوبیت کا مقام حاصل کر چکا ہے انہیں ذکر کیے بغیر جامعہ کا حقیقی تعارف ہو ہی نہیں سکتا ہے۔

محترم قارئین: یہ ایک المیہ سے کم نہیں کہ قرآن پڑھنے پڑھانے کا کم وبیش ہر دور میں ہندوستان کے مسلمانوں نے انتظام کیا ہے لیکن لوگوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کہ عربی کے تلفظ کے بھی آداب واصول ہیں یہاں عوام کی بات چھوڑیے خود علماء اس کے نابلد تھے، چناں چہ زمانہ دراز تک اِسی پرانی ڈگر پر قرآن پڑھنے پڑھانے کا کام چلتا رہا لیکن کسی کی توجہ اس طرف نہیں تھی کہ قرآن کسی طرح پڑھا جائے خود میرا بھی یہ حال تھا کہ میں نے بچپن میں قرآن ختم کیا اور فارسی کی تعلیم سے فراغت پانے کے بعد جب عربی کی ابتدائی کتابیں اپنے وطن ہی کے ایک ارادہ میں پڑھنے لگا، اس وقت تک حرکت معروف ومجہول سے ناآشنا تھا بل کہ بہت دنوں تک بھی اس کا علم میرے لیے مجہول ہی رہا، تجوید کے دیگر قواعد

کی بات تو بہت بڑی رہی۔

قرآن کے اس دورِ مظلومیت میں جامعہ نے آیت: ورتل القرآن ترتیلا اور حدیث: خیرکم من تعلم القرآن وعلمه کو عملی جامہ پہنا کر اور اس کی حقیقی تصویر پیش کر تے ہوئے اور اول ہی سے اپنی عنان توجہ قرآن اور تصحیح قرآن کی طرف مبذول کی اور پورے عزم بالجزم کے ساتھ حرکت وعمل بن کر قرآن کی صحیح تعلیم کو رواج دینے کے لیے ایک صور پھونکا جس سے سوئی بستیاں خواب غفلت سے بیدار ہوئیں اور ان کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں جب صور پر غور کیا تو دل پڑ پڑے ہوئے پردے بھی چھٹ گئے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ ہم قرآن سے غفلت اور پرواہی کے نتیجہ میں قعرِ مذلت میں گرے ہوئے ہیں۔ جامعہ کا یہ صور صور اسرافیل سے کچھ کم نہیں تھا جس کا عام اثر یہ ہوا کہ لوگوں کے دلوں میں ہی ایک جذبہ انگڑائیاں لے نے لگا کہ اب سب سے پہلی ضرورت قرآن کو صحیح پڑھنے پڑھانے کی ہے ورنہ ہماری مکمل تباہی میں دیر نہیں۔ چناں چہ اس فکر کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی سال گذرے تھے کہ یہ ویران بستیاں تلاوت وتجوید کا چمن زار بن گئیں جن دیہاتوں سے صبح وشام چرند پرند کی صداؤں کے سواء کچھ سنائی نہیں دیتا تھا آج وہاں سے تلاوت کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ جہاں تلاوت قرآن کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی نہر جاری نہیں تھی آج وہاں سے چشمے اُبل رہے ہیں اس طرح قرآن کی تعلیم کی ایک ایسی فضاء بن گئی ہے، جس میں ہر شخص فرحت وسرور کے ساتھ سانس لے رہا ہے اور اپنی دونوں جہاں کی کامیابی پر نازاں ہے۔ یقیناً اِسے بجا طور پر جامعہ کے روح رواں حضرت مولانا غلام محمد وستانوی دامت فیوضہم کا تجدیدی کارنامہ ہی کہا جا سکتا ہے، جنہوں نے قرآن اور تصحیح قرآن کی خدمت میں ترقیوں کے رازِ پنہاں کو پالیا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت والا مدظلہ کو عافیت وسلامتی کے ساتھ عمر دراز نصیب فرمایئے، نیز جامعہ اور نظامِ جامعہ کو بھی نظر بد سے محفوظ رکھے۔ آمین!

جامعہ کی دوسری خصوصی خدمت مسابقات قرآنیہ کی شکل میں ہے، یہ اگرچہ خدماتِ جامعہ کا ہی ایک حصہ اور جزء ہے لیکن اس کے طریقہ کار اور انوکھے انداز کی وجہ سے جامعہ کو انفرادیت اور مقام امتیاز حاصل ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک مسابقۃ القرآن کے نام سے کان نا آشنا تھے لوگ مسابقۃ القرآن کے لفظی ترجمہ سے تو واقف تھے لیکن اس کے طریقہ کار سے بالکل نابلد تھے کیوں کہ اس سے پہلے نہ کبھی دیکھا نہ سنا تھا اگرچہ یہ طریقہ عرب ممالک

میں پہلے سے رائج ہے مگر ہندوستانی مدارس اس سے دور تھے غرض جامعہ نے قرآنی مسابقات کی آواز اس شدومد کے ساتھ لگائی کہ یہ ہندوستان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچ گئی اور آج ملک کے تمام مدارس ومکاتب اور عوام وخواص کے لیے یہ نام انتہائی مانوس ہوگیا۔ چناں چہ جامعہ "لجنة القراءة والتجويد" کی طرف سے مسابقۃ القرآن کا انعقاد ضرور کرتا ہے، کبھی خود اکل کوا میں تو کبھی باہر کسی شہر میں یا کبھی اس کی شاخ کے مابین کسی مقام پر کرایا جاتا ہے اور کبھی آل مہاراشٹر پیمانہ پر تو کبھی آل انڈیا درجہ میں، نیز جامعہ اب تک پانچ کل ہند مسابقۃ القرآن منعقد کر چکا ہے اور اس میں اسے خاطر خواں بلکہ امید سے زیادہ کامیابی بھی ملی ہے اور ہندوستان بھر کے اصحاب فضل وکمال نے اس کے مفید نتائج پر اپنے وقیع تاثرات وخیالات کا اظہار کرتے ہوئے اس سلسلۃ الذہب کو مزید آگے بڑھانے کی پیشکش اور فرمائش بھی کی، چنانچہ ان مسابقات قرنیات کی برکت سے خصوصاصوبہ مہاراشٹر اور عموماپورے ہندوستان میں قرآن اور صحت قرآن کی ایک لہر دوڑ گئی اور قرآن کریم کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے اور سننے کا صرف شوق ہی نہیں بلکہ مزاج بن گیا۔

فالحمد للہ علی ذالک!

یہ سب کچھ ثمرہ ہے حضرت مولانا مدظلہ العالی کی اس کڑھن اور شدید خواہش کا جو جنون کی حد تک پہونچ چکی ہے کہ ہندوستان میں کوئی بچہ قرآن کی تعلیم سے محروم نہ رہے اور صحیح تلاوت کی ایک عام فضاء ہموار ہو جائے۔

ان حقائق کی روشنی میں بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ اتنے بڑے پیمانے پر تلاوت قرآن تعلیم اور صحیح نیز ترتیل وتجوید کی صدا ہندوستان کی سرزمین پر کبھی بلند نہیں ہوئی یقیناً یہ حضرت مولانا کا ایسا حیرت انگیز مجاہدانہ کارنامہ ہے جسے دنیا کبھی فراموش نہیں کرسکتی اور بے لاگ دیانت دار تذکرہ نگار کبھی نظر انداز نہیں کرسکتا۔ اللہ رب العالمین نظامِ مسابقات کو بھی مزید ترقیات سے نوازے۔ آمین!

جامعہ کی تیسری امتیازی خدمت یہ کہ جامعہ نے جہاں نونہالان قوم کے لیے عمدہ اور اعلی تعلیم کا بہترین اور معقول انتظام کیا ہے وہیں پر دختران قوم وملت کی تعلیم کا ایسا حسین وجمیل نظم کیا کہ جسے دیکھنے کے بعد دل گواہی دیتا ہے کہ اس دور پرفتن میں اس سے بہتر اور اچھا کوئی اور طریقہ تعلیم نہیں ہوسکتا کہ بالغ اور بڑی عمر والی لڑکیوں کو قیام وطعام کے ساتھ رکھکر

ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کرنا بہت نازک اور حساس امر ہے چنانچہ قوم کی معصوم اور چھوٹی عمر والی بچیوں کے لیے دین واسلام کے بنیادی امور اور ضروری مسائل ومعلومات کا ایسا بہترین خاکہ اور نصاب مرتب کیا جو بچیوں کے اندر اسلام کی عظمت ومحبت نیز شرعی مسائل سے واقفیت کا مؤثر ذریعہ ہے اس کی برکت سے ناخواندہ اور علم کی روشنی سے محروم افراد کی بچیاں اپنے گھروں میں بستیوں میں اپنی پیاری زبانوں اور معصوم اداؤں سے دین اسلام کی تبلیغ کا فریضہ انجام دے رہی ہے اور انھیں دیکھکر ان کے والدین اور اقرباء کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل فرحت وانبساط سے لبریز ہورہے ہیں۔

ظاہر ہے یہ کوئی معمولی کارنامہ نہیں بلکہ کسی صاحب دل شخص نے بڑی پتے کی بات کہی ہے کہ مرد پڑھتا ہے تو فرد پڑھتا ہے اور عورت پڑھتی ہے تو خاندان پڑھتا ہے اور سچ ہے تاریخ اس کی شہادت دیتی ہے کہ ایک عورت پورے قبیلہ اور خاندان کے لیے باعث ہدایت بن سکتی ہے۔ یقیناً اس طریقہ تعلیم اور طرز تعلیم میں بھی جامعہ کو اولیت اور امتیاز حاصل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مدارس البنات کو بھی مزید ترقیات سے ہمکنار فرمائے اور ہر قسم کے شرور سے محفوظ رکھے۔

یہ تو جامعہ کی وہ مخصوص خدمات اور کارنامے ہیں جس میں جامعہ منفرد اور امتیازی شان رکھتا ہے ورنہ جامعہ نے دینی وعصری ہر دو میدان میں نیز قوم وملت کے ضروری مسائل کے حل کے لیے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جو پورے ملک میں ظاہر وباہر ہیں جن کا اپنے ہی نہیں بلکہ پرائے بھی صدق دل سے اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتے اور تاریخ کے صفحات میں جگہ دیئے بغیر تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی ہے۔

یقیناً جامعہ اور اس کی خدمات ان الفاظ وحروف کی صورت میں تعارف وتذکرہ کی محتاج نہیں کیوں کہ جامعہ نے بساط ملک پر اپنی خدمات کے لیسے ذریں اور اور روشن نقوش ثبت کیے ہیں جو پھول کی خوشبو اور سورج کی روشنی سے زیادہ روشن اور واضح ہیں۔ اللہ تعالی اس گلستان علم کی سرسبزی وشادابی میں اضافہ در اضافہ فرمائے اور اس کے روح رواں نیز دیگر منتظمین کو ہمت وحوصلہ اور جلا عطاء فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین!

جامعہ کا نظام تعلیم وتربیت

مولانا جاوید احمد اشاعتی
استاذ جامعہ

خدا تعالیٰ کے فضل توفیق سے یہ راقم الحروف کی سعادت ہے کہ اپنی مادر علمی، مرکز علوم وفنون "جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا" کے نظام تعلیم وتربیت کے متعلق جامعہ ہی کے سہ ماہی رسالہ "شاہراہ علم" کے صفحات پر چند سطریں لکھنے کا موقع مل رہا ہے۔

معزز قارئین! جامعہ اکل کوا یا کسی بھی دینی تعلیمی ادارے کے نظام تعلیم وتربیت پر کچھ لکھنے یا سوچنے سے پہلے یہ جان لینا مناسب ہے کہ نظام کسے کہتے ہیں اسکا مفہوم ومطلب کیا ہے، چناں چہ کتابوں کے مطالعہ کی روشنی میں اسکا ظاہر سا مفہوم یہ ہے کہ، ایسے اصول وضوابط اور اسباب وسائل کا مجموعہ "نظام" کہلاتا ہے جو کسی خاص مقصد کے تحت ترتیب دیا گیا ہو، مثلاً ہمیں کہیں کا سفر درپیش ہو تو سب سے پہلے ہم اپنے ذہن میں ایک خاکہ تیار کرتے ہیں کہ پہلے کہاں جانا ہیں پھر کیا کرنا ہیں بعد ازاں لوازم سفر ساتھ لیکر چل دیتے ہیں اسطرح ہمارا مقصد سفر سامنے آتا ہے تو جو ذہنی خاکہ ہوتا ہے، وہ امور وضوابط پر مشتمل ہوتا ہے، اور اسباب وذرائع، ان کو عملی طور پر بروے کار لانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں، الحاصل کسی بھی نظام کے دو جز ہوتے ہیں، ایک ذہنی، دوسرا ظاہری اور یہ دونوں اجزاء درحقیقت متعلقہ مقصد تک رسائی کو ممکن بناتے ہیں۔

اس اصولی تمہید پر ہم اپنی بات کو بآسانی منطبق کر سکتے ہیں کہ جامعہ یا جامعہ کے علاوہ کسی بھی دینی درس گاہ کا نظام تعلیم وتربیت ان اصول وقواعد کا مجموعہ ہوتا ہے، جو تبلیغ دین کے مقصد سے ترتیب دیا جاتا ہیں، اور دنیا جانتی ہیں کہ مدارس اسلامیہ تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیے رہے ہیں، اس لیے کہ یہ درسگاہیں اس عظیم اور مقدس درسگاہ صفہ سے وابسطہ ہیں، جس کے ناظم کامل اور مربی اکمل خود معلم کائنات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

بہر حال جہاں تک جامعہ کے نظام تعلیم وتربیت کا تعلق ہے تو اس کے دو حصے ہیں ایک نظام تعلیم دوسرا نظام تربیت پہلے ہم اپنے قارئین کو اولالذکر نظام کی سرگرمیوں سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ جامعہ کا تعلیمی نظام چار شعبہ جات پر مشتمل ہیں (۱) شعبہ دینیات (۲) حفظ (۳) عالمیت (۴) تجوید وقرات۔

شعبہ دینیات:

تین سالہ نصاب پر مشتمل ہیں، جو بعد کی اعلی تعلیم کے لیے بنیاد اور پاے کی حیثیت رکھتا ہے ،جس میں طالب علم ابتدائی تعلیم ،الف ،با سے لیکر ناظرہ قرآن با تجوید، متعلقہ مضامین کے ساتھ مکمل کرلیتا ہے، اس کے بعد ہی حفظ یا عالمیت کا مرحلہ آتا ہے۔

شعبہ حفظ:

اس میں پختہ ناظرہ خواں طالب علم ہی کو داخلہ دیا جاتا ہے ،طالب علم اپنی قوت حافظہ کے اعتبار سے چند سالوں میں حفظ مکمل کرلیتا ہے، اس شعبہ کے نظام سے متعلق ایک اہم قابل ذکر بات یہ ہے، کہ حفظ میں مزید پختگی کے لیے حافظ ہونے والے تمام طلبہ، اوابین کی نماز میں آپس میں جوڑیاں لگا کر مکمل قرآن کا دور کرتیں ہیں، یہ نظام سال کے آخر تک ،اساتذہ کرام کی نگرانی میں عمل میں آتا ہے۔

شعبہ عالمیت:

اس شعبہ کا نظام سات سالہ نصاب پر مبنی ہے، یہاں بر سبیل تذکرہ یہ بات بتادینا مفید معلوم ہوتا ہے، کہ برصغیر کے تمام دینی مدارس میں جو نصاب رائج ہیں وہ ''درس نظامی'' کہلاتا ہے، جو بارہویں صدی کے مشہور عالم دین ملا نظام الدین سہالوی کی طرف منسوب ہے، اور آپ کا مرتب کردہ ،جس میں اُس وقت سے آج تک ارباب مدارس بدلتے حالات اور عصری تقاضوں کو سامنے رکھ کر اپنے اپنے وقت میں مفید تبدیلیاں ترمیم واضافہ کی شکل میں کرتے چلے آئے ہیں ، الغرض جامعہ کا نصاب تعلیم بھی درس نظامی ہی ہے جس میں نحو ،صرف (عربی گرامر) منطق ، ادب وانشاء ، اصول فقہ ، فقہ ، معانی ، بدیع ، بیان، اصول حدیث، حدیث، اصول تفسیر، تفسیر، جدید معیشت وتجارت، اور علم سیاست، ان پندرہ علوم کی

تقریباً ۵۰/ سے زائد کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، اس سات سالہ نصاب سے پہلے مزید دوسالہ ابتدائی تعلیمی مرحلہ سے طالب علم کو گذرنا ہوتا ہے، جس کو درجہ اعدادیہ کہتے ہیں، جس میں اسکول کی چھٹی جماعت سے آٹھویں جماعت تک کے تمام مضامین، اردو، انگریزی، ریاضی، سائنس وغیرہ اور اسی طرح فارسی زبان کی ابتدائی کتابیں مع قواعد پڑھائی جاتی ہیں، یہ مرحلہ درحقیقت درس نظامی کی بنیاد ہے، جس سے طلبہ میں تحریری وتقریری، صلاحیت املاء کی درستگی وغیرہ پیدا ہوجاتی ہے۔

شعبہ تجوید وقرات:

اس شعبہ کا تعلق مذکورہ تینوں تعلیمی شعبہ جات سے اسطرح ہے، کہ ہر جگہ تجوید کا ایک ایک پریڈ ہوتا ہے، جس میں قواعد تجوید کی اہم کتابیں، تلاوت کی مشق کے ساتھ پڑھائی جاتی ہیں، اس شعبہ سے فائدہ اٹھانے والے طلبہ بہترین قاری بن جاتے ہیں۔

یہ تو نظام تعلیم کے داخلی امور آپ کے سامنے آئے، اس کے علاوہ ہر ہر شعبہ سے متعلق کچھ اہم خارجی نشاطات وسرگرمیاں بھی وابستہ ہے، مثلا اردو تقریر میں مہارت پیدا کرنے کیلئے انجمنوں کا نظام ہے، چنانچہ دینیات میں انجمن ثمرۃ التربیہ، حفظ میں انجمن عظمت قرآن، عالمیت میں انجمن اصلاح الکلام، اسی طرح عربی تقریری صلاحیت کو پروان چڑھانے کے لیے عربی انجمن النادی العربی کا مضبوط نظام قائم ہے۔ ان خارجی سرگرمیوں کے نتیجہ میں طلبہ کی ایک بڑی جماعت خطباء کی شکل میں تیار ہوتی ہے، مزید براں طلبہ کی گونا گوں صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کے لیے مختلف عنوانات کی تحت مسابقتی پروگرام کا انعقاد بھی جامعہ کے تعلیمی نظام کا ایک حصہ ہے، جس کا فائدہ طلبہ، کیا بڑے بڑے علماء اور دانشوران امت نے بھی محسوس کیا ہے۔

اب ہم جامعہ کے نظام تربیت پر ایک نظر ڈالتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں جامعہ اکل کوا اور جامعہ کے علاوہ تمام مدارس اسلامیہ جہاں ایک طرف طالبان علوم نبوت کو زیورِ علم سے آراستہ کررہے ہیں، وہیں دوسری طرف زیور عمل واخلاق سے بھی پیراستہ کرتے ہیں چنانچہ یہاں اسلامی اقدار کی حفاظت

دین و اخلاق کی نشوونما' مذہبی روایات وصفات کی تربیت' غرض ملک اور بیرون ملک میں

اسلامی تشخص کی بقاء ان ہی کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ان مدارس کے نظام تربیت کا مقصد ''اچھا انسان'' تیار کرنا ہے جو دنیا کو انسانیت اور ہمدرد ومساوات کا پیغام دے' یہ وہ امتیازی مقصد ہے جو دنیا کے کسی بھی تربیتی نظام کے تحت نہیں ہے، دنیا میں اور بھی بہت سے نظامہائے تربیت قائم ہیں لیکن ان کا مقصد اچھا شہری بنانا ہے جو ایک سطحی بات ہے اس سے ان کی مراد جو بھی ہو۔اس کے بالمقابل ان مدارس اسلامیہ کا مقصد بین الاقوامی اور عالمی سطح پر اچھے کردار والا انسان دنیا کو فراہم کرنا ہے۔

چناں چہ بہت دور نہیں اگر آپ ماضی قریب تک اپنی ذہنی توجہ لیجانے کی زحمت فرمائیں تو آپ دیکھیں گے ان ہی مدارس کے بوریہ نشین اور خوشہ چیں فضلا میں کہیں تو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فیض حکمت سے امت کو سیراب کرتے نظر آئیں گے' اور کہیں مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ندوی علیہ الرحمہ پوری دنیا کے مسلمانوں کو اندرونی و بیرونی طور پر عالم اسلام پر منڈلاتے خطرات سے آگاہ کرتے اور موجودہ حالات میں بہتر طریقہ کار بتاتے ہوئے امت کی رہبری فرمارتے دکھائی دیں گے اور ثانی الحال حضرت مولانا وستانوی حفظہ اللہ قرآن کریم کی نمایاں ترین خدمات انجام دیتے دیکھائی دیں گے۔

بہر حال جامعہ کا نظام تربیت کچھ اس طرح ہے۔

جامعہ کا نظام تربیت کچھ اس طرح ہے:

نمازِ فجر سے پہلے،ایک طالب علم حاضرین مسجد کے سامنے چند آیات قرآنیہ پڑھکر ان کا ترجمہ کرتا ہے،اسی طرح دوسرا طالب علم ایک حدیث زبانی معہ ترجمہ پیش کرتا ہے پھر ایک طالب علم مسنون دعاؤں میں سے کوئی دعا عربی زبان میں زبانی مع ترجمہ پیش کرتا ہے پھر نماز کے بعد اجتماعی تلاوت کی جاتی ہے،اور اسی طرح رئیس جامعہ کی سرپرستی میں مجلس ذکر لگتی ہے جس میں دورہ و مشکوۃ کے طلبہ حاضر رہتے ہیں۔اسی طرح ظہر کی نماز کے بعد ختم خواجگان کا اجتماعی عمل ہوتا ہے جو دعا کی مقبولیت کے لیے اسلاف امت کا ایک مجرب عمل ہے۔بعد ازاں اجتماعی دعا کا اہتمام ہوتا ہے۔عصر کے بعد چند طلبہ خوش الحانی قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کرتے ہے جس سے ساری مسجد کیف و سرور میں ڈوب جاتی ہے۔اور طلبہ میں بھی اس طرح تلاوت کا ذوق بیدا ہوتا ہے،تلاوت کے بعد اگر رئیس جامعہ موجود

ہوں تو روزانہ بلاناغہ اپنی تربیتی اور مفید باتوں سے طلبہ کو نوازتے ہیں اور حضرت کی غیر موجودگی میں دیگر اساتذہ کرام کبھی کبھی آپ کی نیابت فرماتے ہوئے اپنی قیمتی مواعظ طلبہ کے گوش گزار کرتے ہیں، مغرب بعد اوابین کا نظام ہے جو مولانا حسن صاحب کی سرپرستی میں انجام پاتا ہے۔ جس میں حفاظ طلبہ جوڑیوں کی شکل میں ایک دوسرے کو سال بھر پورا قرآن سناتے ہیں۔ پھر عشاء بعد اجتماعی سورۃ یٰس کے ختم کی مجلس ہوتی ہے بعد ازاں اجتماعی دعا پر یہ معمول ختم ہوتا ہے اسی طرح مختلف پرگراموں کے موقع پر اسلاف واکابر اور صلحاء امت کی آمدورفت کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے جو نظام تربیت کی ایک اہم کڑی ہے۔ اس طرح طلبہ اپنے شب وروز اس روح پرور ماحول میں بسر کرتے ہیں جس سے ان کی جسمانی، فکری اور روحانی ہر طرح کی تربیت ہوتی ہے۔ وللہ الحمد علی ذلک۔

جامعہ کے اس نظام تعلیم وتربیت کے دوررس نتائج میں چند باتیں قابل ذکر ہیں پہلی بات یہ ہے کہ جامعہ کے فضلاء جب یہاں سے درس نظامی کی تکمیل کر کے مزید اعلی تعلیم کے لئے برصغیر کے دوسرے موثر اور امہات المدارس اداروں کا رخ کرتے ہیں تو انہیں وہاں نمایاں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ جامعہ کے طلبہ رمضان میں تراویح کے ساتھ ساتھ تفسیری مشغلہ کے ساتھ وابستہ رہکر لوگوں کو قرآنی پیغام سے روشناش کراتے ہیں۔

اسی طرح تیسری بات ہے کہ طلبہ کی ایک بڑی جماعت دعوت وتبلیغ کی عظیم اصلاحی تحریک میں باقاعدہ عملی طور حصہ لیتے ہیں۔ اسی طرح چھوتی بات یہ ہے کہ بہت سے طلبہ حضرت وستانوی کے حلقہ ارادت سے بھی وابستہ ہیں، جو رمضان کے عشرہ اخیر میں حضرت کی خانقاہ میں آکر فیض یاب ہوتے ہیں۔ اخیر میں اللہ تعالی سے دعا ہے کہ رب کریم جامعہ کے تمامی انتظامات کو روز افزوں ترقیات سے نوازے آمین ثم آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

<u>جامعہ کی زبان ترجمان</u>

مجلّات ثلاثہ اور حضرت مولانا وستانوی کی قرآنی خدمات

عبد الرحمن الملی الندوی
خادم تدریس وایڈیٹر مجلّہ ''النور''
جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم،
اکل کوا

اللہ تعالی نے اپنی شان کریمی اور فضل یزدانی کے ذریعہ خادم کتاب وسنت بانی مدارس ومکاتب قرآنیہ، (خلیفۂ اجل عارف باللہ حضرت علامہ قاری سید صدیق احمد باندویؒ) رکن مجلس شوری ازہرِ ہند دار العلوم دیوبند اور سینکڑوں تنظیموں اور سوسائیٹیوں کے بانی وروح رواں وبانی جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، حضرت مولانا غلام محمد وستانوی مدظلہٗ العالی کو جہاں عدیم المثال وفاقد النظیر ہمہ جہتی دینی، ملی، اصلاحی، اجتماعی، رفاہی، اور عصری عظیم خدمات سے نوازہ ہے وہیں خدا تعالی نے روز اول سے قرآن کریم ''جو خدا تعالی کی آخری اور ابدی کتاب ہے'' سے عاشقانہ، والہانہ اور محبتانہ تعلق سے نوازا ہے۔ وہ اظہر من الشمس اور ''عیاں راچہ بیاں'' کے مصداق ہے۔

حضرت مولانا وستانوی مدظلہٗ العالی کی قرآن عظیم سے عشق کی حد تک محبت ہی کی دلیل ہے کہ خدا تعالی نے حضور والا کو نہ صرف یہ کہ ملک ہندوستان بل کہ بیرون ملک میں بھی جو عزت وقدر ومنزلت عطا فرمائی ہے یقیناً وہ اللہ تعالی کا خاص عطیہ اور ربانی نوازش ہے۔

ظاہر ہے کہ جس کو خدا سے غایت درجہ کا تعلق ہوگا اس کو خدا تعالی سے اور اس کی زبان سے بھی گہرا ربط وتعلق خاطر ہوگا، جو خدا رسول کی زبان ہے۔ عربی زبان جو منبع علوم شریعت ہے، قرآن وحدیث کی زبان اسلامی مکتبات اور علوم قرآنی کی زبان ہے، انسان کے لیے ایک عظیم عطیۂ الٰہی ہے، زبان کا خاصہ ہے کہ وہ فکر کی ترجمانی اور دوسروں سے رابطہ کا ایک بنیادی وسیلہ ہے، زبان کی مظہر اور اس کی ترجمان ہے، عربی زبان کی حیثیت تو ان سب

سے بالاتر ہے اس نوعیت سے کہ وہ خدا تعالیٰ کی زبان ہے، جس کا سیکھنا سکھانا باعث ثواب واجر ہے اور خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غایت درجہ کا تعلق ورابطہ ومحبت کی خاص علامت ہے۔

انہی سب اہمیتوں کے باعث حضرت مولانا غلام محمد وستانوی دامت برکاتہم نے اپنے موقر ومرکزی ادارۂ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، مہاراشٹرا میں شروع ہی سے اس بات کا التزام واہتمام فرمایا کہ قرآن کریم کی تعلیم بھی ٹھوس ومضبوط ہو اور اس کی زبان کی تعلیم وتشریح بھی شاندار وجاندار ہو، اس فکر کے باعث حضرت مولانا مدظلہ نے اس عظیم ادارہ سے ۱۹۹۰ء میں ایک عربی سہ ماہی ترجمان "**النور**" کے نام سے جاری فرمایا، جس کا رسم اجراء ملک کی عظیم دینی شخصیت عارف باللہ حضرت العلامہ قاری صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک ہاتھوں عمل آیا، جو آج تک الحمد للہ بحسن وخوبی اپنے وقت پر شائع ہوتا ہے، (اور خود حضرت مولانا وستانوی صاحب مدظلہ جہاں بھی اور جس جلسہ میں بھی حاضر ہوتے ہیں عربی زبان کی ترجمانی فرماتے ہیں)۔

ملک وبیرون ملک سے داد وحوصلہ افزائی بھی حاصل کرتا ہے، اللہ نظر بد سے بچائے، اس اعتبار سے مجلّہ "**النور**" صوبہ مہاراشٹرا کا ایک عظیم مجلہ ہے جو اپنی اشاعتی منزلیں کامیابی کے ساتھ طے کر رہا ہے۔

اسی کے ساتھ افق جامعہ سے ۱۹۹۳ء کے طویل عرصہ سے گجراتی ماہنامہ "**بیان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم**" جاری ہے اور جو اپنی پابندی اور تیز رفتاری میں مشہور ہے جس کی حوصلہ افزائی وپذیرائی گجرات کا ہر عالم وتاجر کرتا ہے۔ اور نظر استحسان سے دیکھتے ہوئے دعائیں بھی دیتا ہے، ادھر اس کے چند گراں قدر خصوصی شمارے زیر طبع سے آراستہ ہوئے ہیں، اور مزید حضرت مولانا وستانوی صاحب کے خورد صاحبزادے برادرم مولوی حذیفہ وستانوی مدظلہ کی پیہم کوششوں کے صدقہ اس میں مضامین کی بھی ترقیات ہوتی جارہی ہیں۔ خدا تعالیٰ مزید ترقیوں سے ہمکنار فرمائے۔ ادھر ۲۰۰۴م سے طلبہ کے شدید اصرار اور اہل علم کے پیہم طلب پر حضرت مولانا وستانوی صاحب مدظلہ نے بزبان اردو ایک اور تاریخی مجلہ بنام "**شاہراہ علم**" جاری فرمایا، جس کو عزیزم مولوی حذیفہ وستانوی

صاحب حفظہ اللہ اپنی مشینی محنتوں، انتھک کاوشوں اور تاریخی وعلمی مضامین کو اپنی تحریروں کا موضوع بنا رہے ہیں، اور فرق باطلہ، جماعت ضالہ، استشراق، اور صیہونی تحریکوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر لگے ہیں اور خدا تعالی نے انہیں اس میدان میں گراں قدر کامیابی وکامرانی سے نوازا بھی ہے، اور خدائی مدد ان کے ہر موڑ پر شامل حال بھی ہے۔ خدا زورِ قلم مزید سے مزید تر کرے۔ آمین

اس مجلہ کے خصوصی شمارے اپنے قارئین سے علمی دادو تحسین حاصل کر چکے ہیں اور یہ جامعہ نمبر بھی، موصوف گرامی مجلہ "النور" کے لیے بھی پورے طور پر متحرک وفعال بن کر بنیادی واساسی کردار ادا کرتے ہیں بل کہ مجلہ کی علمی وظاہری تزئین میں انہی کا پورا کردار ہے، اللہ اس ہاتھ کو مزید طاقتور بنائے، ہم اپنی چند سطروں کے ساتھ اپنے قلم کی زبان اور ہاتھ کی جنبش کو روکتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ خدا تعالی حضرت وستانوی مدظلہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے، اور حضرت کے فرزندِ ارجمند کو مزید علمی ترقیوں سے نوازے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز.

: : : : : : : : : : : : : : : : : :

(بقیہ ص ۱۲۰)......لیا اور کھایا اسی طرح واقعات ہیں لیکن کیونکہ ان کی معلومات ہمیں نہ ہو سکی نائب رئیس جامعہ محترم حافظ اسحاق صاحب وستانوی دامت برکاتہم کے خدمت میں گئے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ بہت سے بچوں نے ہم سے کہا تو ہے لیکن ہمیں یاد نہیں آرہا ہے اور اس حدیث کے موجب کہ من کذب علی متعمدا فلیتبوّأ مقعدہ فی النار کی وجہ سے ہم نے نقل نہیں کیا اور ساتھ ہی یہ حدیث پاک بھی مشہور ہے کہ "من رآنی فی المنام فقد رآنی" (الحدیث) آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالی دنیا کے تمام مدارس کی اور جامعہ کی خاص کر ہر سمت سے حفاظت فرمائے اور پوری امت مسلمہ کے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں دین کی خدمت کے لئے مرتے دم تک قبول فرمائے اخلاص عطا فرمائے اور ہمارے حضرت اور ہمارے بڑوں کی عمروں میں برکت عطا فرمائے اور ان حضرات کو عافیت کی زندگی عطا فرمائے۔ آمین!

جامعہ کی دینی تعلیمی تحریک

مولانا عالمگیر صاحب قاسمی
استاذ جامعہ اکل کوا

جامعہ اکل کوا کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں، اس نے ۲۷ سال کی قلیل مدت میں تعلیمی، اور رفاہی دونوں میدانوں میں ایسے محیر العقول کارنامے انجام دیئے ہیں جو یقیناً سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہیں اگر اس کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہوسکتی ہے، یہاں پر ہم اس کے تعلیمی اور رفاہی خدمات میں سے صرف دینی تعلیمی تحریک پر مختصر روشنی ڈالتے ہیں، جامعہ نے اپنے قیام کے وقت ہی سے اپنی سرگرمیوں کو صرف اکلکوا ہی تک محدود نہیں رکھا بلکہ امت مسلمہ کے نونہالوں کو دین کی بنیادی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے اکل کوا سے باہر مکاتب ومدارس قائم کرکے قرآنی تعلیم کو عام کرنے کی کوشش کی؛ چنانچہ جامعہ اپنے قیام کے پہلے ہی سال میں اطراف کی کئی دیہاتوں میں جہاں تعلیم کا بندوبست نہیں تھا، اور جہاں کے باشندے امام ومعلم رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے وہاں جامعہ نے امام ومعلم کا نظم کیا، جو امامت کے ساتھ ساتھ بچوں کو دین کی ضروری تعلیم دے، آج ان دیہاتوں کی تعداد ہزار سے تجاوز کرچکی ہے جہاں پر جامعہ کی مدد سے مکاتب قائم ہیں جس کو جامعہ مالی تعاون فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی پوری پوری نگرانی کرتا ہے، اور اس کی تعلیمی معیار کو برقرار رکھنے کے لیے ہر ممکن جدوجہد کرتا ہے، ان مکاتب کے علاوہ ترپن (۵۳) ایسے تعلیمی ادارے ہیں جہاں باضابطہ دارالاقامہ ہے وہاں طلبہ قیام پذیر ہوکر اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔ اور خدا کی پاکیزہ کتاب قرآن کریم کی تعلیم سے وابستہ ہوکر اپنے مستقبل کو تابناک بنانے میں مصروف ہیں، یہاں قرآن کریم حفظ، ناظرہ کے علاوہ درجات عالمیت بھی ہے۔

جامعہ اور جامعہ کے ماتحت چلنے والے تمام اداروں میں قرآن کریم کی صحت وتجوید کو اولیت حاصل ہے، طلبہ کو حروف شناسی ہی سے اس کا عادی بنایا جاتا ہے کہ وہ خدا کی کتاب کو اس

کے حقوق واجب کی رعایت کرتے ہوئے پڑھیں اس میں معمولی بھی کوتاہی نہ کریں اس کے لیے اساتذہ کرام کو تدریسی ذمہ داری سپرد کرنے سے پہلے تجربہ کار ماہرین اساتذہ کرام کی نگرانی میں تربیت وٹریننگ دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے کام کو بہتر طریقہ سے انجام دے سکے۔

تعلیمی سال کے اختتام سے پہلے طلبہ کے درمیان مسابقات کی محفلیں منعقد کرائی جاتی ہیں اور اس میں امتیازی نمبرات سے کامیاب ہونے والے طلبہ کو برسر عام انعامات سے نوازا جاتا ہے تاکہ طلبہ کے تعلیمی ذوق کو مہمیز لگے، اور وہ اپنی تعلیمی صلاحیت کو نکھارنے میں ہر ممکن کوشش کرے، کبھی کبھی یہ مسابقات جامعہ کی طرف سے ریاستی اور کبھی ملکی پیمانے پر منعقد ہوتی ہیں تاکہ ملک میں پھیلے ہوئے تمام مدارس کے طلبہ شریک ہوکر اپنے علمی جوہر کو پیش کرسکیں، اور اپنے اساتذہ کی محنتوں کا مظاہرہ کرسکیں، اب تک ملک گیر پیمانے پر پانچ مرتبہ کل ہند مسابقات منعقد ہو چکے ہیں۔ جس کے مفید اور دوررس نتائج برآمد ہوئے، بہت سے مدارس جہاں قرآن کی تعلیم میں صحت وتجوید پر خاطر خواں توجہ نہیں تھی وہ لوگ بھی اپنی خامیوں کو دور کرکے معیار تعلیم کو بہتر بنانے کی طرف متوجہ ہوئے جس سے مدارس اسلامیہ میں صحت وتجوید کی لہر دوڑ گئی، حقیقت تو یہ ہے کہ جامعہ نے مدارس اسلامیہ کی تاریخ میں ایک روشن باب کا اضافہ کیا۔

یوں تو ہر مدارس اپنے اپنے اعتبار سے کام کررہے ہیں اور دینی تعلیم کو فروغ دینے میں اپنا اپنا کردار ادا کررہے ہیں، بہت سی جگہوں پر قرآن کریم کی صحت وتجوید پر خصوصی توجہ ہے، لیکن جامعہ نے جو بڑے پیمانے پر کام کیا اور کررہا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

آپ جامعہ اور اس کے ماتحت چلنے والے کسی بھی ادارے میں چلے جائیں وہاں کا ہر طالب علم قرآن کریم کو صحت وتجوید سے پڑھتا ہوا نظر آئے گا، ان معصوم کلیوں کی زبان سے نکلی ہوئی سریلی آواز آپ کی ایمان میں تازگی اور روح کو بالیدگی بخشے گی۔

اس سال جامعہ اور اس کے شاخوں میں تقریبا ایک ہزار طلبہ حفظِ قرآن کریم کی دولت سے مالا مال ہوئے جو جامعہ اور اس کے منتظمین کے لئے باعث سعادت ہے۔

اللہ تعالی جامعہ کے مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کو تمام شرور وفتن سے محفوظ رکھے۔ (آمین ثم آمین)

جامعہ اکل کوا: ''چند تعارفی جھلکیاں''

ولی اللہ ولی قاسمی بستوی استاذ جامعہ اکل کوا

مرکز ہے علم و فن کا، اکل کواں ہمارا
اک عقل کا کنواں ہے اکل کواں ہمارا

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، ضلع نندوربار (مہاراشٹر) یوں تو سن و سال کے اعتبار سے ایک ستائیس سالہ، نوخیز مدرسہ ہے۔ لیکن...... اپنی بے پایاں خدمات بے کراں دائرہ کار، برق رَو، تحریک عمل، قابل تقلید نظام زندگی، محیر العقول ترقیات، روز افزوں پھیلتے ہوئے شعبہ جات، ہزاروں مساجد کی تعمیر، ہندوستان بھر کے بیشتر مدارس کی امداد، سیکڑوں مقابر کی حصار بندی۔ خشک علاقوں میں بورنگی، یتیم پروری، کفالت بیوگاں، دستگیری بے چارگاہ ناخواندہ پسماندہ علاقوں میں، مدارس دینیہ، مراکز اسلامیہ، اور مکاتب قرآنیہ کے قیام، دین حق کی بے لوث تبلیغ و اشاعت، وغیرہ جیسے بلند و بالا کارناموں کی وجہ سے، ایک عظیم و شہیر مرکزی ادارہ جامعہ ہے۔ جسے مہاراشٹر کا، دارالعلوم کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ کیوں کہ بر وقت اس کا شمار ملک کے چند اہم اور بڑے اداروں میں ہوتا ہے۔ فللہ الحمد علی ذلک!

سَتْ پُڑا کے سنگلاخ و بنجر اور ویران و سنسان دامن میں، علم و عرفان کی یہ ہری بھری بستی، بلاشبہ جنگل میں منگل کہے جانے کی صد فیصد مصداق ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ...... جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، ایک ایسا ہمہ گیر و پر بہار، شجر سایہ دار ہے، جس کی علمی پھلدار شاخیں، ہندوستان کے پندرہ صوبوں میں جھول رہی ہیں۔ جن کے شیریں و خوشگوار، پر کیف و پر بہار، لذیذ و مزیدار، علمی و عرفانی پھلوں سے خلق خدا، محظوظ و مستفیض ہو رہی ہے۔

جامعہ اکل کوا، کی حدودِ اربعہ، ایک کلو میٹر لمبائی اور نصف کلو میٹر چوڑائی کے رقبے پر مشتمل ہیں۔ جن کے ذیل میں۔ عُبّاد و زُہّاد، کے سجدوں سے معمور شاندار مسجد میمنی، تقریباً ۲۵ر ہزار کتابوں پر مشتمل کتب خانہ، پر شکوہ دفتر اہتمام، قال اللہ اور قال الرسول کے زمزموں سے گونجتی، دارالحدیث، آٹھوں پہر، تلاوت قران کریم سے معمور، دارالقرآن ''کل صغیر و کبیر

مستطر" کا مصداق، دفتر محاسبی، تمام فائلوں سے بھرپور، دفتر شعبہ مکاتب، طلبہ واساتذہ اور مہمانوں کے خورد ونوش کے لیے، دوڈائنگ ہال، شعبۂ دینیات کی پرکیف سہ منزلہ بلڈنگ، حیرتناک حد تک منظم و مستحکم، مطبخ، مہینوں کی خوراک، اسٹاک دیکھنے والا، گودام، اندرون وبیرون، اپنی عربیت کی چھاپ چھوڑنے والا عربی مجلّہ "النور" گجراتی زبان میں اسلامی لیٹریچر شائع کرنے والا ماہنامہ "بیانِ مصطفیٰ"، اصلاحی اور مفید کتابیں، عام وتام کرنے والا شعبہ نشرِ واشاعت، مالی ضروریات کی تکمیل کرنے والا دفترِ مالیات، آرام دہ، دومنزلہ، مہمان خانہ، راجستھانی سرخ پتھروں سے بنا ہوا، قلعہ نما، باب صدیق، تقریباً آٹھ ہزار طلبہ کی سکونتی کفالت کرنے والا کشادہ دار الاقامہ، لذتِ کام ودہن بخشنے والا، ہوٹل السلام، درس وغیرہ درسی کتابیں فراہم کرنے والا مکتبۂ السلام، مقیمینِ جامعہ کی ضروری اشیاء بہم پہنچانے والا "سوق السلام" دوسواساتذہ کے مع اہل وعیال، قیام پزیری کا متحمل دار المدرسین علاج ومعالجہ کی جملہ سہولیات سے آراستہ وپیراستہ، "مستشفیٰ السلام" وغیرہ جیسی پرکیف پرشکوہ اور عظیم الشان عمارتیں، تمام واردین وصادرین کو زبانِ حال سے دعوتِ نظارہ دے رہی ہے۔

اور "عالمیت، تجوید، حفظ اور دینیات" کے علاوہ طلبہ کالج، آئی ٹی آئی کالج، جامعہ پالی ٹکنک، ڈی فارمیسی، بی فارمیسی، ڈی ایڈ اور بی ایڈ کالج، جونیر اردو ہائی اسکول، پرائمری سیکشن، خیاطی، کمپیوٹر ٹریننگ، چشمہ سازی، گھڑی سازی، اور جلد سازی وغیرہ جیسے عصری اور معاشی شعبہ جات بھی موجود ہیں۔

جامعہ اکل کوا، مذکورہ تمام خدمات وترقیات کا سہرا، اس کے خدارسیدہ، بافیض اور بیدار مغز، بانی مہتمم جناب حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی دامت برکاتہم کے سر ہے، جن کی بے لوث خدمات، خلوص آمیز جذبات، اولوالعزمانہ تحریکات، اور قائدانہ اقدامات، لائقِ تقلید اور قابلِ قدر ہیں۔

ہندوستان کے مشہور ومعروف، صوبۂ گجرات کے مردم خیز ضلع سورت کی ایک چھوٹے سے گمنام گاؤں، وستان سے وطنی تعلق رکھنے والے، ۵۸ رسالہ رجلِ عظیم کے محیر العقول اور گراں قدر کارناموں کی بنا پر، یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ۔

یہ کمسنی، یہ رتبۂ عالی زہے نصیب ۔۔۔ دانشورانِ دہر کو حیراں بنادیا
یہ غایتِ خلوص وامانت کی ہے دلیل ۔۔۔ ہر نقشِ پا کو نازشِ دوراں بنادیا

نیز جامعہ اکل کوا کے محل وقوع، اور اس کے اطراف وجوانب کا سابقہ پسماندگی وویرانی اور موجودہ،

زرق وبرق اور علمی چہل پہل کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا سچ ہے

بنجر زمیں کو رشکِ گلستاں بنادیا اجڑے چمن کو خلد بداماں بنادیا
صدیوں سے اب تک جو بے آب وگیاہ تھی اس سرزمین کو ، گلشن عرفان بنادیا

”جامعہ اکل کوا، اور قرآنی خدمات ومسابقات“ :

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، کے بانی رئیس ، جناب حضرت مولانا غلام محمد صاحب دستانوی دامت برکاتہم ...... گونا گوں...... اوصاف حمیدہ ، اخلاق فاضلہ ، اور نیک عادات وشمائل سے آراستہ وپیراستہ ہونے اور دین متین کی ہمہ گیر خدمات میں مشغول رہنے کے باوصف ، قرآن کریم کے ساتھ ، والہانہ بل کہ عاشقانہ لگاؤ اور تعلق خاطر رکھتے ہیں۔

جب کوئی ترتیل وتجوید کے قواعد کی رعایت کرتے ہوئے ، قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے ، تو مولانائے موصوف کی روح ، جھوم ، جھوم اٹھتی ہے۔ اور دل باغ باغ ہوجاتا ہے...... کہ دراصل قرآن کریم کی تصحیح وتجوید اور ترتیل وتحسین ہی ، موصوف کا عظیم مشن اور شبانہ روز کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا دستانوی صاحب نے جامعہ کے تین سالہ نصاب دینیات ، حفظ ، اور عربی اول سے عربی پنجم تک کے تمام درجات میں تجوید وقراءت کا ایک ایک گھنٹہ لازم قرار دیا ہے...... نیز طلبۂ دورۂ حدیث شریف کے لیے خارج میں ، تجوید کا خصوصی نظم فرمایا ہے ...... مزید برآں...... خصوصی شعبۂ تجوید ، مستقل شعبۂ اردو حفص اور مکمل عربی شعبۂ سبعہ وعشرہ بھی قائم فرمائے ہیں۔

مندرجۂ بالا تفصیل کی روشنی میں یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ جامعہ اکل کوا کا ، ہر حافظ اور فاضل بہترین تجوید قرآن اور عمدہ قاری بھی ہوتا ہے۔

اور تصحیح قرآن اور تجوید فرقان کی اس فکر اور مشن کو عام وتام کرنے ہی کے لیے داخلی اور خارجی مسابقات کا سنہرا اور زریں سلسلہ بھی جاری فرما رکھا ہے۔

چنانچہ تادم تحریر سیکڑوں داخلی ، درجنوں صوبائی اور پانچ کل ہند پیمانہ پر قرآنی مسابقات کرائے جاچکے ہیں ، اور آئندہ بھی یہ مبارک سلسلہ جاری وساری رہے گا۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ !

جاری ہے شبانہ اور تری تدبیر علوم قرآنی
کوشش سے تری اے مرد خدا ، ضو بار ہے شمع عرفانی

جامعہ اور فضلاءِ جامعہ کی خدمات

مولانا مختار صاحب چارنیری
استاذ جامعہ

گذرتے شب و روز کے ساتھ جب جامعہ اشاعت العلوم (اکل کوا) اپنی عمر نو کے گیارھویں سال کو پار کر گیا، تو اربابِ جامعہ کے دلوں میں دورۂ حدیث شریف کے قیام کا مبارک تصور ہلچل مچانے لگا اور یوں بابائے مردم ساز، حضرت وستانوی حفظہٗ اللہ کی مساعی جمیلہ وجہد مسلسل کے طفیل، یہ دیرینہ و بابرکت تصور حقیقت کا روپ دھار گیا معاً وہیں پر مسند حدیث کی زینت اور قیادت وسیادت کے لیے حضرت رئیس الجامعہ کی عقابی نظر اور نگاہِ قلندرانہ نے عالم اسلام کے مایہ ناز محدث، علوم اسلامی کے نامور شناور، فخر ہند حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی (نور اللہ مرقدہٗ) کی ایماء پر ایک ایسے مردِ قلندر کا انتخاب فرمایا جو اکابرین ومشاہیر علم کی آنکھوں کا تارہ، محدثین ومعاصرین کا دست راست کہنہ مشق وتجربہ کار اور برسہا برس علم حدیث کے بحر ذخار ناپیدا کنار کا غواص وغوطہ زن رہا۔

جن سے میری مراد محدث عصر، شاعر بے مثال، خطیب لاجواب حضرت علامہ محمد سلیمان صاحب شمسی رحمہ اللہ کی ذات گرامی ہے

خدا ان کی تربت پہ رحمتوں کی بارش کرے
آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے

دیکھتے ہی دیکھتے دورۂ حدیث شریف کے سالِ نو کا آغاز ہو گیا ایام گذرتے اور ماہ وسال بیتتے کیا دیر لگتی ہے، شوال گیا۔ ششماہی آیا اور لیجئے سالانہ حاضر ہے، شمع حدیث کے پروانوں کا جھرمٹ ہے کہ خوشیوں سے پھولے نہیں سماتا، جہاں ایک طرف اپنے علمی سفر کی نیّا کنارے لگتی دیکھ کر خوشیوں میں مگن اور مسرتوں کے گرم گرم آنسوں ان کی آنکھوں سے جاری ہے، تو وہاں دوسری طرف انتظامیہ واساتذہ کے فراق اور مادرِ علمی کی جدائیگی کے غمناک، ٹھنڈے ٹھنڈے آنسوں بھی رواں ہے۔ اکابرین وعمائدین کے ہاتھوں سر پگڑیوں سے بستہ ہو ہو کر آراستہ ہو رہے ہیں، جو ظاہری شرف وعزت کا سبب ہے، تو معنوی بارِ گراں سے بوجھل کر دینے والا بھی، بزرگوں کے فکر انگیز بیانات ہیں، تو حضرت وستانوی حفظہ اللہ کا

اختتامی پرسوز پدرانہ خطاب ہے، جو مستقبل میں احساس ذمہ داری اور فرض شناسی جیسے اہم اور جامع امور کا آشنائی بنا رہے ہیں۔

اور لیجئے آخری نشست کے مخاطب بالخصوص یہی وہ مستانے اور پروانے ہیں جنہیں ہم فضلاء جامعہ کے نام سے یاد کرتے ہیں، جن کا مبارک سلسلہ تادم تحریر جاری وساری ہے اور تا قیامت جاری وساری رہے گا، انشاء اللہ العزیز۔

تو آیئے اب ہم آپ کو لے چلتے ہیں، فضلاء جامعہ کے ہمہ گیر وہمہ جہتی وسیع و عریض میدان خدمات کی اور، جہاں از ابتداء تا انتہاء جامعہ وارباب جامعہ انہیں قدم بقدم سنبھالا دسہارا دینے اوران کی رہنمائی کے لیے تیار رہتے ہیں۔

یقیناً یہ فضلاء جامعہ کی امتیازی خصوصیت (جس کا ملک وبیرون ملک شہرہ ہے) ہے کہ جامعہ اپنے فرزندان علوم نبوت کو قال اللہ وقال الرسول کے ساتھ ساتھ تمام علوم ضروریہ سے آراستہ وپیراستہ کرکے انہیں ان کی ذہنی وفکری اور علمی وانتظامی صلاحیت ولیاقت کے مطابق ملک کے شمال وجنوب اور مشرق ومغرب میں قائم کردہ اپنے علمی مراکز وقرآنی مکاتب میں خدمت کا بہترین پلیٹ فارم مہیا کرتا ہے، تو وہیں عوامی تقاضوں کا لحاظ کرتے ہوئے مساجد میں منبر ومحراب کی زینت کے لیے خوش الحان قاریٔ قرآن اور شعلہ بیاں خطیب کا انتخاب بھی کرتا ہے۔ ساتھ ہی ان تمام کاموں کی نزاکت واہمیت کے پیش نظر جامعہ نے باقاعدہ شعبۂ تدریب المعلمین کا قیام عمل میں لایا ہے خواہ وہ شعبہ عالمیت سے متعلق ہو یا شعبہائے حفظ ودینیات وتجوید سے، جہاں فضلاء جامعہ کو ماہرین علم وفن اساتذہ کی نگرانی میں علمی وعملی تجربات سے مزین کرنے کے ساتھ ساتھ، طلباء کی فطری ونفسیاتی عادات واطوار سے آشنا کرایا جاتا ہے، تاکہ اپنی تدریسی دوڑ میں، انہیں کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اسی پر بس نہیں بل کہ وقتاً فوقتاً جامعہ صوبائی وملکی پیمانے پر تدریبی کیمپ (ALL BRANCHES TRENING CAMP) کا انعقاد بھی کرتا ہے، جس میں دنیائے تدریس کے شہسوار، نفسیات کے رمز شناس اور فنی تجربات کے دھنی رفتار زمانہ کے مطابق فضلاء جامعہ کو اپنے قیمتی رازہائے سربستہ سے واقف کراتے ہوئے انمول ہیرے وجواہرات بکھیرتے ہیں، تاکہ فضلاء جامعہ ان کی روشنی میں اپنی منزل مقصود کو پاسکیں۔

برسوں سے برابر جاری اس مبارک سلسلے میں فارغین جامعہ کی تعداد دو چار سیکڑوں

میں نہیں بلکہ ہزار کے عدد سے تجاوز کر گئی ہے، جس کا ایک ثمن ملک کے مختلف صوبہ جات خصوصاً صوبہ مہاراشٹر میں قائم شاخہائے جامعہ(B.OF.JAMIA)میں انتظامی عہدوں پر براجمان اپنے مرکز علم و ہنر جامعہ (اکل کوا) کی ہدایات ورہنمائی کے مطابق کامیاب وبامراد منتظمین کا فریضہ انجام دے رہا ہے اور شہر شہر وقریہ قریہ کوہستانوں، ویرانوں وسر سبز وشاداب ٹھکانوں پر جنگل میں منگل کا مصداق قرآن کریم وحدیث شریف کی روح پرور، دل نواز ودلنشیں عطر بیزیوں سے پوری فضاء کو معطر کر رہا ہے۔

جن کی کامیابی وکامرانی کا مکمل سہرا مرجع خلائق خادم القرآن والمساجد حضرت رئیس الجامعہ حفظہ اللہ کے سر بندھتا ہے کہ اس سب کچھ کے پیچھے آں موصوف کی انتھک کوششیں اور دعائے نیم شبی کارفرما ہے، یہی وجہ ہے کہ جامعہ اور شاخہائے جامعہ کی بلند وبالا پر شکوہ عمارتوں اور ان کے حسن انتظام وانصرام کی ایک جھلک ہی بڑے بڑے مغرور ومتکبرین کی انانیت کو خاک میں ملا کر بے نیاز و مستغنی خالق ومالک کی شان جل جلالہٗ کی معرفت وعظمت کا بھولا ہوا یادگار سبق یاد دلاتی ہے۔ **فللہ الحمد علی ذلک!**

ثانیاً فضلاء جامعہ کی تعداد کا بڑا حصہ وہ ہے جو ان ہی علمی قلعوں اور نبوی درسگاہوں میں مسندِ تدریس پر فائز جامعہ کے مخصوص مگر مؤثر ودل رُبا لئے پر علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت میں مصروف عمل ہیں، تو ساتھ ہی علاقہ کے عوام الناس کی اسلامی ودینی ضروریات کی آبیاری میں مشغول عمل بھی، جو واقعۃً جامعہ، کارہائے جامعہ اور وابستگان جامعہ کے حق میں عنداللہ مقبولیت وسرفرازیت کی علامت ہے اور عالم دنیا میں اگر ان کی نیک نامی کا ذریعہ ہے، تو یقیناً عالم آخرت میں بھی ان کی سرخروئی، فلاح وصلاح اور کامیابی وکامرانی کا سبب ہو گا، انشاءاللہ۔

اب بارگاہِ ایزدی میں دست بستہ یوں عرض ہے کہ اے خالق کون ومکاں، اے اے مالکِ دوجہاں! جامعہ اور جامعہ کی شاخوں پر اپنا خصوصی فضل نازل فرما! اے رب کریم ان کی ہر ضرورت کو اپنے خزانہ غیب سے پوری فرما! اے صحت وعافیت کے شہنشاہ! اہلیان جامعہ ووابستگان جامعہ کو اپنے کوثرِ شفاء سے بھرپور حصہ نصیب فرما! اے رب ذوالجلال ان کی تمام تر کوششوں اور کاوشوں کو قبولیت سے سرفراز فرما! آمین آمین یارب العالمین!

”مولانا غلام محمد وستانوی“
ایک مردم ساز شخصیت

بقلم: محمد اشفاق عادل آبادی

امت مسلمہ پر کوئی دور ایسا نہیں آیا جس میں وہ بانجھ رہی ہو، یہ امت ہر دور میں ایسے رجال کار اور نابغہ روزگار ہستیوں کو جنم دیتی رہی ہے جنہوں نے تاریخ کو نئی سمت عطا کی۔ زمانہ کو نئے انقلاب سے آشنا کیا اور حالات کو دین و ایمان سے ہم آہنگ بنانے کے لیے
اپنی ساری پونجی خداوند قدوس کے راستے میں نچھاور کر دیا ہو، تا کہ خدا کے دین کی آبیاری ہو خدا کے بندے جو خدا کے دین سے نا آشنا ہے انہیں خدا سے آشنائی حاصل ہو برگشتہ راہ حق کو راستہ ملے۔ اور خدا کے دین کا بول بالا ہو۔

ماضی میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک انقلاب برپا کیا اور زندگی کے ہر شعبہ میں ایسا تجدیدی کارنامہ انجام دیا کہ سو سال تک دین، عقیدہ، معاشرت، اور بقیہ تمام شعبہائے دین کو ایسا نکھار کر رکھ دیا کہ کسی طرح کی خورد برد، اور کمی بیشی دین میں چل نہیں سکتی آپ کے بعد آنے والے علماء و صلحاء کی شہادت ہے کہ حضرت تھانوی نے دین کی ہر شعبہ میں تجدیدی کارنامہ انجام دیا ہے۔ بعد میں آنے والے علماء امت نے بھی دین کی خدمت کو اپنی زندگی کا سرمایہ بنایا اور کسی نہ کسی شعبہ کو نکھارنے اور سنوارنے اور جلا بخشنے کی خدمت میں مصروف عمل رہے۔ ابھی حضرت مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ حال ہی میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے ہیں آپ نے سنت و بدعت کو اپنا موضوع بنا کر جگہ جگہ، قریہ، قریہ، بستی بستی، سنت کی روشنی کو اس طرح پھیلایا کہ وہ آپ ایک مشن اور تجدیدی کارنامہ ٹھہرا لوگوں کے گھروں سے عوام الناس کی معاشرت سے گناہوں کی ظلمت کو دور کرنا یہ مولانا ہردوئیؒ کی شان تھی۔ اب موجودہ حالات میں صوبۂ گجرات کے ایک گمنام علا

قہ میں، حضرت مولانا غلام محمد وستانوی نے ''وستان'' نامی گاؤں میں آنکھیں کھولی معمول کے مطابق ابتدائی تعلیم گجرات ہی میں پھر اعلی تعلیم گجرات کے اہم ترین مدرسہ ''فلاح دارین ترکیسر'' میں مکمل کیا مزید کسب فیض کے لیے ہندستان کی دو اہم درسگاہوں میں سے مظاہر العلوم کا انتخاب کیا اور وہاں کے جید علماء سے صرف ایک سال میں کافی حد تک استفادہ کیا خاص طور پر حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ سے جو قاری صدیق احمد باندویؒ کے شیخ و مرشد ہیں ان سے خصوصی ملاقاتیں اور مخصوص صحبتیں اور خصوصی استفادہ کے مواقع حاصل رہے۔

فراغت:

فراغت کے بعد تدریسی خدمت کے لیے اللہ تعالی نے دارالعلوم کنتھاریہ اس زمانہ کی مایہ ناز درسگاہ میں خدمت کا موقع دیا اور ''دیکھتے ہی دیکھتے'' اکل کوا مہارشٹر کا پس ماند علاقہ آپ کی خدمت کی آماجگاہ بن گئی۔

ماضی کی طرح اللہ تعالی نے حضرت مولانا غلام محمد وستانوی مدظلہ سے اکل کوا کی تعلیمی و تربیتی درسگاہ کے پلیٹ فارم سے وہ کام لیا جسے پوری انجمن اور پوری آبادی ہی کرنے سے قاصر رہی شروع شروع میں اکل کوا میں اشاعت العلوم نام سے ایک مدرسہ کے تاسیسی عمل کی بات چلی تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ تقریباً ۳۰ر سال کی قلیل مدت میں اللہ تعالی نے اسے ایک مرکزی اسلامی یونیورسیٹی کی شکل میں پروان چڑھایا اب اس چھوٹے سے ادارہ میں بے شمار شعبہ تعلیمی و تربیتی سفر طے کرنے میں لگے ہیں۔

حضرت مولانا غلام محمد وستانوی نے تعلیم و تدریس سے آگے بڑھ کر رفاہی خدمت کو بھی اپنا موضوع عمل بنایا دبے کچلے بے شمار غریب مسلمان جن کی نہ نماز درست نہ دین و ایمان پر اعتماد آپ ایسے علاقوں میں پہونچے ان کے حالات کا جائزہ لیا مساجد کی ضرورت محسوس کی تو مسجدیں تعمیر کی مدارس کی ضرورت معلوم ہوئی تو مدارس بنادیئے مکاتب کی ضرورت ہوئی تو مکاتب کا انتظام فرمایا اگر آبادی میں آب و دانہ کی قلت معلوم ہوئی تو اس کا انتظام کے پیچھے لگ گئے اگر بیوا خاتون کا کوئی پرسانِ حال نہ ٹھہرے، تو اس کی ضرورت پورا کرنے کا انتظام شروع کیا غریب بچیوں کی شادی کا مسئلہ آیا تو اس کے لیے سب سے بڑھ چڑھ کر سب سے آگے نظر آئے، اس طرح وستانوی مدظلہ نے تقریباً ۳۰ سال کے عرصہ میں ہندوستان کے مختلف صوبوں

مختلف شہروں اور مختلف قصبوں دیہاتوں میں ۳۴۳ رسو سے زائد مسجد کروائیں ۲۰۰۰ رہزار سے زائد مکاتب کا جال پھلا دیا سیکڑوں بیواں کی ضرورت میں کام آئیں ہزاروں کنواری اور بیواں لڑکیو ں کی شادی کے انتظام میں دلچسپی لی اور بے شمار پانی کے بور کے انتظامات کیے، اس طرح حضرت مولانا غلام محمد وستانوی ہندوستان کے رفاہی کاموں میں ایک عظیم شخصیت بن کر ابھر ے ۔علاوں ازیں رفاہی کاموں اور دینی وملی کاموں کے لیے ہندستان بھر میں بے شمار تنظیمیں پھیلی ہوئی اپنی اپنی فیلڈ میں کارہائے نمایاں انجام دے رہی ہو، مولانا غلام محمد وستانوی ہندوستان کی ان چھوٹی بڑی تنظیموں کے یا تورکن ہے یا در پردہ مادی ومعنوی تعاون کے لیے خود کو پیش کر چکے اس سے بڑ کر ہندستان کے دو عظیم ادارہ مظاہر علوم سہارنپور اور دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوری کے بھی رکن ہیں اس طرح حضرت وستانوی دینی ملی رفاہی اور سماجی ہر طرح کے کا موں میں کسی نہ کسی حد تک دخیل ضرور ہے اللہ تعالی آپ کی ذات سے امت کے لیے فیض جاری کیے ہوے ہیں میری بھی دعا ہے کہ آپ کا فیض زندگی کی آخری سانس تک جاری رہے اور امت مسلمہ کا ایک ایک فرد آپ سے کسب فیض کرتا رہے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین آباد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(بقیہ ص:۱۴۹)......... مولانا سید احمد ومیض ندوی حیدرآباد حضرت مولانا عبدالقوی صاحب ناندیڑ حیدرآباد، مولانا عبدالجبار مظاہری لاتور، مولانا محمد مظہر الحق صاحب قاسمی کامل حمایت نگر، مولانا مفتی محمد خالد شاکر قاسمی ناندیڑ، مولانا سید ولی اللہ صاحب قاسمی نظام آباد، حضرت مولانا عبدالرحیم فلاحی اکل کوا مولانا حذیفہ وستانوی اکل کوا، لائبریری کے زیر اہتمام ماہنامہ جامی بودھن کی اشاعت ہوتی ہے، مکتبہ مدراہی بھی چلتا ہے۔ مدرسہ معاذ ابن جبلؓ (خالص شعبۂ عالمیت) بھی شروع ہوا ہے۔ اسی طرح پورے ضلع کے مدارس واسکولوں کے لیے "نعتیہ مقابلہ" کا بڑے پیانے پر انعقاد عمل میں آتا ہے۔ صباحی مدرسہ بھی چل رہا ہے جس میں دوسو طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں۔ صاحب خیر حضرات اپنی جانب سے نئی یا پرانی دینی کتابیں واسلامی ورسالے لائبریری کو عنایت فرمائیں۔

جامعہ اور رئیس جامعہ

از: مولانا محمد عبد الحمید السائح قاسمی
ناظم: مولانا دستانوی لائبریری بودھن

صوبہ مہاراشٹر کا ایک نیا ضلع "نندربار" گجرات کی سرحد سے متصل ہے۔ اس کے دینی ودنیاوی دونوں لحاظ سے انتہائی پسماندہ تعلقہ "اکل کوا" میں ہندوستان کا ایک بڑا ۲۷/ سالہ قدیم مدرسہ ہے۔ جس کا نام جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا ہے۔ جس میں جملہ آٹھ ہزار طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ اور اس کا عملہ (اسٹاف) ساڑھے چار سو افراد پر مشتمل ہے۔ بچوں کے لیے مطبخ میں روزانہ صبح چائے اور توش کا نظم ہے۔ جس کے لیے دو سو لیٹر دودھ اور ۳۰ ارکوئنٹل شکر لگتی ہے۔ دوپہر میں چاول دیئے جاتے ہیں جس کی یومیہ مقدار صرف ایک وقت کے لیے بارہ کوئنٹل ہے۔ شام میں روٹی دی جاتی ہے۔ جس کے لیے ہر روز وقت واحد میں بارہ کنٹل گیہوں لگتے ہیں۔ تقریبا سب کے لیے قیام وطعام، علاج ومعالجہ، کتب وپارچہ، کنبل وسوئٹر، اور ہر ہفتہ وظائف (جیب خرچ) کی سہولتیں فراہم ہیں۔ جامعہ کی شاخیں سو سے زائد ہیں۔ جن میں ۵۵/ اقامتی شاخوں میں پچاس ہزار نونہالان قوم زیر تعلیم سے آراستہ ہورہے ہیں۔ جامعہ کے تحت ملک بھر کی ریاستوں میں سولہ سو مکاتب قرآنیہ (صباحی مدارس) چلتے ہیں۔ اسی جامعہ کے تعاون سے اب تک ساڑھے تین ہزار مساجد کی تعمیر وتکمیل ہوئی ہے۔ جامعہ اکل کوا کے صدر رئیس خادم القرآن مولانا غلام محمد دستانوی صاحب ہیں۔ جو گجرات ضلع سورت کے ایک چھوٹے سے گاؤں "دستان" میں پیدا ہوئے جہاں ان ہی کے خاندان کے صرف چار پانچ مسلم مکانات ہیں۔ اس گاؤں کو شاید اس ضلع کے لوگ بھی نہیں جانتے تھے۔ مگر مولانا کی برکت اور شہرت سے ساری مسلم دنیا کے مرکزی شہروں میں اس کا نام روشن ہوگیا۔ مولانا دستانوی صاحب مظاہر علوم سہارن پور کے فارغ ہیں اور شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ سے بیعت ہیں۔ فراغت کے بعد وہ دس سال تک دار العلوم کنتھاریہ

(گجرات) میں تدریسی خدمات بحسن خوبی انجام دیئے، ابتداء میں وہ اپنے ضلع بھروچ کی جمعیۃ العلماء کے ناظم بھی رہے، شرح وقایہ جو عالمیت کی درمیانی جماعت کی کتاب ہے اس کے پڑھنے کے زمانے سے ہی مولانا تبلیغی جماعت میں جاتے ہیں۔ تیس سال پہلے وہ ایک چلہ کے لیے جماعت کے ذریعہ حیدر آباد بھی گئے اب بھی وہ ہر تقریر وتحریر اور ہر مجلس وجلسہ میں یہاں تک کہ دعا میں بھی تبلیغی جماعت کا ذکر خیر کرتے ہیں،

تعطیلات میں جامعہ کے خرچ سے طلبہ کو چلہ، چار مہینہ کے لیے بھیجتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً مرکز نظام الدین نئی دہلی میں مولانا کی حاضری ہوتی ہے۔ اپنے علاقہ کے ضلعی جوڑ میں اہتمام سے شریک ہوتے ہیں۔ ہمیشہ اپنے طلبہ وفضلاء سے کہتے ہیں، کہ جماعت کا ساتھ دو، جماعت میں جاتے رہو۔ پھر جماعت کے ساتھیوں اور ذمہ داروں سے فرماتے ہیں، کہ مدارس کا ساتھ دو، اپنے بچوں کو مدارس سے وابستہ رکھو۔ جماعت میں جس جگہ جاؤ، پہلے وہاں کے مدرسہ میں اور عالم دین کی خدمت میں حاضری دو، انھیں اپنی کارگزاری سناؤ اور ان سے دعا کی درخوست کرو۔

خادم القرآن مولانا غلام محمد وستانوی صاحب قومی وملی اور رفاہی خدمات میں بھی پیش پیش ہیں۔ جن علاقوں میں پانی کی کمی ہے۔ وہاں تقریباً ڈیڑھ ہزار بورنگوں کا انتظام کئے ہیں۔ لڑکیوں کی تعلیم کے لیے سات دینی مدارس قائم کئے ہیں۔ جس میں پانچ ہزار بچیاں علم دین حاصل کررہی ہیں۔ قوم کے نوجوانوں کے لیے عصری تعلیم کے ادارے دینی ماحول میں چلانے کے لیے جامعہ کے احاطہ میں میڈیکل کالج، بی ایڈ کالج، فارمسی کالج، پالی ٹیکنک کالج، آئی ٹی آئی سنٹر، وغیرہ اعلی پیمانے پر شروع کئے ہیں۔ جن میں دو ہزار نوجوان کی تعداد ہیں۔ جس جگہ بڑے دواخانوں کی ضرورت ہو، وہاں انہوں نے مسلم وغیر مسلم سب کے نفع کی لیے "ہسپتال" کا قیام عمل میں لایا۔ چناں چہ مختلف مقامات پر ۱۷/ہسپتالوں کا کام ہوچکا ہے۔

بھاؤنگر گجرات میں مولانا کا "نصیبحہ ہسپتال" بہت مشہور ہوا۔ جس سے ہر ماہ دس ہزار مریض فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مولانا کے لیے اللہ نے "فون" کو بہت بڑی نعمت بنادیا۔ جس کے ذریعہ وہ سفر وحضر میں اپنے ماتحتوں سے مطلع رہتے ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی ہو جامعہ

سے ہر روز فون کے ذریعہ باخبر رہتے ہیں فون سے ہی ہزاروں کا ان سے رابطہ ہے اور بڑوں سے وہ اس سے مربوط ہیں۔فون پر ہمیشہ ہر ایک سے بات کرتے ہیں۔ہر ایک کی بات سنتے ہیں۔

مسائل میں رہنمائی فرماتے ہیں۔مشکلات کا حل بتاتے ہیں۔کارندوں کو احکام سناتے ہیں۔متعلقین کے لیے ہدایات جاری کرتے ہیں۔اس کے علاوہ ان کا ایک قدم سفر میں ہوتا تو دوسرا مستقر پر لیکن ان کی غیر موجودگی میں جامعہ کے نظام میں کوئی کمزوری نہیں آتی ہے۔البتہ ہر روز آنے والے مہمان ان کی کمی محسوس کرتے ہیں۔جن کی تعداد سینکڑوں میں ہوتی ہے۔ملک و بیرونی ملک خصوصا ہندوستان کے کونے کونے سے لوگ صرف ان کی زیارت وملاقات اور دینی معاملات میں مشورہ کے لیے آتے ہیں سب سے مولانا بات چیت فرماتے ہیں۔لیکن چند منٹوں میں بات پوری ہوجاتی ہے۔

حضرت مولانا وستانوی صاحب دارالعلوم کی مجلس شوری اور مجلس عاملہ کے رکن رکین ہیں، مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور مدرسہ تعلیم الدین ڈھابیل اور جامعہ عربیہ ہتھورا باندہ کے رکن شوری ہیں جبکہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے رکن تاسیس ہیں۔حضرت مولانا وستانوی صاحب کو حضرت تھانویؒ کے سلسلہ میں حضرت قاری صدیق احمد باندویؒ سے خلافت حاصل ہے۔اسی وجہ سے مولانا میں روحانیت اور اخلاص بھرپور ہے۔ہر روز فجر کے بعد جامعہ کی مسجد میمنی میں ''ذکر جہری'' ہوتا ہے ساتھ میں دورۂ حدیث کے طلبہ،بعض اساتذہ اور مریدین اور صادقین کا مجمع رہتا ہے۔ذکر کے بعد تضرع وگریہ کے ساتھ رقت آمیز دعا ہوتی ہے۔پھر حاضرین کو نصیحت کرتے ہیں۔مولانا اپنے متعلق ہر عالم وطالب میں ''صفت زہد'' دیکھنا چاہتے ہیں۔وہ خود بھی زہد کی زندہ مثال ہے۔کبھی کبھی ان کے جیب میں ایک روپیہ بھی نہیں رہتا ہے۔مولانا ہر وقت سب کو دعا اور ذکر کے لیے وقت نکالنے کی تاکید کرتے ہیں۔ان کا یہ ملفوظ مشہور ہے کہ لوگ خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے مانگنے لگے۔اس وجہ سے ملتا کچھ بھی نہیں۔الٹا ذلیل ہوتے ہیں اللہ تعالی نے مولانا کو فرشتہ صفت انسان بنا کر بھیجا ہے۔ ان کی آواز میں بے انتہاء درد اور بے پناہ روانگی اور صفائی ہے۔ان کے چہرۂ بشرہ کو دیکھ کر بے ساختہ دل یہ کہنے کی اجازت مانگتا ہے۔ما ھذا بشراً۔ان ھٰذَا اِلَّا ملکٌ کریمٌ ۔مولانا کی عمر

اس وقت ۵۷/سال ہے۔ان کی پیدائش ۱۹۵۰ء میں ہوئی۔ان کے بڑے لڑکے حافظ وعالم سعید وستانوی ہیں۔جو شکل وصورت میں مولانا کی مشابہ ہیں اور دوسرے صاحب زادے حافظ وعالم مولانا حذیفہ وستانوی ہیں۔جو علم وعمل اور تعلیمی وانتظامی امور میں مولانا کے جانشین ہیں۔مولانا کے بڑے بھائی ولی صفت انسان حافظ اسحاق وستانوی جامعہ کے مخلص ومتحرک نائب رئیس ہیں،مولانا کے برادر نسبتی مولانا عبدالرحیم فلاحی،جو جامعہ کے مقبول استاذ حدیث وتفسیر ہیں۔اکیس سال سے مولانا کے دست راست کی حیثیت سے غیر معمولی خدمات انجام دے رہے ہیں۔مولانا کی جامعہ میں معتمد علیہ شخصیت مولانا عبد القدیر عمری ہیں۔جو جامعہ کے ناظم تعلیمات اور شاخوں کے ذمہ دار ہیں۔

جامعہ اکل کوا میں اکتالیس(۵۰)عمارتیں ہیں جو پچاس ایکڑ زمین پر پھیلی ہوئی ہیں۔ان میں ہر عمارت دیدہ زیب اور پر کشش ہے۔اسی طریقہ سے جامعہ کی ہر شاخ کی عمارت ہر وقت دعوت نظارہ دیتی ہیں۔دینی مدارس اور مساجد کی تعمیر اور ترقی میں مولانا وستانوی کی خدمات منفردانہ بلکہ مجددانہ ہیں ان پر نظر ڈالنے کی بعد دل اس کی صاف گواہی دیتا ہے۔اور عقل کو انکار کی گنجائش نہیں رہتی۔جامعہ کی خصوصیات میں سے جو چیزیں قابل تعریف بلکہ لائق تقلید ہیں۔وہ یہ ہیں:(۱)نظام تعلیم:جو ماشاء اللہ بہترین ہے خاص طور سے اوقاتِ تعلیم نہایت قابو میں ہیں تعلیمی اوقات میں کوئی درس گاہ خواہ حفظ کی ہو یا عالمیت کی استاذ سے خالی نظر نہیں آتی اور کوئی طالب علم اِدھر اُدھر پھرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔(۲)نظام تربیت!جس کی طرف مولانا کی خصوصی توجہ ہے۔طلبہ میں مسجد سے لگاؤ اور اعمال خیر سے دلچسپی پیدا کرتے ہیں۔ہر نماز میں خصوصا فجر میں تمام طلبہ اذان سے پہلے مسجد میں حاضر رہتے ہیں۔بعض نمازوں میں دین کی باتیں اور اہل علم کے واقعات وملفوظات اجتماعی طور پر سنانے کا نظم ہے۔

(۳)کتب خانہ:جامعہ کی لائبریری اس لحاظ سے ہندوستان کے تمام دینی مدارس میں منفرد ہے۔کہ وہاں عصر حاضر کے مایۂ ناز علماء دیوبند کی نئی تصانیف اور نئی کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔علماء دیوبند کی اور اور علماء عرب کی ہر نئی کتاب وہاں ضرور پہنچتی ہے۔بندہ نے تقریبا ۳۰۰/نئی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔جن سے ہندوستان کے بیشتر کتب خانے خالی ہیں۔

مولاناوستانوی لائبریری
''ایک تعارف''

مولانامحمدعبدالحمیدالسائح قاسمی
ناظم لائبریری بودھن

مطالعہ سے علم بڑھتا ہے، اور مطالعہ اشاعت علم کا بہترین ذریعہ ہے، اسی طرح دینی لائبریری، قوم کا مذہبی سرمایہ ہے، جس کی حفاظت، خدمت اور امداد، اشاعت دین کا سبب ہے، زمانۂ ماضی سے ہی مسلمانوں میں کتب خانوں کا رواج چلتا آرہا ہے، مگر ذرائع ابلاغ کے پرفتن دور میں کتب خانوں کی اہمیت اور ضرورت بے انتہاء محسوس کی جارہی ہے، اسی وجہ سے خادم القرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی رئیس جامعہ اکل کوا، کے مبارک نام پر علم دوست احباب کے تعاون سے، بودھن ضلع نظام آباد میں ''مولانا وستانوی لائبریری'' قائم ہوئی ہے'' جس کا سن قیام محرم/۱۴۲۸ھ جنوری ۲۰۰۷ء ہے ، اس مختصر عرصہ میں لائبریری نے حیرت انگیز ترقی کی ہے، چناں چہ جہاں وہ شہر میں لب سڑک مدینہ مسجد سے متصل وسیع وعریض مستقل ملکی مستقل میں پوری علمی شان وشوکت کے ساتھ دعوت مطالعہ دے رہی ہے وہیں اپنی ریاست میں ''عوامی دینی لائبریری'' کی حیثیت سے ایک شناخت بنا چکی ہے۔ عوام کے اس سے رجوع کا عالم یہ ہے کہ ایک ہزار سے زیادہ قارئین اس کے ریکارڈ میں اپنی ''دستخط'' کا نشان لگا دیئے ہیں، جبکہ اسکی کتابوں سے گھروں میں استفادہ کے لیے (۱۰۰) سو ممبر بن گئے ہیں جنکی سالانہ ممبر شپ ۱۰۰ اروپئے ہے۔

لائبریری میں ڈھائی ہزار سے زیادہ دینی کتابوں کا علمی ذخیرہ موجود ہے، جو دن بدن بڑھتا ہی جارہا ہے، ایسے ہی لائبریری میں روزانہ تقریبا دس اخبارات آتے ہیں، جن میں قابل ذکر ہیں روزنامہ منصف حیدرآباد، اعتماد حیدرآباد، رہنمائے دکن حیدرآباد، ساز دکن

حیدرآباد، کیریئر انڈیا، آج کا نظام آباد، نظام آباد ٹائمز، سہارا راشٹریہ، اردو، اور جو اسلامی ماہنامے ومعیاری رسالے لائبریری میں پابندی کے ساتھ موصول ہورہے ہیں وہ یہ ہیں، شاہراہ علم اکل کوا، ضیاء علم حیدرآباد، ترجمان دیوبند، فیصل ہند، الفیصل حیدرآباد، ارمغان حج شاہ ولی اللہ، مظاہر علوم سہارنپور، آئینہ مظاہر علوم سہارنپور، الصحوۃ الاسلامیہ عربی حیدرآباد، النور عربی اکل کوا، بیان مصطفیٰ گجراتی وانگریزی، البلاغ کراچی، اشرف العلوم حیدرآباد، کردار جمعیہ دہلی، المصباح حیدرآباد، فیض صفا حیدرآباد، بساط ذکر وفکر آرمور، ماہنامہ گونج نظام آباد، البدر کاکوری لکھنوء، الحراء (عربی، انگریزی، اردو) حیدرآباد، سائنس اور کائنات علی گڑھ، اللہ کی پکار نئی دہلی، نداء صالحین حیدرآباد، دار العلوم کورٹلہ کریم نگر، ہفت روزہ خیر اندیش مالیگاؤں، ماہنامہ حاجی بودھن، علاوہ ازیں دہلی، ممبئی، بنگلور، اورنگ آباد سے دس اخبارات جاری کرنے کی فکر ہورہی ہے، نیز لائبریری کے نام پر دوسو سے زائد دینی ماہنامے واسلامی رسالے اردو ہر ماہ حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

لائبریری میں جن مشہور علماء اکرام کی کتابیں دستیاب ہیں، ان کے اسماء گرامی پیش خدمت ہیں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، مولانا محمد منظور نعمانیؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا عبدالماجد دریاآبادی، شیخ الاسلام محمد تقی عثمانی، مفسر قرآن مولانا عبدالکریم پاریکھ، ادیب الاسلام مولانا نور عالم خلیل امینی، مولانا نعمان الدین، مولانا غیاث احمد رشادی، مولانا الیاس ندوی بھٹکلی، مولانا انیس احمد قاسمی بلگرمی، مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری اور دیگر علماء اکرام کی تصنیفات بھی ہیں۔ لائبریری میں زیر ترتیب کتابوں کے موضوعات اس طرح ہیں۔ تاریخ اسلام، احکام اسلام۔ سیرت وسوانح تذکرہ وتعارف، تصوف وسلوک، فقہ وفتوی، تعلیم وتدریس، خطبات وتقاریر، جرائد ورسائل، لغات وڈکشنری، شعروادب، احکام خواتین، گوشۂ اطفال، معلومات عامہ۔

لائبریری کو جن جید علماء دین کی سرپرستی حاصل ہے، وہ معزز ہستیاں یہ ہیں۔

حضرت مولانا عبدالخالق مدراسی استاذ حدیث ونائب مہتمم دارالعلوم دیوبند (بقیہ ص:۱۴۳)

صوبہ مہاراشٹر کی عظیم علمی شخصیت
حضرت مولانا محمد سلیمان شمسیؒ
(سابق شیخ الحدیث جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا)

شاہد جمال ابن شیخ سلیمان شمسی
استاذ: جامعہ اشاعت العلوم، اکل کوا

نام ونسب: محمد سلیمان شمسی ابن احمد علی بن شیخ عنایت اللہ۔
ولادت : شوال المکرم ۱۳۳۶ھ مطابق جولائی ۱۹۱۸ء
مقام : موضع خیرآباد ضلع اعظم گڑھ مشرقی یوپی۔

خیرآباد مشرقی یوپی کے مشہور ومعروف مردم خیز ضلع اعظم گڑھ میں ایک صنعتی اور کاروباری بستی ہے وہاں ہندو مسلم دونوں آباد ہے مگر اکثریت مسلمانوں کی ہے ان کی تہذیب ان کا تمدن غالب ہے اکثر باشندے تعلیم یافتہ ہیں ناخواندہ بہت کم ہیں۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بستی کو راجہ سید نظام الدین عرف راجہ خیر اللہ مانک پوری متوفی ۱۱۳۸ھ نے بسایا اور انہیں کی نام پر یہ بستی خیرآباد کے نام سے مشہور ہوئی۔ راجہ خیر اللہ مانک پوری حضرت شاہ ابوالغوث گرم دیوان کے سلسلہ چشتیہ کے شیخ تھے، ان کے بیٹے راجہ مردان علی اور ان کے بھائی راجہ غلام معین الدین عرف راجہ وانی متوفی ۱۱۴۰ھ کے بیٹے غلام احمد یہ سب حضرات بارھویں صدی ہجری کے آخر تک اس دیار میں شخصیت وروحانیت کے علمبردار رہے اور آپ کے سلسلہ چشتیہ کو بہت فروغ ہوا۔

الغرض خیرآباد روز اول سے ہی مذہبیت وروحانیت سے ہمکنار رہا اسی کا اثر ہے کہ خیرآباد میں صلحاء فضلاء علماء حفاظ اطباء تجار وشعراء ہر طبقہ کے افراد پیدا ہوتے رہے۔ خیرآباد کے اردگرد کچھ مزارات ہیں جنکے بارے میں کہا جاتا ہیکہ یہ مزارات سالار سید مسعود غازی

کے امراء ورفقاء کے ہیں، چنانچہ ہندوستان کے تمام شہروں وقصبوں میں بے شمار معروف وغیر معروف مزارات ہیں اور وہ سب سالار سید مسعود غازی کے امراء ورفقاء کے مزارات ہیں جو جام شہادت نوش کر کے جگہ جگہ مدفون ہیں۔

چنانچہ تاریخوں میں بصراحت مذکور ہے کہ تمام ملک ہند میں کوئی شہر قصبہ گاؤں ایسا نہیں کہ وہاں سالار سید مسعود غازی کا کوئی ساتھی شہید نہ ہو تمام ملک ہند میں غازیان اسلام منتشر تھے ہر جگہ کو نور شہادت سے منور کیا۔

بہر حال حضرت موصوف نے پیدا ہونے کے بعد اپنا کوئی بھائی نہیں دیکھا نہ بڑا بھائی نہ چھوٹا آپ اپنے والد بزرگوار کی اولاد میں فرزند تنہا تھے ہاں آپ کی بہنیں چار تھیں تین آپ سے بڑی بہنیں اور ایک آپ سے چھوٹی بہن، آپ کے والد بزرگوار ایک صاحب ثروت اور متمول شخص تھے اور آپ ان کے اکلوتے بیٹے تھے اس لیے بڑے ناز ونعمت اور پیار ومحبت سے آپ کی پرورش کی، باوجود اس کے طبیعت میں بے حد سادگی اور جفاکشی اور شوق علم منجاب اللہ ودیعت تھی۔

ابتدائی تعلیم:

چنانچہ جب آپ کی عمر سات برس کی ہو چکی تو والد صاحب نے آپ کو مقامی مدرسہ منبع العلوم خیرآباد میں داخل کر دیا، لہذا آپ نے اس مدرسہ منبع العلوم میں ابتدائی تعلیم قاعدہ بغدادی سے فارسی تک نصاب مکمل کیا۔ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد خیرآباد سے چند میل کے فاصلے پر پورہ معروف ایک بستی ہے وہاں کے مدرسہ معروفیہ میں داخلہ لے کر عربی اول سے شرح جامی تک کا نصاب مکمل کیا۔

اعلیٰ تعلیم:

آپ کے والد بزرگوار اگرچہ عالم باسند نہ تھے مگر علمی آدمی ضرور تھے ان کی تمناؤں اور آرزوؤں کا ثمرہ ملنا ضرور تھا اس لیے کہ ان کی دلی تمنا اور آرزو یہی تھی کہ میرا فرزند عالم فاضل اور خادم دین بنے تو ایک طرف ان کی ایما اور دوسری طرف خود کی تڑپ اور جستجو کی بنا پر دارالعلوم دیوبند کا قصد کیا اس لیے آگے حصول تعلیم کے لیے آپ دیوبند تشریف لے گئے اور

الحمدللہ! وہاں آپ کا داخلہ ہو گیا اور وہاں بڑے انہماک کیساتھ طلب علم میں لگے رہے لیکن وہاں کی آب وہوا راس نہ آئی اور سال بھر بیمار رہنے کی بنا پر لاغر کمزور ہو گئے چنانچہ سالانہ تعطیلات میں جب آپ وطن واپس تشریف لائے تو دوبارہ دارالعلوم دیوبند جانے کا ارادہ ختم کر دیا، لہذا خیر آباد سے قریب موضع مئو (جو اب اس وقت ضلع کی حیثیت رکھتا ہے) کے مدرسہ مفتاح العلوم میں داخلہ لے لیا۔

جامعہ مفتاح العلوم مئو:

مقامی درسگاہوں میں اس وقت جامعہ مفتاح العلوم کا طوطی بول رہا تھا اور تشنگان علوم نبوت کی آماجگاہ بنا ہوا تھا اور کیوں نہ بنتا جبکہ محدث کبیر عرب وعجم کے محقق عظیم سارے اہل علم کے معتمد حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی اور جامع المعقول والمنقول مناظر بے بدل مولانا عبد اللطیف صاحب نعمانی اور واعظ خوش بیاں وہ شیریں زباں مولانا محمد ایوب صاحب نور اللہ مرقدہم جیسے جبال العلم اور بحر العلوم حضرات وہاں سے علوم دینیہ کی نہریں جاری کیے ہوئے تھے یہ اصحاب ثلثہ نہ صرف مئو بلکہ پورے ہندوستان کا خلاصہ تھے لہذا آپ نے اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے ایسی گراں قدر اور جبال العلم شخصیات کے سامنے زانوے تلمذ طے کیا اور ان کی صحبت میں رہکر علوم دینیہ کی برکات وانوار حاصل کیے اس طرح آپ کو حضرت محدث کبیر نور اللہ مرقدہ سے براہ راست استفادہ کا موقع ملا بخاری شریف اور ترمذی شریف مکمل حضرت ہی سے پڑھی اور حضرت محدث کبیر نے آنمحترم پر خصوصی توجہ فرمائی اور اپنی شفقتوں اور دعاؤں سے خوب نوازا، انہیں حضرات کی دعاؤں اور شفقتوں کا لازوال ثمرہ ہے کہ حضرت مولانا سلیمان صاحب شمسی علم حدیث، علم فقہ، علم تفسیر، منطق وفلسفہ، خطابت ومناظرات، شعر وادب ہر میدان فن کے بہترین اور ماہر شہسوار بن گئے، پھر اسی میں مزید قوت واستحکام حاصل کرنے کے لیے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد دار المبلغین لکھنؤ میں شمولیت اختیار کی۔

دار المبلغین لکھنؤ:

فارغ التحصیل ہو جانے کے بعد آپ اپنے اندر کچھ کام کا آدمی بننے کی خواہش رکھتے تھے اور والدین بھی کامیاب بیٹا دیکھنا چاہتے تھے، اور خطابت کا ذوق، تحقیق کا شوق حضرت محدث کبیر مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی اور مولانا عبد اللطیف صاحب نعمانی اور مولانا محمد ایوب صاحب نور اللہ مرقدہم کی صحبتوں میں رہ کر بدرجہ اتم اپنے اندر رکھتے تھے ،لہذا قدرت کی طرف سے آپ کے اندر یہ داعیہ پیدا ہوا اور حضرت محدث کبیرؒ کی ایماء پر امام اہل سنت مولانا عبد الشکور صاحب فاروقیؒ کے قائم کیے ہوئے ادارہ دار المبلغین سے خود کو وابستہ کر دیا۔

یہ ادارہ ''دار المبلغین '' ایک ایسا ادارہ تھا جو فارغ التحصیل فضلاء کی تربیت کے لیے قائم کیا گیا تھا، یوں تو اس میں رضا خانیت، قادیانیت، غیر مقلدیت، کی کاٹ کے لیے داؤ اور گر سکھائے جاتے تھے مگر شیعیت اور رافضیت کی تردید اور اس کے بطلان پر خصوصی مشق کرائی جاتی تھی کیونکہ تمام فرق باطلہ کی اصل رافضیت ہے۔

امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب فاروقیؒ کی صحبت بابرکت میں رہ کر دار المبلغین لکھنوء کے عملہ کے ساتھ قرب وجوار اور دور دراز مقامات میں پہنچ کر خطابت اور اصلاحی پراگراموں کو بڑی سرگرمی کے ساتھ انجام دیا کرتے تھے، اس وقت رضا خانیت، قادیانیت نیز غیر مقلدیت کا مشرق یوپی میں ایسا زور وشور اور غلبہ تھا کہ جس کے ازالے اور ان کی داغ بیل اور جڑں کی کٹائی کے لیے اللہ رب العزت نے امام اہل سنت جیسی عظیم شخصیت کا انتخاب فرمایا اور انھیں ایسے رفقاء اور تلامذہ عنایت کیے جنکی جہد مسلسل اور عزم و استقلال نے اس دیار کی کایا پلٹ دی۔ انہیں رفقاء وتلامذہ میں آں محترم بھی سر فہرست ہیں۔ چناں چہ آپ نے فرقہ باطلہ کے خلاف بارہا مناظرات کیے اور غالب و فائق رہا کرتے تھے۔ لہذا مناظرات اور دلائل وتعبیرات میں وہ کمال حاصل کیا کہ اس وقت کے جید علماء بھی دنگ رہ جاتے تھے۔ مخالف مناظرین انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔

الغرض امام اہل سنتؒ کے یہاں آٹھ برس کی مدت رہنے کے دوران محمود آباد میں امام اہلسنت کی ایماء پر ایک دینی مدرسہ کی بنیاد ڈالی گئی اور وہاں درس وتدریس اور عوامی اصلاحی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ بعدہ رسولی ضلع بارہ بنکی میں پانچ سال تک قیام فرما

یا اور تدریسی خدمات میں لگے رہے، اس کے بعد وطن واپس تشریف لے گئے اور یہ سب حضرت محدث کبیرؒ کی ایماء اور ان کے ارشاد پر ہوا کرتا تھا۔

جامعہ بیت العلوم مالیگاوں:

والد محترم حضرت مولانا محمد سلیمان شمسی صاحبؒ نے رسولی ضلع بارہ بنکی سے وطن واپسی کے بعد اپنے والد بزرگوار کی کاروباری ذمہ داری اپنے سر لے لی لیکن اللہ رب العزت نے چوں کہ اپنے اس بندے سے دینی کام لینے کے لیے ان کو منتخب فرمالیا تھا، لہٰذا ابھی تھوڑا عرصہ بھی نہیں گزر پایا کہ اسی دوران صوبہ مہاراشٹر کی قدیم ترین دینی درسگاہ جامعہ بیت العلوم (جسے ام المدارس کہاں جاتا ہے) سے دورہ حدیث کے لیے ایک مناسب اور باصلاحیت استاذ کی ضروت کی درخواست شہر مالیگاوں کی ایک مشہور و معروف شخصیت حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؒ رکن شوری دارالعلوم دیوبند حضرت محدث کبیر کی خدمت میں حاضر ہوئے لہٰذا حضرت محدث کبیر کی ایما پر یوپی سے مہاراشٹر کی طرف ۱۹۶۰ء میں منتقل ہو گئے۔ اور شہر مالیگاوں کی اس دینی درسگاہ میں بحیثیت شیخ الحدیث وصدر المدرسین آپ کا تقرر کیا گیا۔ بڑے فخر کی بات ہیکہ راقم سطور ابن شمسی کو بھی جامعہ بیت العلوم میں طالب علمی کی سعادت نصیب ہوئی ہے درجات ابتدائی سے مشکوۃ شریف تک راقم سطور نے وہیں تعلیم حاصل کی اور دارلعلوم محمدیہ سے فراغت حاصل کی، مشکوۃ شریف، بخاری شریف، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بیضاوی شریف اپنے والد بزرگوار سے پڑھی ہے۔

یہ جامعہ بیت العلوم، نہ صرف مالیگاؤں میں بلکہ پورے صوبہ مہاراشٹر میں سب سے قدیم دینی مدرسہ ہے چناں چہ اسے ام المدارس کہا جاتا ہے، وہاں تقریباً بیس سال کی طویل مدت تک خدمت میں لگے رہے اور اس ادارے کی ترقی و کامیابی میں ہمہ تن متوجہ رہے۔

دارلعلوم محمدیہ مالیگاؤں:

حسن اتفاق یہ ہوا کہ شہر مالیگاؤں کے اہل خیر حضرات نے ایک نئی اقامتی درس گاہ قائم کرنے کا قصد کیا قدوائی روڈ پر ایک قدیم خستہ عمارت موجود تھی اور اسے برسوں پہلے

احباب خیر نے دینی ادارہ قائم کرنے کی غرض سے تعمیر کیا تھا لیکن حالات نامناسب اور ناخوش گوار پیش آنے کے سبب ان حضرات کے قبضہ سے نکل کر اہل شر کے قبضہ میں پہنچ گئی اس لیے وہاں ہمہ قسم کی برائیوں کا اڈہ قائم ہو گیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کو اس عمارت میں دینی مجلسوں اور قال اللہ وقال الرسول کی صدا لگانا منظور تھا تو اس کے لیے قدرت نے ایسے حالات واسباب بھی پیدا کر دیئے کہ اس کے تمام پیچیدہ مراحل بآسانی حل ہوتے گئے اور ۱۱ شوال ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ کو دینی اقامتی درسگاہ بنام دارالعلوم محمدیہ قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔

اور ٹھیک اسی تاریخ کو مدرسہ دارالعلوم محمدیہ میں داخلہ بھی جاری ہو گیا ان اہل خیر حضرات جو اس ادارہ کے ٹرسٹ بنے نے ان سب کارروائیوں میں حضرت شمشی صاحب کو ساتھ رکھا لہٰذا آپ دارالعلوم محمدیہ میں منتقل ہو گئے اساتذہ کا اسٹاف بھی مل گیا دینیات سے دورہ حدیث تک طلباء بھی دستیاب ہو گئے اور ایک اقامتی درسگاہ قائم ہو گئی اور راقم سطور وہاں کا سب سے اول طالب علم ہے۔

دراصل اس کام میں اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی شامل حال رہی اس ادارہ میں ۱۹۸۰ سے ۱۹۸۷ تک تدریسی ترقیاتی اصلاحی سرگرمیوں میں مصروف رہے۔

جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا:

حسن اتفاق یہ بھی ہے کہ جس سال دارالعلوم محمدیہ قائم ہوا اس سے ایک سال قبل ۱۹۷۹ء میں مہاراشٹر کے کوہستانی علاقہ اکل کوا میں جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کا قیام عمل میں جس کے بانی و مہتمم مفکر قوم وملت خادم قرآن حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی اطال اللہ عمرہ وعم فیوضہ ہیں، حضرت موصوف پہلے ہی سے حضرت شمسی سے بخوبی واقف تھے کیوں کہ مالیگاؤں بیت العلوم کی خدمت کے دوران دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر کے مہتمم اور مولانا وستانوی صاحب کے استاذ محترم حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم اپنے مدرسہ کی ہنگامی ضرورت کی بنا پر ایک سال کے لیے آپ کو فلاح دارین میں تدریسی خدمت کے لیے لے گئے تھے۔

چوں کہ حضرت مولانا وستانوی صاحب فضلائے فلاح دارین میں سے ہیں اس تعلق سے حضرت شمشی صاحب کی خدمات ان کی صلاحیت اور حیثیت ومقام سے بخوبی

واقف تھے۔ اس لیے جامعہ اشاعت العلوم میں تدریسی خدمت کے لیے لانا چاہتے تھے، بار بار درخواست بھی کرتے اور جامعہ کے پروگراموں میں مدعو کرتے رہے یہاں تک کہ جب جامعہ اشاعت العلوم ترقی کرتے کرتے مشکوٰۃ شریف تک پہنچ گیا تو حضرت رئیس الجامعہ دستانوی صاحب زید مجدہ نے باصرار آپکو یہاں آنے پر آمادہ کر ہی لیا اور شیخ شمشی صاحب اور شیخ زادہ راقم سطور دونوں حضرات ۱۹۸۷ء مطابق ۱۴۰۷ھ میں سرزمین اکل کوا کے چمنستان جامعہ میں منتقل ہو گئے اور اس وقت سے مسلسل آخر حیات تک جامعہ ہذا میں رہ کر خدمت جامعہ و تدریس میں لگے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات دین کو قبول فرمائے۔

حضرت شیخ شمشی صاحب کے علمی اصلاحی خدمات کی تفصیل بیان نہ کرتے ہوئے راقم سطور نے ان کی زندگی کا ایک مختصر ساخاکہ پیش کر کے اسی پر اکتفا کیا۔ ہاں ان کی علمی اور تحقیقی خدمات میں سے چند کا تذکرہ کر دینا مناسب ہوگا۔ حضرت شیخ شمشی صاحب نے اپنی چند تصانیف چھوڑی ہیں لیکن ان میں صرف دو کتاب ''روداد کربلا'' اور ''منظوم کلام شمشی'' طبع ہو چکی ہیں اور اب ایک تیسری کتاب ''امام ابوحنیفہ اور ان کی فقہ'' کے نام سے زیر طبع ہے، جو انشاء اللہ بہت جلد منظر عام پر آجائے گی۔ بعدہ دوسری بعض کتابیں مثلاً صحیح نماز تراویح، مودودیت اشتراکیت کا شاہکار، اسلام اور سائنس وغیرہ کتابیں انشاء اللہ یکے بعد دیگرے شائع ہوتی رہیں گی۔ بہر حال شیخ شمشی صاحب اپنی عمر کے آخری حصہ میں شدید مرض میں مبتلا رہکر ۱۹ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ مطابق نومبر ۱۹۹۹ء داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اور مہاراشٹر کے شہر ناندیڑ کی سرزمین قبرستان گنج شہیداں میں سپرد خاک ہوئے۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہم سب دعا کریں کہ اللہ رب العزت حضرت موصوف مرحوم کی مساعی جمیلہ اور خدمات دین کو قبول فرما کر ان کے درجات کو بلند کرے اور اپنی آغوش رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین!۔

نئے فضلاء کی خدمت میں

دینی مدارس میں تعلیمی سال کا آخر آخر ہے، ان میں سے بہت سے طلبہ وہ ہیں جن کے تعلیمی دورانیہ کا یہ آخری سال ہے، اور یوں دس بارہ سال کا انہوں نے اسلامی علوم میں استعداد حاصل کرنے کے لیے جو سفر شروع کیا تھا، اس کی منزل آپہنچی ہے، ان اختتامی ایام میں آدمی عجب کشمکش کی حالت سے دوچار ہوتا ہے، ایک سنہرے مرحلے کو مکمل کرنے کی خوشی ہوتی ہے، لیکن یادیں تعاقب کرتی ہیں، اندیشے ڈستے ہیں، آئندہ کے مشاغل، سکون خانۂ دل میں رولا مچاتے ہیں، اساتذہ ساتھیوں اور مادر علمی سے بچھڑنے کی فکر کسمساتی ہے، لیکن اس میں اچنبھے کی بات اس لیے نہیں کہ دنیا کی یہ چند روزہ زندگی خوشی وغم، شدت ورخوت، بہار وخزاں اور وصال جدائی ہی سے تو عبارت ہے، ابھی ایک منزل پر پہنچ کر گرد سفر جھاڑا بھی نہیں ہوتا کہ اگلا مرحلہ آپہونچتا ہے۔ صد بیابان بگذشت ودیگرے درپیش است۔ ماہ وسال کے فشار میں حسین یادوں کے کتنے ہی شہر رنگ اجڑ اجڑ جاتے ہیں، بہر کیف مبارک ہیں، وہ سعادت مند جنہیں فتنوں کے اس اندھیرے دور میں علوم نبوت پڑھنے کی توفیق ملی۔

لیکن اگلے مرحلے میں قدم رکھنے سے پہلے یہ بات ان کی نظروں سے اوجھل نہیں ہونی چاہئے کہ دینی مدارس میں اسلامی علوم کے لیے مرتب شدہ نصاب ایک طالب علم کے اندر صرف صلاحیت پیدا کر کے اس کے ہاتھ میں اسلامی کتب خانے سے فائدہ اٹھانے کی کنجی دے دیتا ہے، جس کے ذریعے وہ مختلف علوم کے مقفل دروازوں کو بآسانی کھول سکتا ہے، اس لیے مطالعہ کو وسیع کرنے استعداد بڑھانے اور علوم میں پختگی حاصل کرنے کا زمانہ درحقیقت رسمی طالب علمی کے دور سے فارغ ہونے کے بعد ہی شروع ہوتا ہے، صرف درس نظامی پڑھ لینا یا ان ہی پڑھی ہوئی کتابوں کو پڑھانے پر اکتفا کرنا اپنی ذات کی علمی تکمیل وترقی کی ذمہ داری سے عہدہ براں ہونے کے لیے قطعاً کافی نہیں، اسلامی علوم کے مصادر ومراجع اور جلیل القدر علمائے متقدمین ومتاخرین کی کتابوں کا مطالعہ یکسر ترک کر کے چند کلیوں پر قناعت کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ درس نظامی سے حاصل شدہ استعداد سے صحیح نہج پر استفادہ نہیں کیا

گیا بل کہ اس اکتفاء یا جمود سے رفتہ رفتہ مطالعہ کا وہ ولولہ شوق اور جذبہ بھی بسا اوقات ماند پڑ جاتا ہے، جو طلب علم کے دوران پروان چڑھتا ہے، مثلاً کسی نے درس نظامی کی مشہور کتاب "مختصر المعانی" پڑھی اور اللہ کے فضل سے برسوں پڑھائی لیکن اسے یہ نہیں معلوم کہ علم معانی وبلاغت پر متقدمین علماء کی اور کیا کیا کتابیں ہیں، متاخرین نے اس موضوع پر کیا لکھا ہے، قرآن کریم اور احادیث کی بلاغت پر عمدہ تصانیف کونسی ہیں، اور معاصر اہل قلم اس موضوع پر کس انداز سے کام کر رہے ہیں، تو یہ سمندر کی بے کراں وسعتوں میں جھانکنے کے بجائے حوض کی چار دیواری میں اپنے کو محدود کرنے کے مترادف ہوگا۔

علمی جہت کی تکمیل وترقی کے لیے جدید فقہی مباحث، عربی زبان کے جدید اسالیب واصطلاحات، ملک کی رائج زبان کے مروجہ اسلوب اور انگریزی زبان سے بھی بقدر ضرورت واقفیت ضروری ہے، یہ علم کے نشر واشاعت اور دین اسلام کی تبلیغ کے نقطۂ نظر سے بہت اہم ہے، طلب علم کے دورانیہ میں ان جدید امور کی طرف عموماً توجہ دینے کا موقع نہیں ملتا یا کم ملتا ہے، اس لیے فاضل ہونے کے بعد دوسری مصروفیات میں ان کی طرف توجہ دینے کے لیے اہمیت کے ساتھ وقت نکالنا چاہئے لیکن اس راہ میں قدم قدم پر اپنے اوپر محاسبہ اور نگرانی کی کڑی نگاہ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، کیوں کہ جدیدیت سے مرعوب ہونے کا فتنہ اس قدر خطرناک اور زود اثر ہے، کہ عمدہ تربیت اور ٹھیٹھ دینی وعلمی ماحول میں نشوونما پانے والے بھی چند ایام میں اس کے اس طرح زیر دام آجاتے ہیں، کہ انہیں اپنی سابقہ طرز زندگی سابقہ فکر، ادب واحترام کے سابقہ پیمانے اور بسا اوقات اپنے مربی واساتذہ تک فرسودہ نظر آنے لگتے ہیں، یہ تبدیلیاں دل ودماغ سے شروع ہوتی ہیں اور جسم پر اس کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں، داڑھی گھٹتی ہے، پائنچے ٹخنوں سے نیچے کھسکتے ہیں، دسترخواں کی جگہ ٹیبل اور مسواک کا نعم البدل برش قرار پاتا ہے، بالوں کا اسٹائل بدلتا ہے، ٹوپی سر کے بجائے جیب میں رہنے لگتی ہے، علماء اور صلحاء کا لباس اترتا ہے اور زندگی کا پہیہ ایک نئے ڈھب پر گھومنے لگتا ہے، ....

احساس کمتری کی عکاس ان تبدیلیوں کے شکار ہونے والوں کی یہ خام خیالی ہوتی ہے اس طرح وہ زمانے کے نئے معاشرہ میں "ایڈجسٹ" ہو جائیں گے یا ان کا قد بڑھ جائے گا۔

بلاشبہ زندگی کے دھارے سے الگ سائباں لگانے کی بجائے اس میں شامل ہو کر

ہی قیادت کرنا علماء کا فریضہ ہے، نقشوں کو دیکھنے کہ بجائے لوگوں سے مل کر ہی دیکھنا چاہیے کہ ’’کیا چیز جی رہی ہے، کیا چیز مر رہی ہے‘‘ لیکن بایں ہمہ اسلامی طرز زندگی، صلحاء کی وضع وہیئت سے متعلق دل میں کسی معذرت یا مرعوبیت کا ذرہ بھر شائبہ نہیں آنا چاہئے، دور جانے کی ضرورت نہیں، حال کی تاریخ پر نظر ڈال کر دیکھیں، کتنی علمی شخصیات ہیں جو اپنی پوری اسلامی وضع قطع اور مکمل طرز زندگی کے ساتھ جدید دانش گاہوں میں گئے، نئے ایوانو میں گئے، لیکن ان کا وقار، ان کی ہیبت اور ان کی شخصیت کا رعب نہ صرف برقرار رہا بلکہ سب حاوی رہا اور کسی دانشور یا حکمران کو ان کے سامنے پر مارنے کی جرات نہ ہو سکی..... فکر وتربیت کی یہ پختگی کڑی نگرانی اور بڑا ریاض چاہتی ہے، اس لیے برداران گرامی! جب ’’بسم اللہ‘‘ کی گنبد سے آپ باہر قدم رکھنے لگیں تو نئے زمانے کے اندھیروں میں ۔۔۔ شوریدہ ہواؤں میں ...... دیرینہ فکر وتربیت کے جلتے بجھتے چراغ سے اپنے بام ودر کو سجائے رکھنا، بنائے رکھنا........!

+++++++++++++

’’مدارس دینیہ کی اہمیت‘‘

خدا کے حسن کا شہکار یہ دینی مدارس ہیں
علوم دین کا ذخار ، یہ دینی مدارس ہیں

رگ جان کے لیے ، کفار کی زیر ہلاہل ہیں
کہ باطل کے لیے تلوار ، یہ دینی مدارس ہیں

زمانے میں مدارس، علم وحکمت کے ہیں گہوارے
زمانے میں یہی تو نور وحدت کے ہیں مینارے

یہاں علم وعمل کے سانچے میں، انسان ڈھلتے ہیں
زمانے میں یہی تو، دین فطرت کے ہیں نقارے

یہاں پر طالبان علم ، بہرہ یاب ہوتے ہیں
یہاں ، نور مشیت سے چراغ جلتے ہیں

مدارس ، میکشوں کو ، بادۂ حکمت پلاتے ہیں
مدارس ہی ، جہاں سے نقش باطل کو مٹاتے ہیں

مدارس ، سے جہاں علم میں ، تازہ بہاریں ہیں
مدارس ، علم وعرفان کی سدا شمعیں جلاتے ہیں

مدارس ، سے ’’ولی‘‘ ملت کی ہے تقدیر وابستہ
مدارس ، اہل ایمان کی ، دلیل کامرانی ہیں

فضلائے کرام کی خدمت میں چند گزارشات

مولانا اسلم (منصف ندائے منبر و محراب)

اے روشن جبینوں، چمکتی آنکھوں اور دمکتے چہروں والے طالب علمو! مبارک ہو۔
اے سروں پر دستارِ فضیلت سجانے والو! اور دلوں میں علم و عرفان کی شمعیں جلانے والو! خوش نصیبو! مبارک ہو۔
اے مستقبل کے معمارو اہل وردکی امیدوں کے سہارو! یہ ہدف تک رسائی بارہ سالہ محنت کا صلہ اور دریائے علم کا عبور، مبارک ہو۔
عزیز طالب علم ساتھیو! آج جب کہ تم حصولِ علم کے راہ میں عزیمت استقامت کی ایک داستان رقم کرنے کے بعد علمی زندگی کے تاحدِ نظر پھیلے ہوئے لق ودق صحراء میں قدم رکھ رہے ہو تو یقیناً تمھیں یہ سوال، خیال بن کر ستار ہا ہوگا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے اور مستقبل کے خاکے میں کیسے رنگ بھرنے چاہیں، ایسے موقع پر جب کہ آپ سراپا استفہام بن کر کھڑے ہیں، یہ چند سطور بطورِ نصیحت ایک ایسے شخص کی جانب سے لکھی جارہی ہیں جو خود نصیحت کا محتاج ہے اور بغور دیکھا جائے تو اس مضمون میں اس نے خود اپنے آپ کو نصیحت کرنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے کیوں کہ اس مضمون میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اساتذہ کرام اور تجربہ کار اہل عمل کے افادات اور نصائح کی تخلیص پر مشتمل ہے۔ سب سے پہلے تو ذہن سے یہ خیال حرف غلط کی طرح کھرچ دیجئے کہ آپ "فارغ" ہو گئے ہیں۔ آپ فارغ نہیں بل کہ "شاغل" ہوئے ہیں، آپ کی مشغولیت کی صحیح دور اب شروع ہوا ہے۔ آپ نے جو کچھ پڑھا ہے اس کو کل پونجی اور پورا علمی خزانہ مت سمجھے، کتنے ہیں جنہیں وہ سب کچھ یاد ہے جو انہوں نے پڑھا ہے اور کتنے ہیں جو خواندہ کی تدریس و تفہیم کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں، پس یوں سمجھا جائے کہ خزانہ

کی محض چابی ہاتھ آئی ہے اور شاہراہِ علم پر لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ چلنے کا ڈھنگ آیا ہے، اگر یہ چابی بار بار استعمال ہوتی رہی تو عجیب وغریب نوادرات اور جوہر ہاتھ آئیں گے، اگر اسی شاہراہ پر روزانہ چلنے کی مشق ہوتی رہی تو نئے نئے افق نگاہوں کے سامنے عیاں ہوتے جائیں گے اور اگر معاملہ برعکس ہوا تو یاد رکھئے علم بڑا غیور ہے، یہ اپنے قدردانوں کے ہاں ہی ڈیرا جماتا ہے اور ناقدروں سے منہ موڑ لیتا ہے، جو لوگ دین حاصل کر لینے کے باوجود اس کی قدر نہیں کرتے وہ یا تو اسکے الفاظ ہی سے محروم ہو جاتے ہیں ورنہ اس کی حقیقت اور نور سے تو بہرحال محروم ہو جاتے ہیں۔

(۱) یہ حقیقت زندگی کے کسی موڑ پر بھی فراموش نہ کریں کہ آپ کی علمی اور عملی جدوجہد کاوش کا اصل مقصد اللہ کی رضا کا حصول ہے اور رضا الٰہی کا حصول کسی ایک شعبہ اور عمل تو محدود نہیں ہے بلکہ اس کے بے شمار شعبے اور دائرے ہیں، یوں بھی ہر شخص کا ذوق اور صلاحیتوں مختلف ہیں، کسی پر تدریسی ذوق غالب ہوتا ہے اور کسی کا طبعی رجحان تصنیف وتالیف کی طرف زیادہ ہوتا ہے، ایسے خوش نصیب بھی ہوتے ہیں جو بیک وقت درس تدریس کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں اور تحریر وتقریر کی بھی۔ اللہ تعالی آپ کو جس شعبہ میں بھی کام کرنے کی توفیق اور موقع فراہم کرے آپ حصول رضاء الٰہی کے جذبہ کے ساتھ اسی شعبہ میں جت جائیں اگرچہ وہ موقع کسی پسماندہ سے گاؤں میں مٹی گارے سے بنی ہوئی مسجد میں نورانی قاعدہ پڑھانے ہی کا کیوں نہ ہو؟ محدث العصر حضرت بنوریؒ سے یہ الفاظ براہ راست سننے کی بارہا سعادت حاصل ہوئی ہے کہ ''اخلاص کے ساتھ نورانی قاعدہ پڑھانے والا، اخلاص کے بغیر بخاری شریف پڑھانے والے سے بدرجہا بہتر ہے''۔

(۲) بڑے بڑے شہروں میں امامت وخطابت اور درس تدریس کے موقع تلاش کرنے کی جو روش چل نکلی ہے، اس کا برا نتیجہ یہ سامنے آرہا ہے کہ بعض دیہات میں دور دور تک علمی رسوخ والا کوئی عالم دکھائی نہیں دیتا اور وہاں جاہلوں نے پوری طرح قبضہ کر رکھا ہے۔

(۳) احساس کمتری سے پناہ مانگئے اور یہ سوچ ترک کر دیجئے کہ آپ کچھ نہیں کر سکتے، اگر آپ قرآن کریم کے حافظ، قاری اور درس نظامی کے عالم بن سکتے ہیں تو آپ مبلغ، داعی، خطیب، مدرس اور مصنف بھی بن سکتے ہیں۔ آپ شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر بن سکتے ہیں،

سب سے بڑھ کر آپ نائب رسول بن سکتے ہیں، آپ اپنی قوم، اپنے خاندان، اپنے شہر، اپنے ملک اور اپنی امت کی تقدیر بدل سکتے ہیں۔ آپ کے اندر اللہ نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ آپ جس بستی میں جائیں وہاں بہار آ جائے، وہاں کا موسم اور فضا بدل جائے۔ جن لوگوں نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے یا جو لوگ آج بھی کام کر رہے ہیں، وہ بھی آپ جیسے انسان ہیں، انسانی کمزوریاں، بشری تقاضے، خاندانی بندھن، اور معاشرتی روکاوٹیں ان کے ساتھ بھی لگی ہوئی ہیں لیکن جب انہوں نے آگے بڑھنے اور بہتر سے بہترین بننے کا عزم کر لیا اور وہ استقامت کے ساتھ ایک مخصوص راستے پر چلتے رہے تو طویل مسافتیں ان کے لیے مختصر ہوگئیں راستے کے پتھر معاون اور رفیق بن کر ان کے ساتھ دوڑنے لگے۔ اگر آپ نے بھی عزم اور استقامت کا راستہ اختیار کر لیا تو آپ کی لیے بھی کامیابی کی راہیں کھلتی جائیں گی اور اگر خود آپ ہی کے اندر یہی تڑپ نہیں، کچھ بننے اور کام کر دکھانے کا حقیقی جذبہ نہیں بل کہ آپ نے اپنے طور پر طئے کر رکھا ہے کہ میں کچھ نہیں بن سکتا اور کوئی بھی بڑا کام کرنا میرے بس کی بات نہیں تو پھر کوئی مکتب، کوئی مدرسہ، کوئی جامعہ، کوئی استاد اور کوئی مربی آپ کو نہ بڑا بنا سکتا ہے، نہ ہی منزل سے ہمکنار کرا سکتا ہے پھر تو یہی ہوگا کہ آپ دل شکستہ بیٹھے ہر کسی کا شکوہ کرتے رہیں گے اور اپنی ناکامی کا بوجھ دوسروں پر ڈالتے رہیں گے اور آپ کو یہ کہنے کی جرأت کبھی نہیں ہوگی کہ اپنی ناکامی کا ذمہ میں خود ہوں۔

(۴) آپ میں سے اکثر جن کے والدین اور سرپرستوں نے شروع دن ہی سے انہیں دین کے لیے وقف کر دیا تھا، مدرسہ اور جامعہ میں داخل کرانے سے ان کا مقصد کوئی حکومتی عہدہ، پر کشش ملازمت، مالی فوائد کا حصول اور شہرت اور دکھاؤ نہیں تھا لیکن اگر بالفرض ان کی نیت خالص نہیں تھی تو دین کا شعور نہیں تھی تو دین کا شعور اور دین کی سمجھ حاصل ہو جانے کے بعد آپ کو تو اپنی نیت درست کر لینی چاہیے۔ آپ آج ہی سے اپنی پوری زندگی دین کے لیے وقف کر دیں جس طرح ہر عبادت میں نیت ضروری ہے اور نیت کی درستگی سے وہ عبادت، اللہ کے لیے ہو جاتی ہے اسی طرح جب آپ یہ نیت کر لیں گے کہ میری پوری زندگی اللہ کے دین کے لیے وقف ہے اور میرا مرنا اور جینا سب اسی کے لیے ہے تو پھر آپ کی پوری زندگی اور زندگی کا ہر جائز عمل، کھانا پینا، سونا جاگنا، شادی بیاہ، معاشی جہد و سعی، والدین اور عزیز و اقارب کی

خدمت، تحریر اور تقریر، تبلیغ اور تدریس سب کچھ اللہ کے لیے ہوجائے گا، جب آپ عزم مصمم کے ساتھ اپنے آپ کو دین کے لیے وقف کر دیں گے تو پھر آپ کی ضروریات کا کفیل خود اللہ ہوجائے گا۔"من کان لله کان الله له" (جو اللہ تعالیٰ کا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کا ہوجاتا ہے) اس عزم سے آپ کو قلبی اطمینان اور روحانی سکون حاصل ہوگا جو بڑے بڑے سرمایہ داروں کو حاصل نہیں ہوتا۔ پھر یہ سوچئے کہ بہت سارے باطل پرست ایسے ہیں جو اپنی پوری زندگی باطل کی نشر واشاعت کے لیے وقف کر دیتے ہیں اور اس کے لیے اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال دیتے ہیں تو پھر کیا یہ ضروری نہیں کہ اہل حق میں سے بھی کچھ لوگ ایسے ہوں جو اپنی زندگی، حق کی دعوت، حق کی اشاعت اور حق کی حفاظت کے لیے وقف کر دیں اور اللہ کے بندوں کو متاثر کرنے اور خیالات کے نفوذ کا کوئی شعبہ خواہ وہ میڈیا ہو یا سماجی اور رفاہی کام، ان شعبوں کو اہل باطل کے رحم وکرم پر نہ چھوڑا جائے اور سچی بات تو یہ ہے کہ اس وقت امت پر جو داخلی اور خارجی فتنے حملہ آور ہو رہے ہیں ان کا مقابلہ اسی طرح کے "واقفین" ہی کر سکتے ہیں، پیشہ ور لوگوں کی بس کی یہ بات نہیں ہے۔

(۵) اہل حق میں سے کوئی پورے اخلاص کے ساتھ امت کی اصلاح کے لیے مکاتب اور مدارس کے قیام کو زیادہ اہم سمجھتا ہے، کوئی دعوت وتبلیغ کو زیادہ اہمیت دیتا ہے۔

کوئی تصوف اور تزکیہ کے لیے اپنے آپ کو وقف کیے ہوئے ہے، کسی نے ارباب اقتدار کو من مانی سے روکنے اور خلق خدا کو انصاف کی فراہمی کے لیے سیاست کی پرخار وادی کو اپنی آبلہ پائی کے لیے منتخب کیا ہے، کسی کے ذہن پر جہادی جذبات کا غلبہ ہے، کوئی سماجی اور رفاہی اداروں کے قیام کو وقت کی ضرورت بتاتا ہے، کسی نے باطل فرقوں کے تعاقب اور ان کی بیخ کنی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا رکھا ہے، حقیقت میں یہ سارے شعبے ہی اہم ہیں، اللہ تعالیٰ چوں کہ ان سارے شعبوں کو زندہ رکھنا چاہتا ہے، اس لیے وہ تکوینی طور پر کسی کے ذہن میں ایک شعبے کی اہمیت پیدا فرما دیتا ہے، وہ لوگ ناسمجھ ہیں اور کم ظرف اور تنگ ذہن بھی جو پورے کے پورے دین کو کسی ایک شعبے تک محدود کرنا اور دوسرے تمام شعبوں کو نفی کرنا فرض سمجھتے ہیں، یہ امت "وسط" ہے، اس کی پہچان اور امتیازی خصوصیت، اعتدال ہے، اعتدال کے ساتھ تمام شعبوں کے احیاء کی تڑپ رکھنے والے ہی اس امت کے بہترین لوگ ہیں، یہی وہ خوش

قسمت ہیں جنہوں نے دین کی روح کو پالیا ہے اور انہوں نے شریعت کی حقیقت تک رسائی حاصل کر لی ہے۔ ان شعبوں سے وابستہ افراد کی حیثیت ایک ہی باپ کے ان کی تعمیل کی خاطر تقسیم کار کے اصول کے تحت مختلف کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ فضلاء کرام کو چاہیے کہ وہ ان ساری ہی شعبوں کی اہمیت محسوس کریں اور کسی ایک کی بھی نفی ہرگز نہ کریں۔

(۶) اہل حق کے درمیان بعض مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس اختلاف کی تاریخ بہت پرانی ہے لیکن ایسا بھی نہیں ہوا کہ اس اختلافی مسائل کو آڑ لے کر ایک دوسرے کی تکفیر وتفسیق اور تحقیر وتوہین کی گئی ہو جب کہ آج کل بعض کرم فرماؤں نے ان نئے اختلافی مسائل ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے، انہیں نہ تو عیسائیت کی یلغار کی فکر ہے، نہ قادیانیت کی ارتداد تحریک کے بڑھتے ہوئے اثرات انہیں پریشان کرتے ہیں، نہ عراق اور فلسطین سے لے کر افغانستان اور عراق تک کے مسلمانوں پر ہونے والا ظلم وستم ان کے جذبات میں ارتعاش پیدا کرتا ہے، ان کی نظر مین امتِ مسلمہ کو درپیش مسائل میں سے سب اہم چیز چند فروعی اختلافی مسائل ہیں۔

گویا یہ مسائل اگر حل ہو جائیں تو امت کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

خدارا! ان جیسے مسائل کو کفر اور ایمان کا مدار مت بنایئے اور خداداد صلاحیتوں کے استعمال کے لیے شعبہ کا انتخاب کیجئے جس کے ساتھ وابستگی سے امت کو کوئی حقیقی فائدہ حاصل ہو اور تنزلی سے ترقی کی جانب سفر شروع کرنے میں آسانی پیدا ہو۔

(۷) آپ نے جیسے مختلف علوم وفنون اور قرآن وحدیث کے متن اور شرح وتفاسیر کو پڑھنا ضروری سمجھا ہے، اس سے کہیں زیادہ ظاہری اور باطنی اصلاح کو ضروری سمجھیں، نامعلوم کتنی ہی باطنی بیماریاں ہیں جن میں ہم مبتلا ہیں کبر وحسد، بخل وکینہ، نفاق اور بدگمانی، حب مال اور حب جاہ یہ سب باطنی بیماریاں ہیں۔ ان بیماریوں سے شفایابی کے بغیر نجات محال ہے۔ ان کے علاوہ وہ علمی اور اخلاقی کمزوریاں بھی ہو سکتی ہیں۔ جھوٹ، غیبت، وعدہ خلافی، خیانت اور بزدلی وغیرہ۔ یونہی کوئی معاملات میں کمزور ہوتا ہے، کوئی نماز وغیرہ عبادات کی ادائیگی میں سستی کرتا ہے، ان باطنی اور ظاہری، اخلاق اور علمی بیماریوں کے علاج کے لیے ضروری ہے کہ کسی اللہ والے کے ہاتھ دیا جائے اور صلحاء کی صحبت اختیار کی جائے، اہل اللہ کی محبت سے

اخلاق رذیلہ سے نجات ملتی ہے اور اعمالِ صالحہ اور اخلاق حسنہ کی توفیق ملتی ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جس نے صرف درسی کتابیں پڑھی ہوں اور ایسے بہت سے دیکھے جن کو ش،ق پڑھنا نہیں آتا مگر اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے سے انہیں ہدایت نصیب ہوگئی۔

(۸) آج کل تخصص کا رواج چل نکلا ہے، ہر مدرسہ اور جامعہ میں تخصص کا شعبہ کھول دیا گیا ہے اور خواہش رکھنے والے ہر طالب علم کو کسی نہ کسی مدرسہ میں داخلہ مل ہی جاتا ہے حالانکہ تخصص سے کہیں زیادہ ضرورت درجہ تکمیل ہے تاکہ صرف ونحو اور کتاب فہمی کے اعتبار سے جو کمزوریوں کو دور کیا جاسکے۔ طالبِ علم ساتھیوں کے لیے ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ تخصص کی بجائے کسی معیاری مدرسہ میں یا انفرادی طور پر کسی ماہر استاد کے پاس سال، چھ مہینے گزار کر اپنی شمع عرفانی بنیادی کمزوریاں دور کرنے کی کوشش کریں۔

جاری ہے شبانہ اور تری تدبیر علوم قرآنی
کوشش سے۔اے مردِ خدا ضوٗ بار ہے

(۹) اگر نیت خالص ہو اور مقصد دین کی اشاعت اور خدمت ہی ہو تو جدید تعلیم میں کمال حاصل کر کے مدرسہ کے علاوہ کسی دوسرے ادارہ سے وابستگی بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ بالخصوص صحافت اور تصنیف وتالیف کا شعبہ صاحب قلم علماء کا عرصۂ دراز سے منتظر ہے، دیکھئے اس کا انتظار کب ختم ہوتا ہے۔

(۱۰) اگر کوئی جملہ لفظ سخت یا نامناسب قلم سے نکل گیا ہو تو معاف کر دیجئے گا، اللہ گواہ ہے کہ ان سطور کی تحریر سے مقصد خیر خواہی کے سوا کچھ نہیں۔

”واللہ علی مانقول وکیل“

☆☆☆☆☆☆☆☆

تاریخ ساز شخصیت

مولانا ریاض صاحب کشمیری
استاذ جامعہ اکل کوا

لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ۔

تحقیق کہ مؤمنین پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا جب کہ بھیجا ان میں ایک رسول کو جوا ن ہی میں سے ہیں جو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور تزکیہ امت کرتے ہیں اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

یہ میری سعادت عظمیٰ ہے کہ مجھ جیسے ناچیز کو مربی محترم حضرت دامت برکاتہم کی ذات اقدس پر کچھ لکھنے کو کہا گیا... حضرت والا کی زندگی ایک سمندر ہے۔ ابتدائی زندگی کے ایام بھی بڑے عجیب گزرے ہیں، اور زمانہ طالب علمی کا دور بھی عجیب وغریب گزرا، اپنے اساتذہ کرام اور اکابرین کے سایہ میں ان قیمتی لمحات کو گزارا اور اپنی زندگی کو قیمتی بنایا۔ حضرت ناظم صاحب مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر رہے آپ کی خدمت میں سہارنپور میں سارا وقت گزارا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم الشان محدث بے مثال کے ہاں بھی حاضری ہوتی رہی کئی رمضان حضرت کے ساتھ حضرت کی صحبت ومعیت میں گزرے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ طالب علموں سے خدمت ہرگز نہ لیتے تھے لیکن حضرت والا کو اجازت مرحمت فرمائی۔ یوں حضرت والا ایک بڑی سعادت سے مشرف ہوئے۔ ایسی عظیم الشان ہستیوں سے فیضیاب ہونے کا موقعہ ملا پھر آپ حضرت ہی سے بیعت بھی ہوئے، پھر فراغت کے بعد حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد حضرت قاری صدیق احمد باندوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت والا کو بہت پیار سے رکھتے تھے، یوں سنا کہ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا لائے ہو تو کہوں گا کہ صدیق وابرار کو لایا ہوں

کیا عظیم مقام ومرتبہ تھا کہ اپنے شیخ اپنے مرید کو مراد بنائے ہوئے تھے۔اور حضرت قاری صدیق احمد باندویؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ کیا لائے ہو تو کہوں گا وستانوی (یعنی حضرت کی طرف اشارہ ہے) کو لایا ہوں۔آپ نے حضرت والا کو خلافت کی خلعت سے نوازہ۔اصل میں جن مقدس ہستیوں سے اللہ کام لینا چاہتے ہیں انہیں ایسی ہی سعادتوں سے نوازتے ہیں۔حضرت والا خود فرماتے ہیں مجھے اپنے بڑوں کی دعاؤں نے کام کا بنایا ہے۔اور جب بھی ان اکابرین کا تذکرہ مجلسوں میں ہوتا ہے تو بے اختیار حضرت کی آنکھوں میں آنسوں کا سیلاب امنڈ آتا ہے۔

اس وقت میں اپنی سطروں سے خصوصاً حضرت والا کے کارناموں پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کیوں کہ حضرت والا کا حقیقی تعارف آپ کے کارناموں سے ہے، میں تمام قارئین کے دلوں میں یہ بات ڈالنا چاہتا ہوں کہ جس عظیم الشان کام کے لیے اللہ تعالی نے حضرت والا کا انتخاب کیا ہے، یہ کوئی وقتی جوش وجذبہ نہیں نہ کوئی مالی پلاننگ کے تحت ہوا، یہ محض نصرت خداوندی کے شامل حال ہونے کی بنا پر ہوا ہے۔اور یہ جان لیویں ایسے بڑے کاموں کے لیے ہر ایک کا انتخاب بھی نہیں ہوتا ہے، نہ ہر ایک کے بس کا کام ہے، عقلیں حیران ہیں بس اس موقعہ پر علامہ اقبالؒ کا شعر یاد آتا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل محو تماشائے لب بام ابھی

مال وکمال، شہرت ودولت آج دنیا والوں کے پاس بہت ہے لیکن جو چیز اللہ تعالی نے حضرت والا کو دی ہے کم ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے، آپ خود فرماتے ہیں کہ ایک پیسہ میں کسی سے مانگتا نہیں ہوں، لیکن اس سوز دل اور درد دل کی وجہ سے اللہ تعالی نے ساری دولت کو حضرت کے قدموں میں ڈال رکھا ہے، اصل میں وہ راز جس کو وہ لے کر میدان مسارعت خیر میں سبقت کر گئے وہ اور ہی کچھ ہے۔

آپ کے قلب ودماغ میں اللہ نے جو بات ڈالی ہے وہ ہے قرآن کی طرف توجہ۔مدارس میں، مکاتب میں قرآن کریم کی طرف توجہ ہو بلکہ پوری امت مسلمہ قرآن کریم کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔یہ الہام من جانب اللہ حضرت کے قلب پر ہوا۔کیوں کہ عوام

الناس میں قرآن کریم کے ساتھ وابستگی بہت کم ہے، اور یہ راز ہے قوموں کے بلند ہونے کا ان کی ہر قسم کی ترقی فوز وفلاح کا باعث قرآن کریم کے ساتھ وابستگی ہے، قرآن کریم میں یہ تاثیر ہے کہ ''إن الله یرفع اقواما بهذا لکتاب ویضع به آخرین''۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

یہ پوری امت کو سبق ہے، قرآن کریم ہی انسانوں کی ترقی بلندی فوز وفلاح کا ضامن ہے، چاہے عوام ہوں یا مدارس ہوں۔ آج کل ہم جانتے ہیں کہ مدارسِ اسلامیہ میں قرآن کریم کی طرف سے توجہ کم ہوگئی۔ ہم لوگ تحقیقات میں اپنا وقت صرف کرتے ہیں لیکن بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد میں ''یتلو علیهم آیاته'' تلاوت آیات کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوئی، اہل علم حضرات جانتے ہیں کہ تلاوت کا اطلاق کس قرأت پر ہوتا ہے صحابہ کرام تابعین قرآن کریم کو سمجھتے تھے لیکن اس کے باوجود آیات کی تلاوت قرآن کو پڑھ کر سنایا جاتا تھا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ باتیں فرمانے کے بعد مستقل قرآن کریم کو پڑھ کر سناتے تھے، تو کافروں کے قلوب بدل جاتے تھے، اور ہدایت سے مالا مال ہوجاتے تھے یہاں تک کہ جن لوگوں نے دشمنی وعداوت میں حد کردی تھی وہ لوگ بھی رات میں گھر سے نکل کر قرآن کریم کی دل سوز قرأتوں، مسحور کن آیتوں سے اپنے قلب کو اطمینان اور سرور عطا کرتے تھے، یہ تاثیر ہے، یہ طریقہ تھا یہ مقصد تھا، لیکن آج س کو بالکلیہ متروک ہی رہنے دیا گیا، یہ الہامی شئی تھی کہ قرآن کریم لوگوں کو پڑھ کر سنایا جائے، یہ مسابقہ بھی اسی لیے ہے، یہ ہر جگہ محنتیں بس اس لیے ہے۔ لہٰذا مسابقات کا انعقاد قرآن کریم کی تجدیدی خدمات ہے، جس کا کام اللہ تعالیٰ نے حضرت والا سے لیا۔ ''فزاء ہ اللہ عنا وعن جمیع المسلمین خیرا'' ۔ یہ محافل ومجالس قرآنیہ جسکو سن کر پتھر دل بھی موم ہوجاتے ہیں الحمدللہ ہمارے جامعہ میں مستقل شعبہ تحفیظ القرآن ہے جسمیں تقریبا دو ہزار کے قریب طلبہ حفظ قرآن میں مصروف ہیں، دار القرآن کا منظر بھی بڑا عجیب اور پرکیف نورانی ہوا کرتا ہے، ۲۴ گھنٹہ جہاں ہر وقت کوئی نہ کوئی جماعت ضرور تلاوت میں مصروف رہتی ہے۔

احقر نے بعض مدارس دیکھے کہ بچے ساٹھ ستر کے قریب، اور منتظمین کی سوچیں یہ

ہیں کہ انہیں صرف نحو پڑھاؤ اور مدرسہ میں حفظ قرآن اور تجوید کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ایسے علماء بھی دیکھے فراغت کے بعد انہیں آخری سورتوں کے علاوہ قرآن کا کوئی حصہ یاد نہیں اور صرف ونحو وتفسیر کے عالم دین ہیں اب تمام حضرات چاہے وہ مدارس والے ہوں کتنی بڑی غم ورنج کی بات ہے۔اسلئے حضرت والا کے مشن میں یہ بات ہے کہ مدارس کا ہر فرد چاہے وہ دینیات کا ہو یا تحفیظ سے متعلق ہو یا عالمیت میں ہو اسے قرآن کریم سے مناسبت وشغف حاصل ہونا چاہئے، پھر دیکھے اس قرآن کریم کی برکتیں کیا ہونگی۔ہمارے جامعہ میں روزانہ بعد العصر "یتلو علیکم آیاتہ" کے اوپر عمل کرتے ہوئے، بہترین مشق کئے ہوئے طلبہ قرآن کریم پڑھ کر ایسا سماں باندھتے ہیں کہ انسان کیلئے بعض مرتبہ اپنا دل ودماغ بے قابو ہوتا ہے، محبت کلام اللہ سے لبریز ومالا مال ہوتا ہے۔واردین وصادرین اس روزانہ کی محفل سے ایسے متاثر ہوتے ہیں کہ جس کو بیان کرنا ناممکن ہے، اس لئے جامعہ کو اللہ تعالی نے جو ترقی دی وہ شاید ہی کسی مدرسہ کے حصہ میں آئی ہو۔اس کی وجہ ہے کہ صرف نحو پر اللہ کی رحمت اترنے کا وعدہ نہیں ہے۔قارئین تحقیر نہ سمجھیں ایک فائدہ کی بات ہے کہ۔قرآن کریم کے پڑھنے اور سننے پر نزول رحمت کا یقین کامل دلایا گیا ہے۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

وَاِذَا قُرِئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون : ترجمہ: اور جب قرآن پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو۔یقیناً تم پر رحم کیا جائے گا۔اب جہاں پر روزانہ اللہ کی رحمتوں کا نزول اجتماعی ہوتا ہوتا ہو وہاں ترقی ہونی ہی ہے، حاضرین اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ واقعی عصر کے بعد کی محفل قرأت میں رحمتوں کا ایک سمندر بہتا ہے، تو قرآن کریم پر جو محنت ہوئی ہے وہ یقیناً باعث خیر وبرکت ہے جس کے نتائج بڑے عظیم ہوتے ہیں، جس کا مشاہدہ شب وروز آپ کر رہے ہیں۔

یہی کام حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے مشن میں داخل تھا کہ ہر انسان قرآن کریم کے ساتھ وابستہ ہو جائے، اسی لئے جماعتوں میں نکل کر مستقل قرآن کے حلقے لگتے ہیں، اور تصحیح قرآن کریم پر زور دیا گیا نتیجۃً اس وقت لاکھوں انسانوں نے اپنی نماز وقرآن کو درست کیا۔الحمد اللہ جامعہ اور جامعہ کی فروعات سے ہر سال تقریباً ۹۰۰ کے قریب حفاظ کی ایک بڑی جماعت نکل رہی ہے، ذلک فضل الله یوتیه من یشاء.

لہذا جامعہ کی جانب سے قرآن کریم کا یہ ایک تجدیدی کارنامہ ہے جو اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے، دوسری اہم خدمات میں۔ جو حضرت والا کے مشن میں داخل ہے وہ ہے بناء المدارس والمساجد والمکاتب، مدارس ومساجد اور مکاتب کا جگہ جگہ قیام یہ آپ کے سوز دل اور درد دل ہے جس کی وجہ سے اللہ نے اسباب خود پیدا کر دیئے۔ مدارس کی کثرت بھی مسلمانوں میں فلاح کا ذریعہ ہے چوں کہ مدارس یہ دین وایمان کے قلعہ ہے ان مدارس کے ذریعہ ہی عوام الناس کے اندر دینی وایمانی لہریں چلتی ہیں قرآنی ہوائیں چلتی ہیں آپ کے دل میں اللہ نے یہ بات بٹھادی کہ امت مسلمہ کی کمزوریوں کا علاج یہ ہی ہے کہ جگہ جگہ مدارس ومساجد قائم کئے جائیں، خود بخود ان کی برکتوں سے امت مسلمہ میں خیر وبرکت وجود میں آئے گی۔

مدارس کے بارہ میں زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند اس کی مشاہد تصویر ہے۔ جس کی برکتوں سے ایک دنیا مالا مال ہو رہی ہیں۔ بقاء اسلام ودین کا کام جو مدارس ومکاتب نے انجام دیا وہ بالکل عیاں ہے، البتہ مساجد بھی خیر وبرکت کثیرہ کے وجود میں آنے کا ذریعہ ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "خیر بقاع الارض مساجدھا.شر بقاع الارض اسواقھا" اس سے ایک بات سمجھ میں آئی کہ اللہ تعالی نے مساجد کی سرزمین میں خیریت کاملہ رکھی ہے، اور باقی جگہوں میں ایسی خیریت مطلقہ نہیں؛ بل کہ جن جگہوں پر مساجد تعمیر ہوتی وہ جگہیں خیریت کاملہ سے متصف ہیں۔ وہاں سراسر بھلائی ہے، لہذا ایسی خیر کی جگہوں سے خیر کی اشاعت ہوتی ہے۔ مساجد میں آنے والے افراد اس خیر کامل سے مالا مال ہوتے ہیں افراد مالا مال ہوتے ہیں گھر بالا مال ہوتا ہے ،کھیتیاں نباتات سرسبز وشاداب ہوتی ہیں۔

لہذا امت مسلمہ کی فلاح کا ایک رازیہ بھی ہیکہ امت میں مساجد کا قیام ہو، مساجد کے قیام سے امت میں ہر قسم کی فیوض وبرکات کا ظہور ہوگا۔ زندگیاں بدل جائیں گی، نمازیں وجود میں آئیں گی، تلاوت اور احکام اوامر وجود میں آئیں گی، ہر مسجد کی برکات ہیں۔ جس جگہ مساجد ہیں، اور جن جگہوں پر مساجد نہیں ہیں، وہاں آپ کو ہر اعتبار سے مادی روحانی فرق نمایاں نظر آئے گا۔

اہل مساجد سرسبز شاداب رہتے ہیں، جبکہ مساجد سے محروم ہر قسم کے خیر وبرکات سے محروم ہوتے ہیں، خود ہمارے ہاں ایک قصہ عجیب ہے کہ زمانہ طالب علمی میں ایک طالب علم ہمارے محلہ کے جامعہ میں زیر تعلیم تھے، حضرت والا صاحب نے انہیں فرمایا کہ تمہارے گھر کے سامنے جو مسجد تھی جو کسی بنا پر شہید کردی گئی تھی، اور عرصہ دراز سے تعمیر بھی نہ ہو سکی، حضرت والا نے حکم فرمایا کہ اسے از جلد تعمیر کیا جائے اس کی برکت سے تمہارے گھر سے مصیبتیں دور ہو جائیں گی، ان کے گھر کے حالات خراب چل رہے تھے، غرض مسجد تعمیر ہوئی، تو بالکل حالت بدل گئی اور برکتیں ظاہر ہونے لگی ہیں، اسی طرح حضرت والا کا ایک اہم کارنامہ وہ ہے کالجیز کا قیام۔ امت مسلمہ کی زبوں حالی اور جہالت کی طرف نظر کرتے ہوئے، یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس پر نظر تحسین ہی اٹھتی ہیں، جہاں یہ طلبہ ایک طرف ڈاکٹر انجینئر بن رہے وہیں دوسری طرف ان کی دینی تربیت اور قرآنی ماحول سے ارتباط کی بناء پر ایک اچھے دیندار صالح قوم کی خدمت کے جذبات سے لبریز ہو کر نکلتے ہیں اور امت میں بہترین خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ قیام خالص شرعی بنیادوں اور دینی اصولوں پر عمل میں لایا گیا۔

یہاں خواتین کے لئے پردے کے اہتمام کے ساتھ ان تمام طالبات کی تربیت دینی واسلامی کے ساتھ بازار میں جانے کی پابندی ہے بل کہ ان طلبہ وطالبات کی کارگذاری سن کر بعض مرتبہ حیرت ہوتی ہے کہ ایسی دینداری اور اسلامی ماحول کے ساتھ اپنے کام میں مصروف ہیں۔

یہ امت مسلم کی اہم ضرورت تھی آج مسلمانوں نے اپنے کالج اور یونیورسٹی کے سارے کلچر اور تہذیب تمدن ومعاشرت کو یورپ سے مستعار لے کر فخر محسوس کیا اور خود بھی تباہ ہوئے اور امت مسلمہ کے ان نوجوانوں کو تباہ کر دیا۔ لہٰذا ایسے نیک دل انسانوں کی ضرورت تھی جو امت مسلمہ کے ان نوجوانوں کی قدر کریں انہیں ان کا صحیح مقام یاد دلائیں، انہیں رب کریم اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے آراستہ کراتے ہوئے انہیں ڈاکٹر بنائیں انہیں سائینس داں بنائیں۔ خیر آج کالجوں نے ڈاکٹر تو دیئے لیکن ڈاکو کی صورت میں آفیسر دیئے لیکن رشوت خور کی صورت میں بصورت آدم ابلیس۔ امت مسلم کی بہنوں سے۔ وہ کام کرائے اللہ کی پناہ۔ اللہ اپنے شایان شان بدلہ عنایت کرے حضرت والا کو کہ امت

مسلمہ کے ان نوجوانوں کو ایسی جگہ لگایا کہ جہاں پر لگ کر یہ ایسی نفع والی تجارت سے کامیاب ہوئے ہیں، نفع کا اندازہ عقل سے ممکن نہیں دائمی نفع ابدی کامیابی۔ کالج کے بچے یہاں اساتذۂ جامعہ وطلبۂ جامعہ سے استفادہ کرتے ہیں دینی امور میں قرآن کی تصحیح میں، یہ ایسا کام ہے جو امت مسلمہ کی اہم ضرورت تھی۔ امت مسلمہ کو خود چاہئے کہ وہ اپنے نونہالوں کو لا دینوں دہریوں کے کالجوں کے حوالہ نہ کریں بل کہ ان کے لئے اپنے کالج کا قیام عمل میں لاویں جن کی بنیاد شریعت وسنت پر استوار ہوئی ہوں۔

انشاء اللہ زمانہ اور اہل ہواء وہوس بہت کچھ چکھ کر، ناامیدیوں کی گھاٹیوں میں اتر کر مایوس ہوگئے ہیں، اب وقت ہے حق کے غلبہ کا اب اسلام کا غلبہ ہر جگہ ہر شعبہ میں ہو گا دنیا کو اسی طرف آنا پڑے گا۔

اللہ نے حضرت کے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ امت مسلمہ تعلیم وہنر سے ہی فوز وفلاح پائی گی، یہ درد دل کی بات ہے، حضرت والا ایک امت ہیں آپ تو دوسروں کے لئے جی رہے ہیں۔ کتنے لوگ آپ سے نفع اٹھاتے ہیں اور خدمت خلق کا اتنا بڑا کام جہاں انسان کی عقل جواب دے جاتی ہے

آپ کے اوصاف بڑے عجیب ہیں آپ کثیر البقاء ہیں، دوسروں کو بھی رلا دیتے ہیں آپ کسی کی مصیبت کو برداشت نہیں کر سکتے، آنسو چھلک جاتے ہیں، مدرسہ کے اندر آپ کے قیام کی حالت عجیب ہوتی ہے، ہم نوجوان حیرت میں ہیں، آپ صبح تشریف لاتے ہیں، اور عشاء کی نماز جامعہ میں ادا فرما کر گھر تشریف لے جاتے ہیں بیچ میں صرف کھانے اور قیلولہ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں باقی سارا وقت مدرسہ میں صرف ہوتا ہے، بس مدرسے کا کام آپ کا اوڑھنا بچھونا ہے، بعد عصر چاہے کوئی ہو یا نہ ہو آپ مدرسہ میں پورے سال رہتے ہیں اس وقت پر بڑا تعجب ہوتا ہے، اتنی ہمت اللہ بس یہ اللہ کا خصوصی انعام ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت والا کی قدر نصیب فرمائے اور آپ کے اور اپنے بڑوں کے قدم پر چلائے، اور حضرت کے کاموں میں خوب برکت عطا فرمائے، دیر تک حضرت والا کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رہے۔

صبح وشام کے خاص اذکار

مندرجہ ذیل اذکار کو اپنا معمول بنانا انشاء اللہ تعالی دین ودنیا کی عافیت اور بہتری کے لیے نسخۂ اکسیر ہے۔کوشش کر کے ان معمولات کی عادت ڈالنی چاہئے۔

صبح کی نماز کے بعد:

فجر کی نماز کے بعد مندرجہ ذیل اذکار کا معمول بنایا جائے:

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَافِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

ترجمہ: اس اللہ کے نام سے (دن شروع کرتا ہوں) جس کے نام کے ساتھ آسمان اور زمین کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ہر صبح وشام یہ کلمات تین مرتبہ پڑھے، اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی۔ (ترمذی) اور ابوداوٗد کی روایت میں ہے کہ اس پر کوئی ناگہانی آفت نہیں آتی۔

(۲) اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ،

ترجمہ: میں اللہ تعالی کے مکمل کلمات کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔

(۳) لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَعَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات کہے تو اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے، اس کے لیے دس

نیکیاں لکھی جاتی ہیں اوراس کے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس درجات بلند ہوتے ہیں اور وہ شام تک شیطان کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے اور اگر یہ کلمات شام کو کہے تو صبح تک ایسا ہی ہوتا ہے۔ (ابوداؤد و ابن ماجہ)

پھر سید الاستغفار پڑھا جائے جس کے الفاظ یہ ہیں:

(۴) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

ترجمہ: یا اللہ! آپ میرے پروردگار ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ نے مجھے پیدا کیا، میں آپ کا بندہ ہوں اور میں اپنی استطاعت کی حد تک آپ سے کئے ہوئے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔ اپنے اعمال کے شر سے آپکی پناہ مانگتا ہوں، آپ نے جو نعمتیں مجھ پر نازل فرمائیں ان کا آپکے حضور اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہوں، پس میری مغفرت فرما دیجئے کیوں کہ آپ کے سوا کوئی مغفرت نہیں کر سکتا۔

سید الاستغفار کے بعد یہ کلمات پڑھے جائیں:

(۵) اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْكِهٖ.

ترجمہ: یا اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! کھلے اور چھپے کو جاننے والے! اے ہر چیز کے مالک اور پرودگار! میں گواہی ای دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان اور اس کے رفقاء کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات صبح وشام اور رات کو سوتے وقت پڑھنے کے لیے سکھائے تھے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

آیت الکرسی اور اسکے بعد سورہ غافر کی یہ آیتیں:

(۶) حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ

الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ هُوَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ :

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص یہ آیتیں صبح کے وقت پڑھے، شام تک اسکی حفاظت رہتی ہے اور جو شام کو پڑھے صبح تک اسکی حفاظت رہتی ہے۔ (رواہ الترمذی، وابن السنی باسند ضعیف کمافی الکتاب واذکار للنوویؒ ص ۱۰۶)

سورہ حشر کی یہ آخری آیت:

(۷) هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ • هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی، یُسَبِّحُ لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ •۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ آیات صبح کے وقت پڑھے، ستر ہزار فرشتے اس کو شام تک دعا دیتے رہتے ہیں اور اگر اس دن میں اس کا انتقال ہوجائے تو اسے شہادت کا درجہ ملتا ہے اور اگر یہ آیتیں شام کے وقت پڑھے تو اس کا بھی یہی درجہ ہے (ابن السنی ص ۱۸۴، بسند الضعیف)

(۸) رَبِّیَ اللّٰهُ تَوَکَّلْتُ عَلَیْهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ مَاشَاءَ اللّٰهُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَاْ لَمْ یَکُنْ اَعْلَمُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ • وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْماً.

ایک حدیث میں ہے جو شخص یہ کلمات صبح وشام پڑھے اور اس دن اسکا انتقال ہو جائے تو وہ جنت میں جائیگا۔ (ابن السنی)

(۹) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَآمِنْ عَوْرَاتِی، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ ۔

ترجمہ: یا اللہ میں آپ سے دنیا وآخرت میں عافیت مانگتا ہوں، یا اللہ! میں آپ

سے معافی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں، اپنے دین میں بھی دنیا میں بھی، اپنے گھر والوں کے لیے بھی، اور اپنے مال کے لیے بھی، یا اللہ! میرے عیوب کو چھپایئے اور مجھے اپنے خوف اور اندیشوں سے محفوظ فرما دیجئے، یا اللہ! میرے سامنے سے بھی حفاظت کیجئے اور میرے پیچھے سے بھی، اور دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی اور اوپر سے بھی اور میں آپ کی عظمت کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ نیچے سے ہلا دیا جاؤں (یعنی زلزلے سے) حضرت عبداللہ بن عمر "فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعائیں صبح وشام کے وقت مانگا کرتے تھے۔ اور انہیں عموماً چھوڑا کرتے تھے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(۱۰) فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ.

حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ کلمات صبح کے وقت کہے، اس کے دن کی کوتاہیوں کی تلافی ہو جائیگی اور جو شخص شام کو یہ کلمات کہے اس کی رات کی کوتاہیوں کی تلافی ہو جائے گی۔ (ابوداؤد)

(۱۱) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد (سورۂ اخلاص) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق (سورۂ فلق) اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (سورۂ ناس) یہ تینوں سورتیں تین تین مرتبہ پڑھ لی جائیں حدیث میں ہے کہ یہ عمل انسان کے لیے ہر چیز سے کافی ہو جاتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

(۱۲) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ یہ کلمہ سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام پڑھا جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص صبح وشام یہ کلمہ پڑھے تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے بہتر (ذکر) لے کر نہیں آئے گا سوائے اس شخص کے جو خود ذکر کرتا ہو، یا اس پر اضافہ کرتا ہو۔ (صحیح مسلم)

اگر اسی کلمے کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کا اضافہ کر لیا جائے تو اور زیادہ بہتر ہے کیوں کہ یہ دونوں کلمے اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں، اور میزانِ عمل میں ان کا بہت وزن ہے۔ (صحیح بخاری)

(۱۳) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ سو مرتبہ

(۱۴) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ سو مرتبہ۔

(۱۵) درود شریف سو مرتبہ بہتر ہے کہ وہ درود ابراہیم پڑھا جائے جو نماز میں پڑھتے ہیں اور چاہے تو مختصر درود شریف بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ.

اس کے علاوہ صبح صادق ہونے پر اگر وہ دعائیں نہ مانگی ہو جو پیچھے ذکر کی گئی ہیں تو اس وقت وہ بھی مانگ لی جائیں۔

پانچوں نمازوں کے بعد

فرض نمازوں کے سلام پھیرنے کے بعد اذکار اور دعائیں پیچھے گزر چکی ہیں، سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد مندرجہ ذیل اذکار کا معمول بنانا چاہیئے:

(۱) سُبْحَانَ اللّٰه ۳۳ مرتبہ، اَلْحَمْدُلِلّٰه ۳۳ مرتبہ، اَللّٰهُ اَکْبَر ۳۴ مرتبہ یا چونتیسویں مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَر کی بجائے لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر. (صحیح مسلم)

(۲) سورہ فاتحہ (ابن السنی ص:۳۴)

(۳) آیت الکرسی، حدیث میں ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے، اس کے اور جنت کے درمیان صرف موت حائل ہوتی ہے۔ (نسائی) اور ایک روایت میں ہے کہ اس عمل کا درجہ اس شخص کے عمل کے برابر ہے جو انبیاء کرام کے دفاع میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو جائے ۔ (ابن السنی ص:۳۴)

(۴) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَااِلٰهَ اِلَّاهُوَ وَالْمَلٰئِکَةُ وَاُولُوالْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَااِلٰهَ اِلَّاهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم.

(۵) قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر، تُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَاب •

سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی کے ساتھ سورہ آل عمران کی ان دو آیتوں کو پڑھنے کی

ایک حدیث میں بہت فضیلت آئی ہے اور اسکے بہت سے فوائد بیان کئے گئے ہیں۔
(ابن السنی ص:۳۴،۳۵)

(۶) قل ھو اللہ احد (سورہ اخلاص) قل اعوذ برب الفلق (سورہ فلق) اور قل اعوذ برب الناس (سورہ ناس) یہ تینوں سورتیں ایک ایک مرتبہ پڑھ لی جائیں۔ (کتاب الاذکار بحوالہ ابوداؤد)

(۷) سبحان اللہ وبحمدہ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم.

تین مرتبہ پڑھ لیا جائے۔ (ابن السنی ۳۵،۳۶)

مغرب کی نماز کے بعد:

مغرب کی نماز کے بعد وہ تمام اذکار ودعائیں دوبارہ پڑھ لینی چاہئے جو پیچھے صبح کی نماز کے بعد پڑھنے کے لیے لکھی گئی ہیں، کیوں کہ احادیث میں وہ صبح اور شام دونوں کے لیے ہیں۔

رات کو سونے سے پہلے:

رات کو سونے سے پہلے پڑھنے کے لیے دعائیں پیچھے گزر چکی ہیں، بہتر ہے کہ ان سے پہلے مندرجہ ذیل اذکار کا معمول بنایا جائے۔

(۱) آیت الکرسی: حدیث شریف میں ہے کہ جب بستر پر جاؤ تو یہ آیت الکرسی پڑھ لیا کرو، اللہ کی طرف سے تمہارا ایک حفاظت کرنے والا مسلسل تمہارے ساتھ رہے گا اور کوئی شیطان صبح تک تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ (صحیح بخاری)

(۲) سورہ فاتحہ (بزار، حصن حصین:۶۲)

سورہ بقرہ کی آخری آیت جو یہ ہے:

امن الرسول بماانزل الیہ من ربہ والمؤمنون، کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احدمن رسلہ و قالوا سمعنا و اطعنا غفرانک ربناوالیک المصیر،لایکلف اللہ نفسا الاوسعھالھاما کسبت وعلیھا مااکسبت ربنا لاتؤاخذناان نسینااو اخطأناربناولاتحمل علینااصرا کماحملتہ علی الذین من قبلنا،ربناولاتحملنامالاطاقۃلنا بہ ،واعف عنا ،

وغفرلنا ،وارحمنا انت مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین ٭

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سونے سے پہلے یہ آیت پڑھنے کی تاکید فرمائی: (کتاب الذکار ص ۱۲۰)

(۳) سورہ آل عمران کی آخری دس آیتیں جو یہ ہیں:

ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار لایت لاولی الالباب. الذین یذکرون الله قیاماوقعوداوعلی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموت والارض، ربنا ماخلقت هذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار. ربنا انک من تدخل النار فقد اخزیته و ماللظالمین من انصار .ربنااننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان آمنو بربکم فامنا، ربنا فاغفر لنا ذنوبنا و کفر عنا سیاتنا و توفنا مع الابرار. ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلک و لاتخزنا یوم القیامة انک لاتخلف المیعاد. فاستجاب لهم ربّهم انی لااضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض. فالذین ها جروا و اخرجوا من دیارهم و اوذو فی سبیلی و قاتلوا و قتلوا لا کفرنّ عنهم سیاتهم ولادخلنهم جنت تجری من تحتها الانهٰر. ثوابا من عند الله و الله عنده حسن الثواب . لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماوهم جهنم وبئس المهاد لکن الذین اتقواربهم لهم جنت تجری من تحتها الا نهر خا لدین فیها نز لا من عند الله وما عند الله خیر للا برار. وان من اهل الکتاب لمن یؤمن بالله وما انز ل الیکم و ما انز ل الیهم خٰشعین لله لا یشترون بایت الله ثمنا قلیلا .اولئک لهم اجر هم عند ربهم ان الله سر یع الحساب. یایها الذ ین امنوا اصبروا وصا بروا و رابطوا و اتقوا الله لعلکم تفلحون.

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات یہ آیتیں پڑھا کرتے تھے۔ (ابن السنی ص:۱۸۵)

(۴) سورۃ الم تنزیل السجدہ

سورۃ الملک (تبارک الذی بیدہ الملک)

حدیث شریف میں ہے کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کے لیے آخرت میں سفارش کرے گی اور اس کی سفارش قبول ہوگی۔ (نسائی وغیرہ)

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ سورت ہر مومن کے دل میں ہو۔ (حاکم) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص یہ سورت روزانہ پڑھنے کا عادی ہو وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ (حاکم) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے الم سجدہ اور سورۃ ملک تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی، حص حصین، ص ۶۲)

(۶) سورہ کافرون۔ (ایضاً ص ۶۱، بحوالہ طبرانی)

(۷) قل ھو اللہ احد (سورہ اخلاص) قل اعوذ برب الفلق (سورہ فلق) قل اعوذ برب الناس (سورہ ناس) یہ تینوں سورتیں ایک ایک مرتبہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر لیا جائے، پھر اپنے دونوں ہاتھ سر، چہرے، سامنے کے جسم اور جسم کے جتنے حصے تک ہاتھ پہنچے پھیر لیا جائے۔ یہ عمل تین مرتبہ کیا جائے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

(۸) استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ۔ یہ تین مرتبہ پڑھا جائے۔ (بخاری)

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک و لہ الحمد و ھو علی کل شیء قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ (حصن حصین، بحوالہ ابن حبان ونسائی)

بہتر تو یہ ہے کہ یہ تمام اذکار سونے سے پہلے پڑھے جائیں، لیکن اگر سب نہ ہو سکیں تو نمبر: ۲، ۳، ۴ اور نمبر: ۵ کی جگہ سورہ اذا زلزلت ۲ مرتبہ پڑھ لی جائے، کیوں کہ اسے آدھے قرآن کے برابر کہا جاتا ہے۔ (ترمذی وغیرہ) اس کے علاوہ دعائیں پڑھی جائیں جو پیچھے سونے کے وقت کے لیے بیان کی گئی ہیں۔

جمعہ کے دن:

جمعہ کی شب میں (یعنی جمعرات کا دن گزرنے کے بعد) یا جمعہ کے دن میں سورہ کہف کی تلاوت کی جائے۔حدیث میں اس کے کے بارے میں بہت سے فضائل وارد ہوئیں ہیں۔(نسائی،حاکم،دارمی،طبرانی وغیرہ) نیز جمعہ کے دن کسی وقت صلوۃ التسبیح پڑھ لی جائے تو بہت اچھا ہے۔

شب قدر کی دعا:

شب قدر میں مانگنے کے لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو دعا سکھائی تھی: اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عني . (ترمذی ،نسائی) ترجمہ: یا اللہ ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں، پس مجھے معاف فرمادیجئے۔

جامع ترین دعاء:

اور ادعیۂ ماثورہ میں سب سے زیادہ جامع دعا یہ ہے۔: **اللهم انی اسئلک من خير ماسئلک منه عبدک ونبيک محمد صلى الله عليه وسلم واعوذبک من شر ما استعاذک منه عبدک ونبيک محمد صلى الله عليه وسلم.**

ترجمہ : یا اللہ! میں آپ سے ان تمام اچھی چیزوں کا سوال کرتا ہوں، جو آپ سے آپ کے بندے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہیں اور ان تمام بری چزوں سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، جن سے آپ کے بندے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی پناہ مانگی ہے۔لہٰذا اپنی ہر دعاء میں اس دعا کو شامل کر لینا چاہیئے۔

فقہ المناسبات چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر مؤخر کرنا پڑا اس وقت

آپ کے ہاتھ میں ''جامعہ نمبر'' پیش خدمت ہے۔ (مجلہ)

دعا

از ادارہ
(ابن الحسن عباسی، رفیق شعبہ تصنیف و استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی)

دعا مومن کا ہتھیار، عبادت و بندگی کا نچوڑ، دلِ درد مند کا درماں اور قلبِ مضطرب کا سہارا ہے.... جب سارے ظاہری سہارے جواب دے جائیں، توقعات کے روزن اور امیدوں کے دریچے بند ہو جائیں.... تمنا کی ہری شاخ، حسرتوں کے بے رنگ کانٹے کا روپ دھار لے، ہر سمت اندھیرا چھا جائے.... مایوسی کے اس عالم میں بندۂ مومن کے پاس دعا ہی کی قندیل رہ جاتی ہے، وہ ہاتھ اٹھاتا ہے، رب کی بارگاہ میں جاتا ہے، لجاجت کے ساتھ گڑگڑاتا ہے.... فلک سے رحم لانے اور بخشش پانے کے لیے اس کے والہانہ نالے اٹھتے، اس کی آہیں بلند ہوتی، اس کی آنکھیں رواں ہوتی اور اس کی فریادی نوائیں نکلتی ہیں.... اس کے من میں اپنے کرتوتوں، شیطان کے چرکوں، نفس کے زخموں کی کسک کا احساس تازہ تازہ ہو جاتا ہے.... اس کے دل میں جھوٹے خداؤں سے توقعات کی حماقتوں، زمانے کی بیوفائیوں، راستہ کی صعوبتوں، منزل کی دشواریوں اور زندگی کی شکایتوں کا درد جاگ جاگ اٹھتا ہے.... جذبات کے تلاطم میں اس کی لڑکھڑاتی زبان "ربی ربی" (میرے رب، میرے اللہ) سے آگے بڑھنے نہیں پاتی.... احساسات کا ریلہ لفظوں کی شکل اختیار کرنے کی بجائے، ہچکیوں کا رخ کر لیتا ہے اور سرکشی کی منہ زور موجیں، شکستگی کے ساحل سے ٹکرا کر فنا ہو جاتی ہیں، وہ ڈرتا بھی ہے اور مانگتا بھی ہے، کپکپاتا بھی ہے اور پکارتا بھی ہے، اسے خوف بھی رہتا ہے اور امید بھی کہ خوف ورجا اور امید و بیم کی یہ کیفیت ایمان کی نشانی ہے، اسے یقین ہوتا ہے کہ اس در کا بھکاری بننے میں قسمت کی سکندری اور بے نوائی کی یاوری ہے، شکستگی کی یہی ادا بندگی کی معراج، بندہ و خالق کے درمیان عجز و نیاز اور نصرت خداوندی وصول کرنے کا موثر ذریعہ ہے، حدیث قدسی ہے، اللہ کہتا ہے: "میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے ساتھ ہوں".... دل ٹوٹتا ہے، آرزو شکست کھاتی ہے اور تمناؤں کا آئینہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھرتا ہے، تو عجز و بندگی کا جوہر چمکنے لگتا ہے:

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئنہ ہے وہ آئنہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئنہ ساز میں

ویسے تو ہر شخص اپنی زبان میں اپنی فہم اور اپنی ضرورت کے مطابق اللہ کی ذات سے دعائیں کرتا ہے، لیکن احادیث کے مبارک ذخیرے میں، جو دعائیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، ان کی فصاحت و بلاغت، ان کی سلاست و روانی، ان کی جامعیت و شیرینی اور ان کی برجستگی و بے ساختگی کو دیکھ کر بلاشبہ کہا جاسکتا ہے کہ آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے علاوہ اس قدر خوب صورت کلام کی کوئی اور نظیر نہیں، دنیا کی کوئی خیر و بھلائی ایسی نہیں، جو ان میں مانگی نہ گئی ہو، کوئی ایسا شر نہیں، جس سے پناہ طلب نہ کی گئی ہو.... ان دعاؤں میں ہر ضرورت اور ہر بھلائی کا احاطہ کیا گیا ہے، ہر طرح کی پریشانی سے نجات کے لیے وظیفہ سکھایا گیا ہے، ہر مقام کی مناسبت سے ذکر کی تلقین کی گئی ہے، یہ اس قدر موثر اور بابرکت دعائیں ہیں کہ اگر آدمی ان کا اہتمام کرلے، تو اس کی شب و روز کی ساری ساعتیں اللہ کے ذکر و مناجات سے معطر معطر ہو جائیں گی..... بقول مولانا ابو الحسن علی ندوی:

"یہ دعائیں مستقل معجزات اور دلائلِ نبوت ہیں، ان کے الفاظ شہادت دیتے ہیں کہ ایک پیغمبر ہی کی زبان سے نکلے ہیں، ان میں نبوت کا نور ہے، پیغمبر کا یقین ہے "عبد کامل" کا نیاز ہے، محبوب رب العالمین کا اعتماد و ناز ہے، فطرتِ نبوت کی معصومیت و سادگی ہے، دلِ دردمند و قلبِ مضطر کی بے تکلفی و بے ساختگی ہے، صاحب غرض و حاجت مند کا اصرار و اضطرار بھی ہے اور بارگاہِ الوہیت کے ادب شناس کی احتیاط بھی، دل کی جراحت اور درد کی کسک بھی ہے اور چارہ ساز کی چارہ سازی اور دل نوازی کا یقین و سرور بھی"۔

ذرا دیکھیے زبان رسالت سے لرز لرز کر ادا شدہ یہ بلیغ دعا کس عالم میں کہی گئی ہے اور دریائے رحمت میں اس نے کس قدر ہلچل پیدا کی ہوگی:

" اللهم انک تسمع کلامی، و تری مکانی ، وتعلم سري وعلانيتي ، لايخفى عليک شئ من أمري ، و أنا البائس الفقير، المستغيث المستجير ، الوجل المشفق، المعترف المقر بذنبي، أسألک مسألة المسكين ، وأبتهل إليک ابتهال المذنب الذليل، و أدعوک دعاء الخائف الضرير ، و دعاء من خضعت لک رقبته، وفاضت لک عبرته، و ذل لک جسمه، و رغم لک أنفه .... اللّهم لاتجلعني بدعائک شقيًا، يا أرحم

الراحمین، یا أرحم الراحمین ، یاأرحم الراحمین ! ''۔ ''میرے اللہ! تو میری نوا سن رہا اور میرا مقام دیکھ رہا ہے، میرا باطن وظاہر جانتا ہے، میرا کوئی معاملہ تجھ سے پوشیدہ نہیں، میں مصیبت زدہ محتاج، فریادی، پناہ جو، لرزاں وترساں، اپنے گناہوں کا معترف و اقراری، مسکین کی طرح تجھ سے دعا مانگ رہا ہوں، اس دکھی، لرزیدہ شخص کی سی دعا جس کی گردن تیرے سامنے خم ہوئی، جس کے آنسوں تیرے لیے بہے، جس کا جسم تیری بندگی کے لیے جھکا اور جس کی ناک تیرے لیے خاک آلود ہوئی.... میرے رب! میرے اللہ مجھے اس دعا محروم نہ کرنا....اے ارحم الراحمین.....اے ارحم الراحمین.....''۔

جب ایمان کی اِس کیفیت، عجز و بندگی کے اس احساس اور بے اعتدالیوں پر ندامت، ان جذبات کے ساتھ بندۂ مومن دعا کرتا، رب سے مانگتا اوراس کے حضور ہاتھ پھیلاتا ہے تب رحمت کے بادل برستے، برکتوں کے قفل کھلتے اورنصرت کے دروازے وا ہوتے ہیں....دل کا بوجھ ہلکا اور باطن کا غبار چھٹتا ہوامحسوس ہوتا ہے.... بعض نادانوں کو شکایت ہوتی ہے کہ دعا کر کے تھک گئے، قبول ہی نہیں ہوتی.... یہ غلط فہمی ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس دربار میں کوئی صدا رائیگاں نہیں جاتی، اگر مصلحت کی وجہ سے کوئی دعا دنیا میں قبول نہیں ہوتی، تو آخرت کے لیے ذخیرہ کردی جاتی ہے، یا اس کے عوض آنے والی کوئی آفت ٹال دی جاتی ہے اور یا قبول تو ہو جاتی ہے لیکن مصلحتاً اس میں تاخیر کردی جاتی ہے.....

ماہِ رمضان سایہ فگن اوراس کی پرنور فضا خیمہ زن ہے، اللہ کے عذاب سے خلاصی کا آخری عشرہ داخل ہوا چاہتا ہے، مسلمان زخمی اور عالمِ اسلام کے چپے چپے پر ظلم وجبر کی داستانیں بکھریں پڑی ہیں، دشمن تو کئی خطوں پر حملہ آور ہے ہی، جہاں نہیں، وہاں قدم قدم پر منافقین کا جال بچھا ہوا ہے، اس لیے یہ وقت، وقتِ دعا ہے، انفرادی اور اجتماعی زندگی کی بہتری طلب کرنے کے لیے، اس سے زیادہ قبولیت کی گھڑیاں اور کیا ہوسکتی ہیں.....بے شک رب کی شفقت کسی کو مایوس اوراس کی رحمت کسی کو محروم نہیں چھوڑتی، بس اس کے حضور ایک بار ہاتھ پھیلانا آجائے اوراسی سے ایک بار یہ مانگنا آجائے کہ:

درد ہا دادی و درمانی ہنوز

(تو نے درد دیا ہے تو اب دوا بھی دیدے)

نیکیوں کا موسم بہار........!

ماہِ رمضان کی آمد آمد ہے، یہ روحانیت اور نیکیوں کے موسم بہار کا مہینہ ہے، اس میں گناہ جھڑتے اور خیر و بھلائی کی تازہ کونپلیں پھوٹتی ہیں، مغفرت کی ہوائیں چلتی اور رحمت کی پھوار برستی ہے، نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی مشق کرائی جاتی ہے اور روحانی آلائشوں کی صفائی اور ٹوننگ ہوتی ہی، بھلائی کی قوت اور استعداد نکھر کر نکھرتی ہے، یہ آخرت کی کمائی اور نیکیاں سمیٹنے کا خاص سیزن ہوتا ہے، نوافل پر فرض کا اجر ملتا ہے اور فرض کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

ماہِ رمضان کو اللہ کے کلام سے خاص مناسبت ہے، تمام آسمانی کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئی ہیں، امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں حضرت واثلہ ابن اسقع سے روایت نقل کی ہے کہ صحائف ابراہیمی پہلے رمضان، تورات چھ رمضان، انجیل تیرہ رمضان، زبور بارہ رمضان اور قرآن کریم چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔ قرآن کریم کی مشک بو تلاوت سے صرف عالم اسلام ہی نہیں، ساری دنیا گونجنے لگتی ہے، کیا دشت و کہسار اور کیا شہر و دیہات.... اللہ کے مقدس کلام کی خوشبو سے ساری کائنات معطر رہنے لگتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے.... صبر سے مراد نفسانی خواہشات کو دبانا اور بھوک و پیاس کی مشقت کو برداشت کرنا ہے، طلوعِ فجر سے لے کر غروب آفتاب تک مؤمنین، مخصوص صبر کے یہ مراحل طے کرتے ہیں.... خود انسان بھوک و پیاس کی تکلیف سہتا ہے، تب مستقل فاقہ کرنے والوں کے درد کا احساس جاگتا ہے، ضعیفوں کی بے بسی اور محتاجوں کے غم کی کسک محسوس ہونے لگتی ہے، یوں ہمدردی اور غم خواری کا اخلاقی وصف دلوں میں پیدا اور بیدار ہو جاتا ہے، اس لیے اسے غم خاری کا مہینہ کہا گیا.... اس ماہ مبارک کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ آتش دوزخ سے آزادی کا ہے۔ اسی ماہ میں ان گنت برکتوں اور بے شمار رحمتوں والی رات ''لیلۃ القدر'' آتی ہے، جس کی فضیلت و اہمیت سے متعلق قرآن کریم میں پوری ایک

سورت نازل ہوئی اور جسے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا گیا۔ ہزار مہینوں میں تقریباً تیس ہزار راتیں اور تراسی سال آتے ہیں..... بہتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس ایک کی عبادت ہزار مہینوں پر فائق ہے، اس میں قربِ الٰہی کی جتنی منزل طے ہوسکتی ہیں، دوسری ہزار راتوں میں بھی طے نہیں ہوسکتیں..... اس قدر و منزلت اور برکت و عظمت والی رات کی تاریخ کی تعیین نہیں کی گئی لیکن اکثر روایتوں میں ہے کہ یہ رمضان کے آخری عشرہ کی کوئی رات ہے اور صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ نے حضور کا قول نقل کیا ہے کہ شبِ قدر رمضان کے آخری حصے کی طاق راتوں میں تلاش کرو یعنی اکیسویں، تیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں رات میں سے کوئی ایک لیلۃ القدر ہوسکتی ہے۔

یہ دریائے رحمت کے جوش اور انوار و برکات کے شباب کا عشرہ ہوتا ہے، اسی میں اعتکاف کی سنت پر عمل ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ویسے تو سارے رمضان میں سراپا بندگی اور محوِ عبادت و تلاوت ہوتے، لیکن آخری عشرے کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: ''شد میزرہ، و احیی لیلہ، و أیقظ أھلہ" آپ کمر کس لیتے، اپنی راتیں زندہ کرتے اور گھر والوں کو بھی (عبادت اور رحمتیں سمیٹنے کے لیے) جگاتے..... یہی وہ مہینہ ہے جس میں ہر رات اللہ کا منادی پکارتا ہی..... یا باغی الخیر أقبل، و یا باغی الشر أقصر .....اے خیر و نیکی کے متلاشی! آگے بڑھ اور اے شر و بدی کے خواہش مند! رُک جا.....

اس ماہ سجائی گئی جنتوں کے دروازے کھلتے اور جہنم کے دروازے بند ہوتے ہیں، بڑے شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے اور یوں نفسانی حربوں کی اندھیر نگری میں سچی حقیقتوں کے روزن وا ہوتے ہیں اور نفس کو پچھاڑنا آسان ہوجاتا ہے، اس ماہ کے اعمال، اس کی روحانیت، اس کا پرنور ماحول اور اس کی بابرکت فضا، تقویٰ اور باطنی پاکیزگی کی مسافتیں طے کرانے میں اکسیر کا درجہ رکھتی ہے، اس کے لمحے دنوں پر اور اس کے دن برسوں پر بھاری ہیں، قرآن کریم نے: لعلکم تتقون (شاید تم پرہیزگار بن جاؤ) کہہ کر اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے..... آج عالمِ اسلام کے رستے زخموں کا ایک سبب عام مسلمان کا گناہوں میں غرق ہونا اور اللہ کی نافرمانیوں کی دلدل میں پھنسنا بھی ہے، مسلمان اگر صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں، ان کی زندگیوں میں اسلامی اعمال کا نور آجائے، وہ ایمان کی عملی

تقاضوں کو واقعتاً پورا کرنا شروع کردیں اور وہ غفلت کے اندھیاروں میں اسوۂ نبویہ کے موافق عمل صالح کا چراغ روشن کردیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ صنعت ومعیشت اور وسائل و اسباب کی قلت کے باوجود زوال وانحطاط کی پستیوں سے نہ نکل سکیں، انہیں ان کا کھویا ہوا مقام مل سکتا ہے، ان کا خوف، امن سے، ان کی مرعوبیت، رعب سے اور ان کا زوال وادبار، ترقی واقبال سے بدل سکتا ہے کہ یہ قرآنی وعدہ ہے اور قرآن کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔

ماہِ مبارک میں رحمت الٰہی کو انتظار رہتا ہے کہ کسی عاصی، کسی نافرمان اور کسی بھی روسیاہ ظالم کی زبان سے بخشش کا نالہ بلند ہو، دل سے آہ اٹھے تو اس کا دامن مرادوں سے بھر دیا جائے اور اسے بخشے ہوئے بندوں کی فہرست میں شامل کردیا جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا "بندہ میرے لیے روزہ رکھتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا....." حضور صلی اللہ علیہ وسلم جودو سخا کے پیکر تھے، تاہم اس ماہ آپ کی جودوسخا عروج پر ہوتی، صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: **کان اجود من الریح المرسلة**۔ ماہِ رمضان میں آپ چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے.... اس ماہ مومن کے رزق میں اضافہ کردیا جاتا ہے، افطاری کے دسترخوان پر وہ دنیا جہاں کی نعمتیں پاتا ہے، وہ کھاتا بھی ہے اور کھلاتا بھی، اور یہ کھانا کھلانا دونوں باعث اجر..... کوئی کسی روزہ دار کو صرف پانی اور کھجور ہی سے افطار کیوں نہ کرادے، افکار کرانے والا ایک روزہ کے اجر کا مستحق قرار پاتا ہے۔

نیکیوں کے اس موسم گل رنگ سے فائدہ اٹھانے کی بڑی ترغیب دی گئی، اگر کوئی بے نوا، اس ماہ بھی معاصی سے باز نہ آئے، رحمتوں کی یہ فصل بہار اس کے دامن میں اجالا نہ کرسکے اور ان بابرکت ایام میں بھی وہ اپنے کرتوتوں کی سیاہ روش تیاگنے پر تیار نہ ہو..... ماہِ مبارک گذر جائے لیکن رحمت کے دامن سے چمٹ کر وہ اپنے لیے مغفرت کا پروانہ حاصل نہ کرسکے، تو افسوس ہے ایسے شخص کی بدبختی اور شقاوت پر..... حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایسے نامراد کی تباہی اور بربادی کی بددعا فرمائی اور زبان رسالت نے اس پر "آمین" کہا۔

اہل دل، اس ماہ کے ایک ایک لمحہ کی قدر کرتے ہیں، ان کے لیل ونہار میں آہوں کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے اور ان کے اشک ندامت (بقیہ: ص ۱۹۴ پر)

قسط نمبر ۶

امام ابوحنیفہ اور ان کی فقہ

حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب شمسیؒ
سابق شیخ الحدیث جامعہ اشاعت العلوم، اکل کوا
ترتیب وپیشکش: مولانا شاہد جمال صاحب، استاذ جامعہ اکل کوا

فقہ حنفی کی مقبولیت کا راز:

حضرت امام ابوحنیفہ اپنے استاذ حضرت حماد کے بعد ان کے جانشیں ہوئے اور اس مسند پر تیس سال تک درس وتدریس اور افتاء کا کام انجام دیتے رہے، اس مدت میں انہوں نے اسی ہزار ۸۰۰۰۰ سے زیادہ قانونی مسائل کے جوابات دیئے جو الگ الگ عنوانات کے تحت مرتب کیے گئے، ہزاروں کی تعداد میں ان کے شاگرد ہوئے جو بجائے خود علم کے پہاڑ تھے اور مختلف علاقوں میں درس وتدریس اور افتاء کے فرائض انجام دیتے رہے۔

مذہب حنفی کی صحت اور عالم گیر مقبولیت کا راز اس کی وہ خصوصیت ہے جو دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی، یعنی اپنے کمالِ علمی اور مہارت حنفی کے باوجود امام ابوحنیفہ نے تدوین فقہ کا عظیم کام انجام دینے کے لیے ایسے چالیس علماء وفقہاء کی مجلس شوری قائم کی تھی جو علم وفضل میں امام اور یکتائے روزگار تھے، اور ان کی عظمت وجلالت کا تمام امت نے اعتراف کیا ہے۔

امام ابو یوسف، امام ابو محمد، امام زفر، عبد اللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، داؤد طائی، فضیل بن عیاض، یحی بن زکریا بن زائدہ، قاسم بن معن، حفص بن غیاث جیسے جبال العلم وبحار الفقہ اس مجلس کے خاص ارکان تھے۔

ان حضرات کی جلالت وعظمت کا اندازہ کیجئے کہ امام ابو یوسف کے امام احمد بن حنبل شاگرد ہیں، امام محمد کے امام شافعی شاگرد ہیں، عبد اللہ بن مبارک، وکیع بن جراح کے اکثر ائمہ اور محدثین شاگرد ہیں۔

داؤد طائی، فضیل بن عیاض تصوف وطریقت کے امام تھے، حضرت جنید بغدادی، شیخ جیلانی، ابراہیم بن ادہم جیسے بڑے بڑے اولیاء ان کے ہی سلسلہ کے فیض یافتہ ہیں۔

امام ابوحنیفہ کی اس منتخب مجلس میں زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق مسائل پر سیر حاصل بحث ہوا کرتی تھی، کبھی کبھی ایک ہی مسئلہ پر مہینہ تک بحث ومباحثہ کا سلسلہ جاری رہتا تھا، اور آپ کے تمام شاگرد اور اہلِ مجلس پوری آزادی کے ساتھ اپنے خیالات اور دلائل پیش کرتے تھے، بحث وتمحیص کے بعد آخر میں اگر سب کا اتفاق ہو جاتا تو وہ مسئلہ متفقہ طور پر لکھ لیا جاتا ورنہ ہر فریق کا مسلک مع دلائل درج کر دیا جاتا تھا۔

امام ابوحنیفہ کے اجتہاد واستنباط کا یہ شورائی طریقہ اسلام کی روح کے مطابق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج کے عین مطابق اور حضرات شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اجتہاد کے طریقوں کے بالکل مماثل ومشابہ ہے، اور کلام اللہ کی ہدایت ''وامرھم شوریٰ بینھم '' کا حرف بحرف مصداق ہے، اسی وجہ سے یہ اجتہاد کے دیگر تمام مذاہب پر برتری اور فوقیت رکھتا ہے، خطا اور غلطی سے زیادہ بعید اور صحت سے قریب تر ہے، انشاء اللہ۔

فقہ حنفی کی بنیاد:

امام ابوحنیفہؒ کا طریقہ کار یہ تھا کہ مسائل کے حل کے لیے سب سے پہلے کتاب اللہ قرآن مجید کی طرف رجوع کرتے کیوں کہ وہ اصل اصول ہے، اگر کتاب اللہ سے مسئلہ حل نہیں ہوتا تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تلاش کرتے اور اگر ان دونوں میں نہ ملتا تو صحابہ کے اقوال یا ان کے فیصلوں کو اختیار کرتے، اگر اس مطلوبہ مسئلہ میں صحابہ کے درمیان اختلاف پاتے تو ان میں سے جس کا قول یا عمل اپنے نزدیک کتاب وسنت سے زیادہ قریب تر سمجھتے، اسے اختیار کرتے اور صحابہ کے مذہب سے سرِ مو باہر نہ جاتے۔ ہاں اگر صحابہ کے اقوال یا تعامل میں بھی کوئی حل نہ پاتے تو صحابہ کے بعد والوں کے اقوال کو اختیار کرنا یا ان کی اتباع کرنا ضروری نہ سمجھتے بل کہ اپنی خداداد صلاحیت سے کام لیتے ہوئے اجتہاد کرتے۔

فقہ حنفی کی معتبر کتابیں شرح معانی الآثار، احکام القرآن، مبسوط وغیرہ جن لوگوں نے دیکھی اور سمجھی ہیں وہ بے اختیار اس بات کی گواہی دیں گے کہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کی بنیاد قرآن وحدیث دونوں پر ہی رکھی گئی ہے۔ فقہ حنفی سے سرِ مو باہر نہیں ہے۔ جب ہی تو یحی

بن سعید قطان اور رافع بن جراح جیسے ائمہ حدیث اور سلاطینِ علوم اور قضاۃ فقہ حنفی کے مطابق فتوے دیا کرتے تھے۔

فقہ حنفی پر تیرھویں صدی کے معترضین کا اعتراض:

سطحی نظر رکھنے والے اہل ظاہر عموماً اور غیر مقلدین حضرات خصوصاً یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ کہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ ایک زبردست فتنہ ہے کیوں کہ انہوں نے احادیث کے خلاف اپنی رائی اور قیاس کو اپنا مذہب بنایا ہے بل کہ شریعت محمدیہ کے مقابل میں اپنی نئی شریعت ایجاد کی ہے اور امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرنے والے اس نئی شریعت پر عمل پیرا ہیں، اس طرح جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں اس نبی کے ساتھ بے وفائی کرتے ہیں۔

چناں چہ جماتِ اہلِ حدیث کا ترجمان ''صوت الحق'' مالیگاوں نظم ونشر کے ذریعے اس بہتان کو دوہراتا رہتا ہے، ترجمان مذکور ۲۰ رنومبر ۱۹۸۱ء کو اپنی اشاعت میں اپنی جماعت کی من گھڑت کارگذاریاں گنواتے ہوئے لکھتا ہے:

''یہ وہ جماعت ہے جس نے احادیث کی شرحیں عربی اردو میں لکھیں اور جس ملک ہندوستان میں صرف فقہ حنفی کا رواج تھا وہاں احادیثِ نبوی کو عام کیا''۔

قارئین ملاحظہ کریں کہ فقہ حنفی کو کس قدر گھناونی صورت میں عوام کے سامنے پیش کیا ہے؟ پڑھنے والوں کو یقین دلایا ہے۔ کہ فقہ حنفی نے احادیث نبوی کو ملک بدر کر رکھا تھا اور تمام ہندوستانی مسلمانوں کو شریعتِ محمدیہ سے ہٹا کر ایک نئی شریعت کے جال میں پھنسا رکھا تھا، پورا ملک فقہ حنفی کو اختیار کر کے گمراہی اور ضلالت کے غار میں گر چکا تھا اور بدعات بل کہ کفر کی تاریکیوں میں دھکیل کر سنت کی روشنی سے محروم کر رکھا تھا، جماعت اہلِ حدیث نے احادیثِ نبوی کی روشنی پھیلائی اور ہندوستان سے گمراہی کو ختم کیا، منہ میاں مٹھو بننے کی مثال اس سے عمدہ نہیں مل سکتی۔

یہ بھولے بھالے برادرانِ یوسف شاید یہ سمجھتے ہیں کہ! تمام ہندوستانی مسلمان اسی درجہ بھولے بھالے ہیں جس درجہ ہم نے سمجھ رکھا ہے، نہ تو ان میں تعلیم ہے، نہ مطالعہ، نہ عقل ہے، نہ فہم، محض جذبات کے رو میں بہنے والے دریاوں کے جانور ہیں۔

کج فہمی وتنگ نظری:

احادیث نبوی اور شریعت محمدیہ کے حسین الفاظ بول اور لکھ کر ان کے جذبات عقیدت سے کھیلنا نہایت آسان ہے، جدھر چاہو موڑ دو جدھر چاہو ہنکالے جاؤ۔

اسی ترجمان نے اپنے ایک اشاعت میں ایک نظم بعنوان "معاذ اللہ یہ کیسی نبی سے بے وفائی ہے" شائع کر کے غیر مقلدین کے ناپاک تصورات اور گمراہ کن جذبات کی پوری عکاسی کی ہے، اس نظم میں کھلے الفاظ میں فقہ حنفی کو نئی شریعت کا نام دیا گیا ہے، اور نہایت رکیک اور بازاری جملے استعمال کیے گئے ہیں۔

اس نظم کی اشاعت پر مقامی اخبارات اور اہل قلم نے سخت احتجاج بھی کیا لیکن ارباب صورت الحق نے ان تمام احتجاجات کو ہوا میں اڑا دیا اور آج تک اس کی مذمت میں اور جملہ بھی شائع نہ کیا۔ پھر کیوں نہ سمجھا جائے کہ جماعت اہل حدیث کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ فقہ حنفی شریعت محمدیہ کے مقابلہ میں نئی شریعت کسی حال میں اسلام کے دائرہ میں جگہ نہیں پاسکتی ایک اسے دین محمدی سے کوئی واسطہ نہیں ہوسکتا، نئی شریعت ماننے والا بلاریب دین اسلام سے خارج ہے، اور اس شریعت تو تدوین وتالیف کرنے والے یقیناً اسلام کے دشمن اور دین کے باغی ہیں۔

یہ ہیں ان کے وہ عقائد اور خیالات جو نومولود جماعت اہل حدیث سراج الامۃ ابو الائمہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ان کی فقہ کے بارے میں رکھتی ہے اور یہ پروپگنڈہ کے زور سے دوسرے کو بھی باور کرانا چاہتی ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ کی جلالت شان:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت وعظمت اور فقہ حنفی کی خصوصیات اسلاف کی شہادتوں سے واضح ہو چکی ہے مگر صد حیف اس آفتاب علم وفقہ اور مجسمہ تقویٰ پر تیرھوی صدی میں پیدا ہونے والے تھوکنے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں حالاں کہ آفتاب پر تھوکنے کا انجام سبھی کو معلوم ہے۔ واللہ یہ برادران یوسف اگر تھوڑی دیر کے لیے تعصب کی عینک اُتار پھینکیں تو امام اعظم کی عظمت وجلالت سے آنکھیں چکا چوند ہو جائیں کیوں کہ یہ وہ آئینہ ہے

جس میں افقہ اصحابہ عمر و علی، ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فقہی آفتاب پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہے جس کی تابانی سے پورا عالم اسلام جگمگا رہا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک جانب نہ دیکھتے تھے بل کہ ان کی ظاہری و باطنی چاروں آنکھیں کام کرتی تھیں ان کا قاعدہ تھا کہ کسی مسئلہ سے متعلق ایک ہی روایت پر اکتفاء نہ کرتے تھے بل کہ اس باب اور مسئلہ سے متعلق تمام روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان سب کا موازنہ فرماتے، ساتھ ہی ساتھ قرآن کریم کی محکم آیات سے ملاتے اگر قرآن مجید اور دوسری احادیث کی مطابق ہوتی تو اس خبر واحد پر عمل کرتے ورنہ اسے شاذ قرار دیتے اور عمل نہ کرتے۔

علامہ ابن حزم نے بصراحت اعتراف کیا ہے کہ ابوحنیفہؒ کا مذہب اور مسلک یہ تھا کہ ضعیف حدیث بھی مل جائے تو اس کے مقابلے میں قیاس کو ترک کر دیا جائے کیوں کہ ضعیف حدیث بھی بہر حال حدیث ہے اور قیاس پر حاکم ہے۔

ایک طرف مذہب حنفی میں یہ عظمت حدیث اور دوسری طرف مدعیان حدیث کا مذہب ہے کہ ضعیف حدیث یکسر ساقط الاعتبار ہے اور اس کے مقابلے میں قیاس معتبر ہے، چناں چہ یہ حضرات ضعیف حدیث کو ذرا بھی خاطر میں نہیں لاتے اور بلا جھجک ضعیف کہہ کر جھٹک دیتے ہیں، محدثین نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ فضائل اعمال میں ضعاف مقبول ہیں، لیکن یہ مدعیان حدیث کسی بھی حال میں قبول کرنے کو تیار نہیں، پھر تو انہیں چاہیے کہ ضعیف حدیثوں کو ذخیرۂ احادیث سے خارج کر دیں اور انہیں حدیث کا نام نہ دیں، اور صرف وہی کام کریں جو صحیح حدیث سے ثابت ہو۔

مگر تماشہ در تماشہ یہ ہے کہ انہوں نے بہت سے ایسے مسائل اختیار کر رکھے ہیں جو کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں ہیں۔ حتی کہ ضعیف حدیث بھی دلیل میں موجود نہیں ہے بل کہ صحیح حدیثوں کے خلاف ہیں چناں چہ آگے چل کر معلوم ہوگا مگر چوں کہ حدیث کے دعویداروں نے یہ بدعت اختیار کر رکھی ہے لہٰذا ان کے لیے وہ عین سنت ہے اور دوسروں کے لیے ضعیف حدیث سے ثابت شدہ عمل بھی بدعت ہے، کہاں ہے انصاف؟

ذرا آواز دو کہ آئے اور بتائے کہ بایں صورت خود کو اہل حدیث کہنا "برعکس نہند نام

زنگی کافور" کا مصداق تو نہیں، یا ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور کا محمل تو نہیں؟

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

معترضین کے قول و فعل میں تضاد:

جماعت اہلِ حدیث کے قول و فعل میں کھلا ہوا تضاد پایا جاتا ہے کہ کسی توجیہ کی گنجائش نظر نہیں آتی، ایک طرف اہل جماعت اور کانفرنسوں میں باہمی فرقہ بندیوں اور مباحثوں پر پُر شور ماتم سرائی ہو رہی ہے اور اتحاد بین المسلمین کی ضرورت واہمیت پر دردآمیز تقریریں کی جاتی ہیں اور امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جانے کی پرزور دعوت دی جاتی ہے، اور دوسری طرف عملی طور پر افتراق واختلاف کی آگ پر تیل کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے، باہمی کشیدگی کی راہیں نکالی جاتی ہیں۔ وہ خالص علمی و تحقیقی مباحث جو درس گاہوں کے محدود مباحث ہیں انہیں مدارس کی چار دیواریوں سے نکال کر مسجدوں، چوراہوں، بازاروں اور دکانوں میں چھیڑ چھاڑ کر باہمی کشیدگی کو ہوا دی جاتی ہے اور بھائی چارگی کی راہیں مسدود کی جا رہی ہیں۔ کہیں آمین کی بحث ہے تو کہیں رفع یدین پر تکرار ہے، کہیں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا جھگڑا ہے تو کہیں پاؤں پھیلانے کی لڑائی ہے۔

مساجد و معابد اللہ کا گھر ہیں جو کندھے سے کندھا جوڑ کر شاہ وگدا کا امتیاز اٹھا کر ایک خدا کی بندگی کے لیے ہیں، ایک امام کی اقتداء میں رہ کر ایک حزب اللہ کا نشان قائم کرنے کے واسطے ہیں۔ جہاں پہنچ کر کالے گورے میں فرق نہیں رہتا، اونچ نیچ کی تفریق نہیں رہتی، مگر اس جماعت نے ان پر بھی تقسیم کی چھری چلانے میں پس وپیش نہ کیا۔ اور ہندوستان وپاکستان کی طرح مسجدوں کا بٹوارہ بھی کر دیا آخر مساجد پر "مسجد اہلِ حدیث" کا بورڈ لگانے کا جواز کس حدیث سے نکالا گیا ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے "مسجد مہاجرین، مسجد انصار" کا بورڈ لگا کر مسجدوں کو تقسیم کیا تھا، اور فرقہ بندی کی بنیاد قائم کی تھی؟

یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی خاص جماعت یا فرقہ کی طرف مسجد کی نسبت تعارف کے لیے

نہیں ہوسکتی، مسجد کے تعارف کے طریقے احادیث میں موجود ہیں، آخران طریقوں کو چھوڑ کر طبعزاد طریقہ اختیار کرنا کون سی سنت ہے، امام ابوحنیفہ کے مقلدین نے انگلیوں پر گننے سے زیادہ تعداد میں مساجد تعمیر کی ہیں، لیکن کسی مسجد پر مسجد احناف کا بورڈ نظر نہ آئے گا۔ کیوں کہ اس قسم کا بورڈ تفریق کی نشاندہی کرتا ہے اور احناف فقہی اختلاف کو تفرقہ نہیں مانتے اور نہ ہی اس کو بنیاد بنا کر مساجد و مدارس کو تقسیم کرنا سنت گردانتے ہیں۔ تقلید سنت کے دائرہ میں رکھتی ہے، غیر مقلدیت کی طرح سنت کے دائرہ سے باہر جانے کی آزادی نہیں دیتی۔

اسلامی سال میں دو مواقع ایسے بھی ہے جن میں تمام موحدین ایک جماعت بن کر اسلامی اتحاد کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اپنے تمام اختلافات کو پیروں سے روند کر دینی وحدت کا ثبوت دیتے ہیں۔ لیکن مدعیانِ حدیث اور داعیان اتحاد نے عیدگاہوں کو بھی تقسیم کر کے ملت کا شیرازہ بکھیر دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ عملی طور پر اتحاد منظور نہیں ہے۔ خدا کرے امت کو وہ منحوس دن دیکھنا نصیب نہ ہو جب کہ علیحدگی پسندی کی ذہنیت عدم آباد (قبرستان) کو بھی تقسیم کر بیٹھے۔

ہمارے قائد، ہمارے رہبر
امام اعظم ابو حنیفہؒ

(بقیہ ص ۱۸۷)

دل کی کدورتوں کو بہاتے دکھائی دیتے ہیں، امام ابوحنیفہؒ کا ماہِ رمضان میں ۶۱ر قرآن کریم ختم کرنے کا اور امام شافعی کا ساٹھ بار ختم کرنے کا معمول تھا، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ تیس مرتبہ ختم کرتے تھے اور روزانہ دس پندرہ پارے پڑھنا تو عام مشائخ کا معمول رہا ہے، کہ رمضان نزول قرآن کی سالگرہ اور کلام الٰہی کے جشن عام کا مہینہ ہے.... بلاشبہ مومن کے لیے اس ماہ کا ہر روز، روزِ عید اور ہر شب، شبِ قدر ہے، کیا ہے کوئی قدر دان؟

رویت ہلال یعنی چاند دیکھنے کے ثبوت کی تفصیلات

از مفتی محمد اسحٰق ناگپوری قاسمی

رویت ہلال کا مسئلہ الحمد للہ شرعی طور پر منظم و مستحکم ہے ۱۴ سو سال سے برابر اس پر عمل ہوتا آرہا ہے کسی قسم کی کوئی گڑبڑی نہیں ہوئی تھی۔ البتہ سائنس نے جوں جوں ترقی کی ہے اور جب سے میڈیا کا دور آیا ہے۔ دورِ حاضر میں تب سے رویت ہلال کے بارے میں اختلافات رونما ہو رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ رویت ہلال کے بارے میں (چاہے وہ رمضان کا مسئلہ ہو یا عیدین کا مسئلہ ہو) علماء گڑبڑی کرتے ہیں اور عوام کو الجھن میں ڈال دیتے ہیں، جبکہ بات ایسی نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ گڑبڑی علماء کی وجہ سے یا شریعت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ساری پریشانی موجودہ ایجادات ریڈیو، ٹیلی ویژن، فون کی وجہ سے ہے۔ ان ایجادات کو لے کر شریعت کا حکم اس پر منطبق کئے بغیر محض اپنی سمجھ اور رائے سے فتنہ عوام نے برپا کر رکھا ہے علماء نے نہیں۔

چوں کہ عوام دنیا بھر کی ساری خبریں اور ساری چیزیں معلوم کرتے ہیں مگر دین کی بات معلوم کرنے کی کسی کو فرصت نہیں اور بغیر علم کے لوگ مفتی بن جاتے ہیں اور عوام میں سے جو اپنی سمجھ سے جیسا سمجھتا ہے، اس کے مطابق کہنا شروع کر دیتا ہے لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری سمجھ کے مطابق شریعت کا حکم ملے یا موجودہ سائنس کے مطابق شریعت کا حکم آجائے یہ نہیں ہوسکتا۔

یہ جان لیں! کہ شریعت کا حکم موجودہ ایجادات کی وجہ سے نہیں بدل سکتا وہ جوں کے توں رہے گا۔ صرف طریقہ کار بدلے گا وہ بھی اسی حد تک جب تک کہ شریعت کا حکم نہ ٹوٹے اور کوئی حکم نہ چھوٹے۔

اس لیے ضروری ہے کہ لوگ اپنے آپ کو اور موجودہ ایجادات کو شریعت کے سانچے

میں ڈھالیں۔ شریعت کو اپنے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کریں۔ اور شریعت کا حکم لاگو اور نافذ کرنے کیلئے موجودہ ایجادات سے مدد تو لے سکتے ہیں، مگر موجودہ ترقی یافتہ سائنس کی وجہ سے شریعت کا حکم بدلا نہیں جاسکتا۔ اور فتنہ اس لئے ہوتا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مصنوعات بدل گئی تو شریعت کا حکم بھی بدل جائے۔ ان گذارشات کے بعد اب اصل مسئلہ رویت ہلال سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق موجودہ حالات کو اس پر منطبق کرتے ہوئے دیکھیں کہ ہمارے لئے کیا لائحہ عمل ہے۔ ذیل میں وہ تفصیلات مع حدیث کے حوالوں کے نقل کی جاتی ہیں۔

سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ شریعت مطہرہ قیامت تک کے لیے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ہمیشہ کیلئے ہے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو احکام بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے جملے ارشاد فرمائے ہیں جس میں ہر دور کیلئے چاہے وہ کتنا ہی ترقی یافتہ ہو اس میں اصول و رہنمائی موجود ہے، اس لئے سب سے پہلے ان احادیث پاک کو بیان کیا جاتا ہے جس میں آج کے دور کیلئے بھی اصولی باتیں موجود ہیں ان احادیث پاک سے محدثین و ماہرین فن علماء نے مسائل کا استنباط کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

۱۔ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتصوموا حتی ترووا الھلال ولا تفطروا حتی تروہ فان غم علیکم فاقدروا لہ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روزے مت رکھو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو اور عید مت کرو جب تک کہ چاند نہ دیکھ لو اور اگر کسی وجہ سے چاند تم پر پوشیدہ ہو جائے تو دن پورے کرو۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ ص ۱۷۴)

۲۔ عن ابن عمرؓ الشھر تسع وعشرون لیلۃ فلا تصوموا حتی تروہ فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلاثین۔ (بخاری ص ۲۵۶ ج ۱)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ مہینہ انتیس دن کا ہو تو جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ رکھو جب چاند پوشیدہ ہو جائے تو ۳۰ دن پورے کرلو۔

۳۔ عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ انہ قال صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ

فان غم علیکم فاکملو ا العدة ثلا ثین من شعبان۔(بخاری:ص۱۵۶/ج۱)

ترجمہ۔حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھواور چاند دیکھ کر عید کرو اگر چاند پوشیدہ ہوجاوے تو ۳۰/دن پورے کرو۔

۴۔عن ابن عمرؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال انا امة امية لانکتب ولانحسب الشهر هكذا و هكذا يعنى مرة تسعة وعشرين ومرة ثلا ثين۔

ترجمہ:حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم امی امت ہیں نہ لکھتے ہیں اور نہ حساب کرتے ہیں مہینہ(چاند نظر آنے پر)۲۹ دن کا ہوتا اور چاند نظر نہ آنے پر ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔ (بخاری ۳۰۷/ج۱۔مسلم ۳۴۶/ج۱)

۵۔عن ابن عباسؓ قال جاء أعرابی إلى النبیؐ فقال"إنی رأیت الهلال"قال الحسن فی حديثه يعنى رمضان فقال أتشهد ان لااله الاالله قال نعم، قال :اتشهد ان محمدارسول الله، قال نعم، قال يا بلال اذن فی الناس فليصوموا غدا۔(ابوداؤدج۱/ص۳۲۱)

ترجمہ:حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ شعبان کی ۲۹/تاریخ کو ایک بدوی صحابیؓ آئے اور انہوں نے کہا کہ میں نے چاند دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں، انہوں نے کہا، ہاں! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں انہوں نے کہا، ہاں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو آواز دے کر کہا کہ اعلان کردو کہ کل لوگ روزہ رکھیں۔

۶. عن ربعی بن حراش عن رجل من اصحاب النبی صلی الله عليه وسلم قال اختلف الناس فی اخر يوم من رمضان فقدم اعرابيان فشهدا عند النبی صلی الله عليه وسلم بالله لأهلا الهلال امس عشية فامر رسول الله صلی الله عليه وسلم الناس ان يفطروا۔(ابوداؤد باب شہادۃ رجلین:ج۱/ص۳۲۶)

ترجمہ:رمضان کے آخر میں لوگوں نے چاند کے بارے میں اختلاف کیا، دو بدوی صحابیؓ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گواہی دی کہ خدا کی قسم انہوں نے کل چاند دیکھا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ روزہ توڑ دیں۔

۷. قلت لعطاء .ارأيت لو ان رجلا رای هلال رمضان قبل الناس بليلة أيصوم قبلهم اويفطر قبلهم؟ قال لا .ا لا ان يراه الناس .اخشى ان يكون شبه عليه۔
(مصنف عبدالرزاق: ج۴/ص۱۳۰)

ترجمہ: (مشہور محدث حضرت عطاءؒ تابعی) سے سوال کیا گیا کہ لوگوں کے دیکھنے سے ایک دن پہلے جبکہ مطلع صاف ہوایک آدمی چاند دیکھے تو کیا ایک کی وجہ سے لوگ روزہ رکھیں یا عید کریں انہوں نے فرمایا کہ نہیں جب تک کہ بہت سارے لوگ چاند نہ دیکھ لیں۔

۸. عن ابی هريرةؓ ان النبی صلی الله عليه وسلم قال الصوم يوم تصومون والفطر يوم تفطرون والأضحى يوم تضحون۔ (ترمذی: ج۱/ص۱۵۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اس دن ہے جس دن تم سب روزہ رکھو۔ عید اس روز ہے جس دن تم سب عید کرو اور قربانی اس دن ہے جس دن تم سب قربانی کرو (جبکہ مطلع صاف ہو)۔

۹۔ أخبرنی كريب ان ام الفضل بنت الحارث بعثته الى معاوية بالشام قال فقدمت الشام فقضيت حاجتها واستهل على هلال رمضان وانا بالشام فرأينا الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة فی اخر الشهر فسألنی ابن عباسؓ ثم ذكر الهلال فقال متى رأيتم الهلال فقلت رأيناه ليلة الجمعة فقال انت رأيت ليلة الجمعة فقلت رآه الناس فصاموا وصام معاويةؓ فقال لكن رأيناه ليلة السبت فلا نزول نصوم حتى نكمل ثلثين يوما او نراه فقلت الا تكتفی برؤية معاويةؓ وصيامه قال لاهكذا امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم۔
(ترمذی: باب ماجاء لكل اهل بلد رؤيتهم: ج۱/ص۱۴۸)

ترجمہ: حضرت ام الفضلؓ بنت حارث نے حضرت کریب کو کسی کام سے شام بھیجا وہ اپنی ضرورت پوری کرکے جب رمضان کے آخر میں مدینہ تشریف لائے تو حضرت ام الفضل بنت حارث نے ان سے پوچھا کہ شام میں رویت ہلال کب ہوئی، انہوں نے کہا کہ جمعہ کی شب کو حضرت ابن عباس نے دریافت کیا کہ آپ نے خود دیکھا تھا؟ عرض کیا دوسروں نے دیکھا اور روزہ رکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہم

نے سنیچر کی رات میں چاند دیکھا اور اس حساب سے ۳۰/ (تیس) روزے پورے کریں گے، الا یہ کہ چاند دیکھ لیں۔ حضرت کریب نے عرض کیا کہ آپ حضرت معاویہؓ کی رویت اور ان کے روزے پر کفایت نہیں فرمائیں گے حضرت ابن عباس نے فرمایا نہیں۔ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔

اوپر ذکر کی گئی ۹/ حدیثوں کے علاوہ رویت ہلال کے باب میں حدیث کی دوسری کتابوں میں مذکور دیگر احادیث پاک، فتاوے و آثار صحابہ کو دیکھتے ہوئے محدثین و محققین علماء کرام نے مندرجہ ذیل اصول اخذ کیا ہے جس سے تمام ادوار میں روشنی ملتی رہے۔ اور اسی کے مطابق فیصلے کئے جاتے رہیں چوں کہ یہ اصول حدیث پاک ہی سے مستنبط ہیں، اس لئے اس کے مطابق کئے گئے، فیصلے بھی شرعی ہی ہوں گے وہ اصول یہ ہیں:

۱۔ ثبوت رویت کے سلسلہ میں وجود ہلال کا اعتبار نہیں بلکہ رویت ہلال کا اعتبار ہے، چاہے رویت حقیقی یعنی ہر فرد کو ہو یا بعض فرد کو، یا رویت حکمی یعنی شہادت یا طریق موجب ہو۔ (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے):

۲۔ رویت عامہ یا طریق موجب نہ ہونے کی صورت میں ۳۰/ دن مکمل کرنے ہوں گے۔

۳۔ علم ہیئت و نجومی حساب و کتاب پر ثبوت رویت کا مدار نہیں ہے۔

ہر ایک اصول کی تشریح دیکھتے ہوئے موجودہ حالات پر منطبق کرتے جائیں سارے مسائل انشاء اللہ حل ہو جائیں گے۔ پہلے نمبر کے اصول میں یہ بات بیان کی گئی کہ وجود ہلال کا اعتبار نہیں بلکہ رویت ہلال کا اعتبار ہے جس کا مفہوم یہ کہ افق یعنی آسمان پر ''چاند کا وجود'' کافی نہیں ہے بلکہ اس کا آنکھوں سے دیکھے جانے کے قابل ہونا ضروری ہے کیوں کہ یہ بات تو ہر پڑھا لکھا شخص جانتا ہے کہ چاند حقیقت کے اعتبار سے کسی دن اور کسی وقت بھی معدوم نہیں ہوتا گرچہ ہمیں نظر نہ آتا ہو بلکہ اپنے مدار میں کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہوتا ہے۔ جیسا کہ علم فلکیات میں یہ بات محقق ہے کہ جب چاند، سورج اور زمین ایک لائن میں مہینے کی ۲۸ یا ۲۹ تاریخ کو آجاتے ہیں تو اس کو (NEW MOON) نیا چاند کہتے ہیں یعنی اجتماع شمس و قمر کا ٹائم۔ اس کے بعد ہلال بننا شروع ہوتا ہے اور کم از کم ۱۸ (اٹھارہ) گھنٹے کے

بعد چاند اتنا بڑا ہوتا ہے کہ زمین والوں کو نظر آ سکے لیکن اس کے لئے بہتر وقت ہے ۲۲ رگھنٹہ کا جب چاند ہو جائے۔اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ (NEW MOON) نیا چاند جس کو ولادت قمر بھی کہتے ہیں، اس کے بعد سے جب چاند زمین اور سورج کی لائن سے اوپر اٹھ کر ۱۸ گھنٹے کا ہوتا ہے، تو چاند کے اس حصہ پر جو زمین والوں کی طرف ہے، سورج کی روشنی فی گھنٹہ ۴۱ء۱۵ کلومیٹر کے حساب سے ۱۸ گھنٹے میں ۲۷۷ (دوسوستھتر) کیلومیٹر روشنی ہوگی یا اس سے زائد تب زمین والوں کو چاند نظر آئے گا۔

لہٰذا اس پوزیشن سے پہلے بھی جبکہ چاند اپنے مدار میں کہیں نہ کہیں موجود ہو اگر آلاتِ جدیدہ کے ذریعہ چاند دیکھنا کافی ہو جائے تو اس کیلئے ۲۹ یا ۳۰ تاریخ کا ہی ہونا کیا ضروری ہے ۲۸ تاریخ کو بھی ہوائی جہاز سے افق کی بلندی پر اڑ کر ایسی دوربینوں کے ذریعہ جو آفتاب کی شعاؤں کو انسانی نگاہ کے درمیان مائل نہ ہونے دیں، چاند دیکھا جا سکتا ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ ان تمام معاملات میں جن کا مدار چاند کی رویت پر ہوا کرتا ہے جن میں رمضان وعیدین بھی شامل ہیں شرعی طور پر اس بات کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے کہ چاند اُفق پر موجود ہو بلکہ اعتبار اس کا ہے کہ قابل رویت ہو اور آنکھوں سے دیکھا جا سکے۔

یہاں یہ بات بھی جان لینا چاہئے کہ مشرق سے مغرب کی طرف جاتے ہوئے خط استواء سے ۴۵ ڈگری شمالی عرض البلد اور ۴۵ ڈگری جنوبی عرض البلد میں جو بھی ملک اور شہر آئیں گے جب بھی چاند کی ابتدائی عمر ۱۸ گھنٹے کی ہوگی اور یہ چاند جن جن مہینوں میں ۱۸۰ ڈگری مشرقی طول البلد فیجی لینڈ سے انڈیا تک جہاں کہیں بھی بنے گا انڈیا والوں کو اور اس کے بعد مغربی ملک والوں کو بھی نظر آئے گا۔ یہ سال کے چار مہینوں میں ہوگا۔اور جن مہینوں میں چاند کی ابتدائی عمر ۱۸ رگھنٹے کی سعودی کے بعد مصر۔یا اس سے آگے مغربی ممالک میں ہوگی (جس کو ہلال بننا کہتے ہیں) یعنی ۲۹ تاریخ میں ان مہینوں میں چاند انڈیا کو نظر نہیں آئیگا بلکہ دوسرے دن یعنی ۳۰ تاریخ کو ۱۸۰ ڈگری مشرقی طول البلد فیجی لینڈ سے سب ملک والوں کو چاند نظر آتا جائیگا یہاں تک کہ انڈیا اور اس کے بعد سعودی، مصر اور مغربی ملک والوں کو بھی نظر آئے گا یہ چھ مہینوں میں ہوگا۔تو ۶ راور ۴ ردس مہینے ہوئے جس میں چاند، انڈیا، سعودی، پاکستان وغیرہ ۴۵ ڈگری شمالی وجنوبی عرض البلد کے رہنے والوں کو ایک ساتھ نظر آئے گا۔

یہی مطلب ہے امام ابوحنیفہؒ کے اس فرمان کا کہ "لاعبرۃ لاختلاف المطالع حتی لو رأی اھل مغرب ھلال رمضان یجب الصوم علی اھل مشرق "یعنی اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں اگر مغرب والوں نے رمضان کا چاند دیکھ لیا تو مشرق والوں کیلئے رمضان کا روزہ رکھنا واجب ہے۔ کیوں کہ جب مشرق سے جاتا ہوا چاند جو ہلال بن چکا ہے، غبار وغیرہ کی وجہ سے مشرق والوں کو نظر نہیں آسکا بلکہ غبار کے نہ ہونے اور آسمان کے صاف ہونے کی وجہ سے مغرب والوں نے دیکھ لیا تو چوں کہ یہ ہلال کی صورت میں مشرق سے آیا ہے اس لئے لازماً مشرق والوں کو روزہ رکھنا ہے۔ باقی جن مہینوں میں چاند انڈیا، پاکستان کے بعد بنے گا، ان مہینوں میں سعودی میں ایک دن پہلے نظر آئے گا اور انڈیا میں ایک دن بعد۔ یہاں مشرق اور مغرب کا مسئلہ بدل جائے گا۔ اسی طرح سے ۲۹ / تاریخ کو بننے والا چاند ۴۵ / ڈگری شمالی عرض البلد اور ۴۵ / ڈگری جنوبی عرض البلد والے ملکوں کو نظر نہیں آئے گا جبکہ معتدل ملک (یعنی خط استواء کے قریب ۴۵ ڈگری کے اندر رہنے) والوں کو نظر آچکا ہوگا۔

یہ اصول نمبر ا کے پہلے جزء "وجود ہلال کا اعتبار نہیں بلکہ رویت ہلال کا اعتبار ہے" کا بیان ہوا اور اب اس کے دوسرے جزء رویتِ حقیقی، رویت حکمی کی۔ تشریح سے قبل یہ بات جان لیں کہ جب مطلع بالکل صاف ہو اور معاملہ رمضان یا عیدین کا ہو تو اس وقت کوئی پریشانی نہیں ہوتی ہر فرد چاند دیکھنے کی کوشش کرتا ہے اور اس صورت میں رویتِ حقیقی یہ ہے کہ ایک بڑے مجمع کو چاند نظر آنا چاہیے جس کے بارے میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کم ازکم پچاس آدمی ہونے چاہیے اور امام محمد نے فرمایا کہ بڑے شہر کے پورے ایک محلے والے کم ازکم چاند دیکھ لیں یا کم ازکم ہر محلہ میں سے ایک جماعت دیکھے تب اس کا اعتبار ہوگا مطلع صاف ہونے کی صورت میں ایک دو آدمی کے دیکھنے کا اعتبار نہ ہوگا۔ لہٰذا ایسی صورت میں ہندوستان میں بھی کوئی پریشانی نہیں ہوتی، پریشانی تو صرف اَبر آلود ہونے کے وقت ہوتی ہے۔ تفصیل سے رمضان وعیدین کا مسئلہ الگ الگ سمجھنا چاہیے اسی طرح دیگر مہینوں کے احکام بھی۔

نوٹ: رویتِ حقیقی کو رویتِ عامہ اور رویتِ حکمی کو طریق موجب بھی کہتے ہیں۔

رویتِ حکمی کی پہلی صورت رمضان کے چاند کے لئے:

کہ شعبان کی ۲۹ رتاریخ ہے اور مطلع ابر آلود ہے تو کم از کم ایک عادل آدمی یعنی جو نماز پڑھتا ہو، جھوٹ نہ بولتا ہو، اس پر راست بازی اور نیکوکاری غالب ہو، گناہ کبیرہ نہ کرتا ہو، گناہ صغیرہ بار بار نہ کرتا ہو ایسا آدمی چاند دیکھ کر گواہی دے تو اس کی وجہ سے روزہ کا ثبوت ہو جائے گا یہ صورت رویت حکمی کی ہے اور اوپر کی صورت رویتِ حقیقی کی ہے۔ اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ رمضان کی چاند کے ثبوت کے لئے خبر کافی ہے، شہادت ضروری نہیں، جب کہ محققین علماء کرام و ماہرین فن فقہ نے اس کی صراحت کی ہے جو کہ شامی، عالمگیری، بدائع الصنائع میں موجود ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ خبر عادل شخص کی ہو فاسق کی نہ ہو، کیوں کہ رمضان کا مسئلہ عبادت کا مسئلہ ہے، دیگر لوگوں کے تہوار کی طرح نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "یٰایها الذین امنوا اِنْ جاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا اَنْ تُصِيبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا علٰى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِيْنَ"۔ (سورہ حجرات: آیت ۶)

ترجمہ: کہ اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے، تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو، پھر اپنے کئے پر پشیمانی اٹھاؤ۔

لہٰذا جب خبر دینے والے کے لئے عادل کی قید لگی ہے تو موجودہ دور میں ریڈیو، اور ٹی وی، پر چاند کی خبر دینے والا، اگر مسلمان اور معلوم شخص ہو اور ان الفاظ میں اعلان کرے کہ میرے سامنے فلاں حاکم شرعی نے یا فلاں ہلال کمیٹی نے جس کے تمام افراد باشرع ہوں یا فلاں مفتی شہر نے یا فلاں عالم مقتدیٰ و متدین نے ثبوت شرعی حاصل کر کے ثبوت رویت کا حکم یا فیصلہ دے دیا ہے تو اس اعلان پر عمل کر کے رمضان کا روزہ رکھنا درست ہوگا۔

(نظام الفتاوی ص ۱۶، ۲۲، ۲۶/ ج ۱) (فتاوی رحیمیہ ص ۲۳۵/ ج ۷)

لیکن ریڈیو، یا ٹی وی، سے خبر ان الفاظ میں آئے کہ یہاں چاند ہوا ہے یا فلاں علاقے کے لوگ عید کر رہے ہیں ایسی خبر کا کوئی اعتبار نہیں۔

بعض علماء نے ریڈیو، وغیرہ کی خبر کے بارے میں یہ کہا ہے کہ اعلان کرنے والا خود قاضی یا امیر شریعت یا رویت ہلال کمیٹی کا صدر یا کمیٹی کا معتمد مسلّم نمائندہ ہو، تو اس اعلان کو سن کر مقامی رویت ہلال کمیٹی یا قاضی کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اس پر اعتماد کر کے رویتِ ہلال کا

فیصلہ کردے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج۷/ص۲۱۸)

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ دنیاوی معالات میں خبروں کو صحیح مانا جاتا ہے اس کی تصدیق کی جاتی ہے شریعت اس کو غلط نہیں کہتی اور کوئی عالم بھی اس کو غلط نہیں کہتا لیکن رویتِ ہلال کے باب میں، بات دوسروں پر عبادت لازم کرنے کی ہے، لہٰذا دنیاوی اعتبار سے گرچہ یہ تمام خبریں جو ریڈیو، ٹی وی، پر نشر کی جاتی ہیں صحیح ہیں لیکن عبادت لازم کرنے کے لئے خبر کے ساتھ جس چیز (عادل) کی شریعت نے قید لگائی ہے، اس کا ہونا ضروری ہے۔

رویتِ حکمی کی دوسری صورت:

اسی طرح سے اُن متعدد علاقوں سے جہاں چاند ہوا ہے، متعدد جماعتیں آئیں، ہر جماعت یہ خبر دے کہ اس شہر کے مسلمانوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے تو اس خبر کا اعتبار کیا جائے گا، اس سے ہلال رمضان کا ثبوت ہوجاتا ہے، اس کو خبر مستفیض کہتے ہیں۔ محض افواہوں کا پھیل جانا کہ یہ بھی معلوم نہ ہو کہ کس نے یہ بات چلائی ہے، خبر مستفیض نہیں، یہ صورت رویت حکمی کی ہے۔ (شامی کتاب الصوم: ص۱۲۹/ج۲)

رویت حکمی کی تیسری صورت رمضان کے چاند کے لئے:

۲۹رشعبان کو رویت نہیں ہوئی اور اگر کسی جگہ سے کسی معتبر عادل شخص نے جو معروف ہو اور اس کی آواز بھی پہچانی جاتی ہو تو فون کے ذریعہ رویت کی خبر دے اسی شرعی طریقے پر جس کا ذکر اوپر ہوا۔ یا خود اپنا چاند دیکھنا بیان کرے اور اس کے عادل اور معروف ہونے کی بنیاد پر قاضی یا مفتی یا رویت ہلال کمیٹی کے ذمہ دار اس پر اعتماد کرلیں تو رمضان کے باب میں اس پر اعتماد کرتے ہوئے روزہ کا اعلان کیا جاسکتا ہے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج۷/ص۲۲۱)

رویت حکمی کی پہلی صورت عیدین کے چاند کے لئے:

عیدین اور بقیہ نو (۹) مہینوں کے چاند کا مسئلہ اَبر ہونے کی صورت میں رمضان سے الگ ہے اس لئے کہ رمضان میں خبر کافی ہے اور عیدین میں شہادت کی ضرورت ہے اور شہادت کے لئے قاضی یا مفتی یا رویت ہلال کمیٹی کی مجلس میں (۱) گواہوں کی حاضری ضروری ہے اور (۲) گواہ کا مسلمان ہونا، (۳) عاقل بالغ ہونا اور (۴) بینا ہونا اور (۵) عادل ہونا اور

(۶) لفظ شہادت کا استعمال کرنا اور (۷) جس واقعہ کی، یا جس رویت کی شہادت دے رہا ہو، اس کا بچشم خود مشاہدہ کرنا ضروری ہے محض سنی سنائی نہ ہو۔ ان سات شرطوں کے ساتھ ۲۹ر رمضان کو جبکہ مطلع اَبر آلود ہو دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عادلہ عورتیں مجلس قضا میں حاضر ہو کر شہادت دیں، تو ان کی شہادت پر عیدین کے چاند ہونے کا فیصلہ کر دیا جائے گا بشرطیکہ قاضی یا مفتی یا رویت ہلال کمیٹی کے ذمہ دار کو اس کی گواہی قبول ہو۔

جب شہادت کے لیے اتنی شرطوں کی ضرورت ہے، تو آپ خود بتائیں کہ ریڈیو، ٹیلی ویژن پر آنے والی خبریں جن میں یہ شرطیں نہیں پائی جاتیں باوجودیکہ وہ خبر صحیح دے رہے ہیں، لیکن شہادت نہ ہونے کی وجہ سے ان کی خبروں پر کسی مسلمان پر عیدین کا حکم لاگو نہیں کیا جاسکتا۔ جس طرح سے ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کا جج کسی مجرم کی بے گناہی کا کتنا ہی یقین کیوں نہ رکھتا ہو یا کسی شخص کے مجرم یا قاتل ہونے کا خبروں کی وجہ سے یا اپنی ذاتی معلومات کی بنیاد پر کتنا ہی یقین کیوں نہ رکھتا ہو، مگر جب تک اس کی عدالت میں مجرم کی بے گناہی یا کسی کے قاتل ہونے کی شہادت نہ پیش ہو جائے، اس وقت تک کسی کو بری یا کسی کو قاتل ہونے کا فیصلہ نہیں کر سکتا۔ جب دنیاوی معاملات میں دنیا کے کورٹ میں خبروں کو ذریعہ معیار نہیں بنایا جاسکتا، تو شریعت کا معاملہ تو اس سے زیادہ اہم ہے۔ لہٰذا محض ریڈیو، یا ٹیلی ویژن پر یہ خبریں آنا کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا یا فلاں جگہ عید منائی جارہی ہے، شہادت نہ ہونے کی بنیاد پر دوسروں کی لئے اس پر عمل کرنا صحیح نہیں ہے باوجودیکہ اس جگہ کی خبریں صحیح ہے۔

رویت حکمی کی دوسری صورت عیدین کے چاند کے لئے:

شہادت علی الشہادۃ بالرویۃ ۔جبکہ چاند دیکھنے والے اصل گواہ کسی وجہ سے مجلس قضا یا رویت ہلال کمیٹی میں حاضر نہ ہو سکیں تو ہر گواہ اپنی طرف سے دو ثقہ عادل آدمیوں کو چاہیے انہیں دونوں آدمیوں کو دونوں اصل گواہ اپنی طرف سے گواہ بنائیں یا چار عادل ثقہ آدمیوں کو گواہ بنائیں اور یہ گواہ مجلس قضا میں آکر کہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ فلاں آدمی نے چاند دیکھا ہے اور ہم کو گواہ بنا کر بھیجا ہے، ان کی گواہی پر قاضی یا مفتی اعتماد کریں تو اعلان کیا جاسکتا ہے۔ (شامی باب الشہادۃ: ج ۴/ص ۵۴۵، فتاوی رحیمیہ: ج ۷/ص ۲۱۶)

رویت حکمی کی تیسری صورت عیدین کے چاند کیلئے:

شهادت علی قضاء القاضی ۔قاضی یا مفتی کی مجلس میں شرعی شہادت پیش ہو اور مجلس میں دو دیندار پابند شرع مسلمان شروع سے آخر تک حاضر ہوں اور پھر وہ کسی دوسرے مقام کے قاضی یا مفتی کے سامنے حاضر ہو کر شہادت دیں کہ فلاں مقام پر قاضی یا مفتی کی مجلس میں ہمارے سامنے رویت ہلال کی شہادتیں پیش ہوئیں اور شہادتوں کے سماعت کے بعد قاضی یا مفتی نے رویت ہلال کے ثبوت کا فیصلہ کر دیا، تو یہ بھی ثبوت ہلال کے لئے معتبر ہے۔ (شامی کتاب الصوم: ج ۲/ص ۱۲۸، فتاوی رحیمیہ: ج ۷/ص ۲۱۶)

رویت حکمی کی چوتھی صورت عیدین کے چاند کے لیے:

جب ایک معتبر شرعی رویت ہلال کمیٹی کے نزدیک شرعی اصول سے رویت ہلال ثابت ہو جائے تو وہ کمیٹی دوسری رویت ہلال کمیٹی کو ضابطہ شرعی کے مطابق اس ثبوت رویت کی اطلاع کر دے جیسا کہ اوپر تیسری صورت میں مذکور ہوا، لیکن اگر یہ طریقہ اطلاع دینے کا میسر نہ ہو یا دشوار ہو تو ٹیلیفون پر چند شرطوں کے ساتھ اطلاع دی جاسکتی ہے: (۱) فون پر بولنے والا شخص معروف، متدین، عادل ہو۔ (۲) جس کو فون کر رہا ہے، وہ عالم ہو یا رویت ہلال کمیٹی کا معتبر، متدیّن، ذمہ دار ہو۔ (۳) ان الفاظ میں اطلاع دے کہ میرے سامنے فلاں شرعی ہلال کمیٹی نے جسے میں خوب جانتا ہوں اور اس کے تمام ارکان ذی علم اور متدین ہیں، شرعی ثبوت لے کر رویت ہلال کا فیصلہ دیا ہے۔ (۴) اس بولنے والے شخص کی آواز پہچانی جا رہی ہو، اس کے مشابہ آواز میں کوئی دوسرا شخص نہ بول رہا ہو۔ اِن تمام شرائط کے ساتھ ٹیلفون پر اطلاع معتبر ہوگی۔ اب اگر مطلع صاف نہ ہو اور معاملہ رمضان کا ہو تو صرف ایک ٹیلفون بھی عمل کیلئے کافی ہے۔ لیکن مطلع صاف ہو تو محض ایک دو ٹیلفون ان شرائط کے ساتھ بھی کافی نہیں، خواہ کمیٹی ہی ثقہ اور معتبر لوگوں کی ہو، بلکہ ملک کے مختلف گوشوں سے ان ہی مذکورہ بالا الفاظ میں اتنی تعداد میں آجانا ضروری ہے کہ عادۃً ان سب کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا متصور نہ ہو یا دشوار ہو۔ (منتخبات نظام الفتاوی: ج ۲/ص ۱۲۷ ا ج ۲/ص ۱۶۳)

"نتیجہ فکر"
ولی اللہ ولی قاسمی بستوی
استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم

ترانۂ جامعہ

(جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، نندوربار، مہاراشٹر)

یہ علم وعمل کا چمنستاں ، توحید کی شمعِ فاراں ہے
یہ بحرِ علومِ یزداں ہے، ہر موج یہاں اک طوفاں ہے
گلزار یہاں ہے رشکِ اِرَم ، ہر پھول یہاں مہ پارہ ہے
اک صور ہے ہر آواز یہاں ، ہر سانس یہاں نقارہ ہے
ہر صبح یہاں ہے صبحِ حَرَم ، ہے شامِ حَرَم ہر شام یہاں
ہر بوند یہاں اِک موتی ہے، ہر قطرہ ہے اک جام یہاں
اک پیرِ طریقت کہلایا ، مدہوشِ شرابِ عرفانی
دیوانۂ حسنِ بزمِ ازل ، پروانۂ شمعِ فارانی!
ہر بلبلِ باغِ نبوت کو ، اخلاصِ عمل کا لعل مِلا
عالَم میں کہاں ایسا ہوگا ، اِسلام کا زرّین لال قلعہ
سعدی کی زباں ، جامی کا بیاں ، ہے رازی کی تفسیر یہاں
کلیوں کی چٹک بن جاتی ہے ، باطل کے لیے شمشیر یہاں
افکارِ ولی اللٰہی کے ، افلاک کا روشن تارہ ہے
ہمدوشِ ثریا ہر گل ہے ، ہر سرو وسمن شہ پارہ ہے
تسلیم درِ فردوسِ بریں ، صدیق کا ہے فیضان یہاں !
ہم راہِ وفا کے رَہ رَو ہیں ، ہاں رہبر ہے قرآن یہاں
ساقی ہیں غلام فخرِ زماں ، ہیں رُوحِ رواں میخانے کی
میخوار شرابِ دیں کے لیے ، اِکسیر ہے مے پیمانے کی
یہ طور معانی عرش حِکَم، اخلاص کا ہے یہ تاج محل
مالی ہے چمن کا شاہ جہاں ، کلیاں ہیں یہاں ممتاز محل

خوشبو سے خلوصِ مالی کے ، گلزار یہ دیں کا مہکا ہے
اس وادیٔ زر کا ہر ذرّہ ، خورشید کی صورت چمکا ہے
یہ فیضِ سلیماں کیا کہیئے ، ہمدوشِ کمالِ طوفاں ہے
رِندوں کے لیے یاں امرت جل ، ہر قطرۂ جامِ عرفاں ہے
گلزار میں ہر سو بکھرے ہیں اسرارِ دلِ اسحاق یہاں
اس در کی زمیں بوسی کے لیے ، سو بار جھکا آفاق یہاں
اس باغ رسالت کا مالی ، اِک زندہ دل ، یعقوب ہوا
اس گلشنِ دیں میں جو بھی کِھلا ، عالم میں وہ گل ، محبوب ہوا
اس باغ کے پھولوں میں پنہاں ہے ، نکہتِ عبداللہ یہاں
تقسیم برابر ہوتی ہے ، میراثِ رسول اللہؐ یہاں
یعقوب و بشیر و سلیماں کے ، ایثار سے یہ پروان چڑھا
اِس بزم جنوں سے دیوانہ ، پی پی کے مئے عرفان بڑھا
کردارِ براہم و یوسف سے ، روشن ہے یہاں اخلاصِ عمل
اِس گلشن کا ہر غنچہ و گل ، کہلایا ہے مرّیخ و زُحل
یہ علم کا وہ میخانہ ہے ، لبریز جہاں ہیں پیمانے
یہ شمعِ جمالِ عرشِ بریں ، غلمان و مَلک ہیں پروانے
حکمت کے جواہر پاروں سے ، بھرپور ہے صحنِ ساتِ پڑا
مِلّت کے درخشاں تاروں سے ، پُر نور ہے چمنِ سات پڑا
صد رشکِ جہاں ہے یہ گلشن ، یہ وادی ، خلد بداماں ہے
قسّامِ علوم و حکمت ہے ، کشّافِ رموزِ قرآں ہے
تنویرِ ہدایت کا سورج ، ہر دَیر و حرم میں چمکے گا !!
کہسارِ عرب میں چمکا ہے ، اطرافِ عجم میں چمکے گا
اِسلام ولیٔ اِس مرکز سے ، ہر دَور و زماں میں پھیلے گا
یہ فیضِ غلامی کا قلزم ، ہر سمت جہاں میں پھیلے گا
انوارِ حَرم کی کرنوں سے ، پُر نور سدا گلزار رہے !
یہ شمعِ رسالت دنیا میں ، تا روزِ جزا ضَو بار ہے

نصیحت

حضرت شیخ یونس صاحب مدظلہ العالی

آپ نے دین کا علم پڑھا ہے اس لئے آپ اپنے لئے اسی کو منتخب کریں، اسی کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں چند باتیں لکھتا ہوں جو اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے پسند کرتا ہوں:

(۱) تصحیح نیت واخلاص کا اہتمام (۲) اتباع سنت پر مداومت
(۳) معاصی سے کلی اجتناب اور مواقع معاصی سے حتی الوسع دوری
(۴) تعلیم دین سے اشتغال اور اشاعت دین کی مکمل فکر
(۵) تبلیغ سے حتی الوسع ربط
(۶) تزکیہ اصلاح کی غرض سے اہل اللہ سے تعلق اور ان کی ہدایت پر عمل
(۷) اصلاح فیما بین المسلمین کا اہتمام اور منازعت سے کلی گریز
(۸) قدرے نوافل کا اہتمام (۹) اپنے اندر اللہ پاک کی محبت پیدا کرنے کی فکر

تعلیم وتدریس کے ساتھ حسب استطاعت تبلیغ میں بھی حصہ لینا چاہئے:

دین سیکھنا اور اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو سکھانا سبھی ضروری ہے تدریس وتعلیم میں بھی مشغول رہنا چاہئے اور حسب استطاعت تبلیغ میں بھی حصہ لینا چاہئے حدیث پاک میں ہے: "ان اللہ تعالی لم یبعثنی معنتا ولکن بعثنی معلما میسرا" رواہ احمد (۳/ ۳۲۸) ومسلم (۱/ ۴۸۰) عن جابر، مسند داری سنن ابن ماجہ ص: ۲۱ میں عبداللہ بن عمر بن العاص کی حدیث میں انما بعثنی معلما ہے۔ دیکھو مشکوۃ ص: ۳۶ مسند احمد میں ۴/ ۱۰۱ حضرت معاویہ کی حدیث میں ہے انما انا مبلغ واللہ یھدی، (مسلم ۱/ ۴۸۲) ترمذی ۴/ ۲۰۵ میں حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے: ان اللہ ارسلنی مبلغا ولم یرسلنی متعنتا ہے، ترمذی کے الفاظ: انما بعثنی مبلغا ولم یبعثنی متعنتا ہے وفی سندہ انقطاع۔

العبد محمد یونس عفا اللہ عنہ

(نوادر الحدیث)